

سُنت کے مطابق نماز پڑھیے

مُتالیف
مولانا مفتی محمد ارشد قاسمی مدظلہم

دارالافتاء اسلامیہ کراچی

جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھو اسی طرح نماز پڑھو۔ (منہجِ حدیث)

وہ نہ بچنے گا کبھی اللہ تک
راہِ سنت پر نہ ہو جس کا قدم

سُنَّتِ کے مُطابِق نماز پڑھیے

تالیف
مولانا مفتی محمد ارشاد قاسمی مدظلہم

آپ ﷺ کی نماز کا مکمل نقشہ۔ کس طرح پڑھتے، کس رکن کو کس طرح ادا فرماتے
اور اس کے سنن و آداب کا ایک وسیع و مفصل و مستند ذخیرہ۔ جس کا مطالعہ ہر مومن
کے لئے اور جس کا ہر گھر میں رہنا ضروری ہے

اُردو بازار ایم ایچ جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

دَارُالْإِشَاعَةِ

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : رمضان مطابق اکتوبر ۲۰۰۵ء علمی گرافکس
صفحہ : 189 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

..... ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور	۱۱۱۰ المعارف۔ جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت العلوم 20 ناہرہ روڈ لاہور	بیت القرآن اردو بازار کراچی
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور	ادارہ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
مکتبہ امدادیہ بی بی ہسپتال روڈ ملتان	بیت الہقلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک کراچی
یونیورسٹی بک انجینس خیر بازار پشاور	بیت الکتاب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار اورالپنڈی	مکتبہ اسلامیات پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد	مکتبہ المعارف محلہ جنگلی۔ پشاور

انگینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
At Continenta (London) Ltd.
Cooks Road, London E15 2PW

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان
۱۳	پیش لفظ
۱۶	نماز کے سلسلہ میں آپ کے پاکیزہ اسوہ اور مبارک طریق و عادات کا بیان
۱۶	نماز شروع کرتے وقت قبلہ رخ ہوتے
۱۷	دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے وقت تکبیر کہتے
۱۷	تکبیر کہتے ہوئے آپ ﷺ ہاتھوں کو اٹھاتے
۱۹	ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیوں اور پتھیلیوں کا رخ قبلہ رخ رہے
۲۰	عورتیں اپنے ہاتھوں کو کہاں تک اٹھائیں گی
۲۱	عورتیں اپنے ہاتھ سینے پر رکھیں گی
۲۱	ہاتھ اٹھاتے وقت آپ ﷺ انگلیاں کس طرح رکھتے
۲۲	کان کے قریب تک ہاتھ اٹھائے
۲۳	تکبیر کے بعد ہاتھ کس طرح باندھتے
۲۳	دونوں ہاتھوں کو کہاں رکھے؟
۲۳	آپ تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھتے؟
۲۵	نوافل میں تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھتے؟
۲۶	ثناء کے بعد قرأت سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھتے
۲۷	اعوذ باللہ اور بسم اللہ آہستہ پڑھنا
۲۸	ہر رکعت میں الحمد للہ (سورہ فاتحہ) پڑھتے
۲۸	سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملاتے
۲۹	فرض کی تیسری اور چوتھی میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے
۳۰	نماز کی حالت میں نگاہ کہاں رہے؟

- ۴۶ ----- رکوع میں انگلیوں کو کشادہ رکھتے ملا کر نہ رکھتے
- ۴۷ ----- رکوع میں کہنیوں کو بدن سے جدا رکھتے
- ۴۷ ----- عورتوں کے لئے رکوع کا طریقہ کار
- ۴۷ ----- رکوع میں پیٹھ کو بالکل برابر رکھتے
- ۴۸ ----- رکوع میں پہلوؤں کو الگ رکھتے ملاتے نہیں
- ۴۹ ----- رکوع سے اٹھتے ہوئے پیٹھ کو اوپر کرتے ہوئے "سمع اللہ" کہتے
- ۴۹ ----- قومہ میں آپ ﷺ کیا پڑھتے؟
- ۵۱ ----- رکوع میں پیٹھ کو اعتدال و اطمینان سے برابر رکھنے کی تاکید
- ۵۱ ----- اس کی نماز کو اللہ دیکھتے بھی نہیں
- ۵۱ ----- سب سے بڑا نماز کا چور
- ۵۲ ----- نماز ہی صحیح نہیں ہوتی
- ۵۲ ----- ساٹھ سال نماز پڑھتا ہے مگر مقبول بارگاہ نہیں
- ۵۲ ----- گویا کہ نماز ہی نہیں پڑھی
- ۵۲ ----- ایسے محروم کی مثال
- ۵۳ ----- رکوع میں آپ ﷺ کیا پڑھتے؟
- ۵۳ ----- بسا اوقات نوافل میں یہ پڑھتے
- ۵۴ ----- تسبیح کتنی مرتبہ پڑھتے
- ۵۴ ----- رکوع کے بعد قومہ کے لئے کب اٹھے
- ۵۵ ----- خوب اطمینان سے رکوع ادا کرنے کے بعد آپ اٹھتے
- ۵۵ ----- رکوع اطمینان سے ادا کرنے کے بعد قومہ کا حکم
- ۵۶ ----- قومہ میں بالکل سیدھے ہو جاتے
- ۵۶ ----- بسا اوقات قومہ میں یہ بھی پڑھتے
- ۵۸ ----- سجدہ میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے
- ۵۸ ----- سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہاں شروع کرے کہاں ختم کرے
- ۶۱ ----- سجدہ میں کس طرح جاتے، سنت طریقہ کیا ہے؟

- ۶۲ جھکتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو ملائے نہیں جدا رکھے
- ۶۲ سجدہ میں دونوں ہاتھوں کو کس کے مقابل اور کہاں رکھتے؟
- ۶۳ سجدہ میں انگلیوں کو ملا کر رکھتے
- ۶۳ انگلیوں کا رخ سجدہ میں بالکل قبلہ کی جانب ہوتا
- ۶۴ سجدہ میں پیروں کی انگلیوں کا سرا قبلہ کی جانب رکھتے
- ۶۴ سجدہ کی حالت میں دونوں ایڑیوں کو کھڑی رکھتے
- ۶۴ بازو کو زمین پر نہ بچھاتے
- ۶۵ کہنیوں کو ران سے اور پیٹ سے جدا رکھتے
- ۶۶ بازوؤں کو بغل اور پہلو سے جدا رکھتے
- ۶۶ سجدہ میں ہر عضو کو دوسرے سے جدا رکھتے ملتے نہیں
- ۶۷ ران اور پیٹ و سینہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا کہ بکری کا بچہ گزر جاتا
- ۶۷ سرین کو سجدہ میں اٹھائے رکھتے، پنڈلیوں یا پیروں سے نہ ملاتے نہ اس پر رکھتے
- ۶۸ سجدہ میں دونوں پیروں کو کھڑا رکھتے
- ۶۸ پیشانی کے ساتھ ناک بھی زمین پر رکھتے
- ۶۸ پیشانی کے ساتھ ناک بھی رکھنے کا حکم فرماتے
- ۶۹ پیشانی کے اوپری حصہ کو زمین پر ٹیکتے
- ۷۰ پیشانی کو کسی سخت چیز پر جو زمین پر مستقر ہو ٹیکے
- ۷۰ سردی میں چادر کے اندر ہاتھ رکھتے ہوئے سجدہ کرے یا ہاتھ نکال کر
- ۷۱ بھیڑ اور ازدحام کی وجہ سے انگلی کی پیٹھ پر سجدہ کرنے کی اجازت
- ۷۱ تہجد اور نوافل کے سجدہ میں گنجائش
- ۷۲ سجدے میں سات اعضاء کا استعمال
- ۷۲ کوئے کے چونچ مارنے کی طرح سجدہ کرنے سے منع فرماتے
- ۷۲ سجدہ میں آنکھوں کو بند کرنے سے منع فرماتے
- ۷۳ سجدہ میں پیر کو زمین سے اٹھانا منع ہے
- ۷۳ آپ سجدہ نہایت اطمینان سے ادا فرماتے

- ۷۴ ----- اطمینان سے سجدہ کرنے کا حکم ❀
- ۷۴ ----- اطمینان سے رکوع و سجدہ نہ کرنے والے کے متعلق سخت وعید ❀
- ۷۵ ----- سجدہ میں تسبیح پڑھتے اور کس مقدار میں پڑھتے ❀
- ۷۵ ----- بسا اوقات سجدہ میں یہ دعائیں بھی پڑھتے ❀
- ۷۷ ----- عورتیں کس طرح سجدہ کریں گی؟ ❀
- ۷۸ ----- سجدہ سے آپ کس طرح اٹھتے؟ ❀
- ۷۹ ----- جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھتے ❀
- ۷۹ ----- سجدوں کے درمیان کس مقدار میں بیٹھتے ❀
- ۷۹ ----- سجدوں کے درمیان کس طرح بیٹھتے ❀
- ۸۰ ----- دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہوئے کیا پڑھتے ❀
- ۸۰ ----- دو سجدوں کے درمیان ایڑیوں کو کھڑا رکھ کر اس پر بیٹھنا ممنوع ہے ❀
- ۸۱ ----- عذر کی وجہ سے گنجائش ہے ❀
- ۸۱ ----- پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے لئے آپ کس طرح اٹھتے ❀
- ۸۲ ----- کس ترتیب سے سجدہ سے اٹھتے ❀
- ۸۳ ----- سجدہ سے قیام کی طرف اٹھتے ہوئے ہاتھوں کا سہارا لینا مسنون ہے ❀
- ۸۳ ----- دوسری رکعت کس طرح شروع کرتے ❀
- ۸۴ ----- دوسری رکعت پہلی سے لمبی نہ کرتے ❀
- ۸۴ ----- تشهد میں کس طرح بیٹھتے ❀
- ۸۵ ----- تشهد میں دایاں پیر کھڑا اور بایاں پیر بچھا لیتے ❀
- ۸۵ ----- پیروں کی انگلیوں کو رخ قبلہ رکھے ❀
- ۸۵ ----- ہاتھوں کی انگلیاں کس طرح رکھے ❀
- ۸۶ ----- اگر تیسری رکعت کے لئے اٹھنا ہو تو درود وغیرہ نہ پڑھتے ❀
- ۸۶ ----- نفل میں دو رکعت پر تشهد کے بعد درود اور دعا وغیرہ کی اجازت ہے ❀
- ۸۷ ----- تشهد میں دائیں گھٹنے پر دایاں اور بائیں گھٹنے پر بایاں ہاتھ رکھتے ❀
- ۸۷ ----- تشهد میں انگلیوں سے اشارہ کرتے ❀

- ۸۸ ----- انگلی سے اشارہ کرنے کا مسنون طریقہ
- ۸۹ ----- اشارہ کے لئے انگلیوں کا حلقہ کب بنائے
- ۹۰ ----- اٹھاتے وقت انگلی کو حرکت نہ دیتے
- ۹۰ ----- اشارہ کے لئے انگلی کس نکتہ پر اٹھائے اور رکھے
- ۹۱ ----- انگشت شہادت کا رخ قبلہ کی طرف رکھے آسمان کی طرف نہیں
- ۹۱ ----- انگلیوں کا حلقہ آخر نماز تک باقی رکھے
- ۹۲ ----- اشارہ کرتے ہوئے نگاہ انگلی پر رکھے
- ۹۲ ----- اشارہ ایک انگلی سے کرنا سنت ہے دوسرے نہ کرے
- ۹۳ ----- اشارہ کرتے وقت کیا نیت کرے
- ۹۳ ----- تشہد میں عورتوں کے بیٹھنے کا طریقہ
- ۹۴ ----- تشہد کو نسا پڑھنا بہتر ہے
- ۹۵ ----- تشہد کے بعد درود شریف پڑھے
- ۹۵ ----- نماز میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنے کو فرماتے
- ۹۶ ----- درود پاک کے بعد کیا دعا پڑھے
- ۹۷ ----- حضرت صدیق اکبرؓ کو ایک دعا کی تعلیم
- ۹۷ ----- معاذ بن جبلؓ کو ایک دعا کی تعلیم
- ۹۸ ----- نماز میں تشہد کے بعد دعا اور تعوذ کا حکم
- ۹۸ ----- دعا کے بعد دائیں بائیں جانب سلام فرماتے
- ۹۹ ----- سلام میں چہرہ مبارک پورا دائیں بائیں موڑتے
- ۹۹ ----- سلام میں اللہ کے زیر کوادانہ کرے اور نہ سلام پر مد کرے
- ۹۹ ----- سلام پھیرتے وقت کیا نیت کرے
- ۱۰۰ ----- سلام کے بعد آپ ﷺ دائیں جانب کا رخ فرماتے
- ۱۰۰ ----- کبھی دائیں اور بائیں دونوں جانب حسب موقع رخ فرماتے
- ۱۰۲ ----- فرض نماز کے بعد کس مقدار میں دعا مانگتے
- ۱۰۳ ----- سلام کے بعد استغفار فرماتے

- ۱۰۳۔ سلام کے بعد تکبیر کہتے۔
۱۰۴۔ سلام کے بعد کا ایک عمل
۱۰۵۔ سلام کے بعد آیت الکرسی
۱۰۶۔ فرض نماز کے بعد آپ ﷺ کیا ذکر فرماتے۔
۱۰۷۔ فرض کی جگہ سنت ادا نہ فرماتے جبکہ بدل دیتے۔
۱۰۸۔ فرض کی جگہ ہی نفل و سنت نہ پڑھتے۔
۱۰۹۔ فرض نماز کے بعد دعا کے متعلق ایک تحقیق سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے۔
۱۱۰۔ کیا فرض نماز کے بعد دعائنگنا خصوصاً ہاتھ اٹھا کر بدعت ہے۔
۱۱۱۔ نماز کے بعد دعا کے سلسلے میں آپ کی عملی روایتیں۔
۱۱۲۔ فجر کی نماز کے بعد خاص کر یہ دعا فرماتے۔
۱۱۳۔ فجر اور مغرب کے بعد دعا کی تاکید۔
۱۱۴۔ نماز کے بعد دعاؤں کے ثبوت میں قولی روایتیں۔
۱۱۵۔ فرض نماز کے بعد دعا باعث قبولیت۔
۱۱۶۔ مختلف مواقع پر آپ ﷺ سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے۔
۱۱۷۔ دعائیں ہاتھ اٹھانے کی فضیلت اور حکم۔
۱۱۸۔ محدثین کرام نے ابواب قائم کر کے اس کے سنت ہونے کو ثابت کیا ہے۔
۱۱۹۔ اغتباہ۔
۱۲۰۔ نماز کے مجموعی سنن و مستحبات کا بیان۔
۱۲۱۔ ہاتھوں کا کانوں کی لوثک اٹھانا سنت ہے۔
۱۲۲۔ ہاتھ اٹھانے کے بعد فوراً تکبیر کہنا۔
۱۲۳۔ ہاتھوں کا کندھے تک اٹھانا مردوں کے لئے خلاف سنت ہے۔
۱۲۴۔ عورتوں کو کندھے تک اٹھانا سنت ہے۔
۱۲۵۔ قیام کی حالت میں نظر سجدے کی جگہ کی جانب کرنا سنت ہے۔
۱۲۶۔ انگلیوں کا (سیدھا) کچلا ہونا۔
۱۲۷۔ ہتھیلیوں کا رخ قلب کی جانب رکھنا۔

- ۱۲۴ ----- تکبیر کے وقت سر جھکانا خلاف سنت ہے ❁
- ۱۲۴ ----- مقتدی کی تکبیر تحریمہ کا امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا ❁
- ۱۲۵ ----- تکبیر تحریمہ پانے کی حد کا بیان ❁
- ۱۲۵ ----- ہاتھ رکھنے کا مسنون طریقہ ❁
- ۱۲۶ ----- ہاتھ باندھنے کا غلط طریقہ ❁
- ۱۲۷ ----- ہاتھ گرا کر باندھنا خلاف سنت ہے ❁
- ۱۲۷ ----- عیدین اور قنوت میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ ❁
- ۱۲۷ ----- قبر اطہر پر ہاتھ باندھنے کا طریقہ ❁
- ۱۲۸ ----- عورتوں کے لئے ہاتھ باندھنے کا طریقہ ❁
- ۱۲۸ ----- خفشی کے لئے مسنون طریقہ ❁
- ۱۲۸ ----- شاہراہ کے لئے پڑھنا سنت ہے ❁
- ۱۲۹ ----- اگر امام نے قرأت شروع کر دی تو اب ٹانہ پڑھے ❁
- ۱۲۹ ----- امام اور منفرد اعوذ باللہ پڑھیں ❁
- ۱۲۹ ----- اگر ٹانہ اور تعوذ خلاف ترتیب ہو جائے تو ❁
- ۱۳۰ ----- عیدین میں تکبیرات زوائد کے بعد اعوذ باللہ پڑھے ❁
- ۱۳۰ ----- ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا ❁
- ۱۳۰ ----- مسبوق بھی ہر قرأت سے پہلے بسم اللہ پڑھے گا ❁
- ۱۳۱ ----- بسم اللہ ہر صورت میں آہستہ پڑھنا سنت ہے ❁
- ۱۳۱ ----- سورت سے پہلے بھی بسم اللہ پڑھ سکتا ہے ❁
- ۱۳۱ ----- فرض، سنت اور نفل کی ہر رکعت میں بسم اللہ سنت ہے ❁
- ۱۳۱ ----- فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا ❁
- ۱۳۲ ----- ربنا لک الحمد آہستہ سے کہنا ❁
- ۱۳۲ ----- آہستہ سے پڑھنے کی حد کیا ہے؟ ❁
- ۱۳۲ ----- دل میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی ❁
- ۱۳۳ ----- تکبیر تحریمہ سے پہلے ہاتھ نہ باندھے ❁

- ۱۳۳۔ اللہ اکبر اور مع اللہ امام زور سے کہے۔
- ۱۳۴۔ کھڑے ہونے میں قدم کا فاصلہ چار انگلی کا ہو۔
- ۱۳۴۔ قیام کا مسنون طریقہ۔
- ۱۳۴۔ پاؤں کا ٹیڑھا رکھنا خلاف سنت ہے۔
- ۱۳۵۔ ایڑی کے بل کھڑا ہونا خلاف سنت ہے۔
- ۱۳۵۔ دائیں بائیں ہلنا جلنا مکروہ ہے۔
- ۱۳۵۔ ایک پیر کے سہارے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔
- ۱۳۶۔ کس نماز میں کوئی سورت پڑھے۔
- ۱۳۷۔ اگر وقت تنگ ہو یا عذر ہو تو۔
- ۱۳۷۔ فرض نماز میں قرأت کا مسنون طریقہ۔
- ۱۳۸۔ فجر کی پہلی رکعت کو ذرا طویل کرنا مسنون ہے۔
- ۱۳۹۔ رکوع میں اللہ اکبر کہتا ہوا جائے۔
- ۱۴۰۔ تین تسبیح سے کم مکروہ ہے۔
- ۱۴۰۔ اگر کوئی غاصح طرح ادا نہ کر سکے تو۔
- ۱۴۱۔ رکوع میں گھٹنوں کو پکڑنا سنت ہے۔
- ۱۴۱۔ رکوع میں انگلیوں کو کشادہ رکھے۔
- ۱۴۲۔ رکوع کی حالت میں انگلیاں گھٹنوں پر کس طرح اور کس رخ میں رہیں گی، اس کی تحقیق۔
- ۱۴۲۔ رکوع میں ٹخنوں کی حالت کے متعلق ایک تحقیق۔
- ۱۴۳۔ الصاق کعب کا مطلب۔
- ۱۴۴۔ رکوع میں پیٹھ برابر رکھے۔
- ۱۴۴۔ سر اور سرین کا برابر ہونا۔
- ۱۴۵۔ رکوع میں نظر قدموں کی طرف۔
- ۱۴۵۔ بازو پہلو سے نہ ملائے۔
- ۱۴۶۔ قومہ کرنا۔
- ۱۴۷۔ سر اٹھاتے ہی حمدے میں نہ جائے۔

- ۱۴۷ سجده میں جانے کا مسنون طریقہ -----
- ۱۴۷ سجده میں جاتے ہوئے کن اعضاء کو پہلے رکھے -----
- ۱۴۸ سجده میں ہاتھ گھیننا خلاف سنت -----
- ۱۴۸ سجده سے اٹھنے کا مسنون طریقہ -----
- ۱۴۹ ہاتھ کے سہارے نہ اٹھے -----
- ۱۵۰ دوسری رکعت میں ثناء و تعوذ نہ پڑھے -----
- ۱۵۰ تیسری رکعت کے لئے اٹھنے کا مسنون طریقہ -----
- ۱۵۱ سجده دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہو -----
- ۱۵۲ مرد کا سجده -----
- ۱۵۵ سجده میں پیروں کا ہلانا مکروہ ہے -----
- ۱۵۵ سجده سے اٹھنے کا طریقہ -----
- ۱۵۵ عورت کا سجده -----
- ۱۵۶ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا مسنون طریقہ -----
- ۱۵۸ مرد کا تشہد میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ -----
- ۱۶۰ عورت کا تشہد میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ -----
- ۱۶۳ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں فاتحہ پڑھنا مسنون ہے -----
- ۱۶۳ درود پاک کے بعد دعائے کلمات پڑھنا سنت ہے -----
- ۱۶۶ دائیں جانب اور بائیں جانب رخ کر کے دو مرتبہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا -----
- ۱۶۷ امام سلام پھیرتے وقت کس کی نیت کرے -----
- ۱۶۸ مقتدی کس کی نیت کرے -----
- ۱۶۸ تنہا نماز پڑھنے والا کس کی نیت کرے گا -----
- ۱۶۹ دوسرے سلام کا اول کے مقابلہ میں پست ہونا -----
- ۱۶۹ مقتدی سلام کب پھیرے -----
- ۱۷۰ سلام پھیرنے کا مسنون طریقہ -----
- ۱۷۰ مسبوق اپنی باقی ماندہ نماز کے لئے کب کھڑا ہو -----

- ✽ سلام کے بعد دعا کے متعلق ----- ۱۷۱
- ✽ نماز کے سنن و مستحبات کا اجمالی اور مختصر خاکہ ----- ۱۷۳
- ✽ تکبیر تحریمہ کے موقع کے سنن و مستحبات ----- ۱۷۳
- ✽ ہاتھ باندھنے کے امور مسنونہ ----- ۱۷۴
- ✽ تکبیر تحریمہ کے بعد امور مسنونہ ----- ۱۷۴
- ✽ رکوع کے سنن و مستحبات ----- ۱۷۴
- ✽ رکوع سے اٹھنے کی سنتوں کا بیان ----- ۱۷۵
- ✽ قومہ سے سجدہ میں جانے کی سنن و مستحبات کا بیان ----- ۱۷۶
- ✽ سجدہ کے سنن و مستحبات کا بیان ----- ۱۷۶
- ✽ سجدہ سے اٹھنے کی سنتوں کا بیان ----- ۱۷۷
- ✽ دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ کے امور مسنونہ کا بیان ----- ۱۷۷
- ✽ تشہد میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ ----- ۱۷۸
- ✽ تشہد میں اشارہ کے مسنون امور کا بیان ----- ۱۷۸
- ✽ تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لئے اٹھنے کا مسنون طریقہ ----- ۱۷۹
- ✽ تیسری اور چوتھی رکعت کے امور مسنونہ کا بیان ----- ۱۷۹
- ✽ آخری قعدہ کے امور مسنونہ کا بیان ----- ۱۷۹
- ✽ سلام کے سنن و مستحبات کا بیان ----- ۱۸۰
- ✽ سلام کے بعد مسنون امور ----- ۱۸۰
- ✽ عورتوں کی نماز اس طرح ہوگی ----- ۱۸۱
- ✽ مکروہات نماز کی تفصیل فقہاء کے کلام میں ----- ۱۸۳

پیش لفظ

مذہب اسلام میں نماز کو اساس اور بنیاد قرار دیا گیا ہے، اسے کفر و ایمان کے درمیان حد اور نشان امتیاز قرار دیا گیا ہے، اس کی تاکید و اہمیت، منقبت و فضیلت سے کلام الہی اور احادیث پر ہیں، تقریباً ۸۰ مقامات پر نماز کا ذکر ہے، احادیث و آثار میں جس قدر اس کی تفصیل و توضیح ہے کسی دیگر عبادت کی نہیں۔

اس دور حاضر میں جہاں اور دیگر امور شرعیہ میں تکاسل، تغافل اور بے پرواہی میں اضافہ ہوا ہے اسی طرح اسلام و ایمان کے بلند پایہ اساس ”نماز“ میں بھی بے پرواہی و غفلت مسائل سے ناواقفیت خلاف سنت اور مکروہ امور کا ارتکاب عام ہوا ہے۔

جو طبقہ عرف میں ممتاز اور خاص کہلاتا ہے جن کو اہل علم و دین دار ہونے کا شرف حاصل ہے وہ بھی بسا اوقات نماز میں سنن کی رعایت اور سنت کے مطابق نماز سے غافل نظر آتے ہیں۔ بھری مسجد میں سنت کے مطابق نماز پڑھنے والا کم ہی نظر آتا ہے۔ حدیث پاک کی یہ پیش گوئی پوری ہوتی نظر آ رہی ہے کہ ”عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جب تم مسجد میں داخل ہو گے تو تم دیکھو گے تو ایک آدمی بھی خشوع والا نہ پاؤ گے۔“ (ترمذی، صفحہ ۹۲)

جہاں اس کا سبب تغافل اور دین سے بے پرواہی ہے وہیں اہم سبب طریق سنت سے جہالت اور نادانی اور سنن و آداب کا عدم استحضار اور ناواقفیت بھی ہے یقیناً ہمارے لئے بہت بڑے خسارے اور رنج و افسوس کی بات ہے کہ سنت کے مطابق نماز نہ پڑھی جائے اور اس میں سنن و آداب کی رعایت نہ کی جائے ایسی نماز سے بدمذہب فریضیت یا سقوط تو ہو سکتا ہے مگر دینی دنیاوی خوبیاں جو نماز سے وابستہ ہیں حاصل نہ ہوں گی اور اس کے برکات و ثمرات ظاہر نہ ہوں گے بلکہ ایسی خلاف سنت نماز پرانے بوسیدہ کپڑے کی طرح نمازی کے چہرے پر مار دی جاتی ہے اور شان قبولیت اور دربار الہی میں پہنچنے سے محروم رہتی ہے۔ آج ہر چیز میں اچھائی اور کمال و حسن مطلوب ہے مگر نماز جیسی دولت میں یہ مفقود ہے اس کی تلافی پیش نظر رسالہ ”سنت کے مطابق نماز پڑھیے“ میں کی گئی ہے۔ اس میں نماز کے ہر ہر جز اور رکن کے متعلق سنن و آثار کو ذکر کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ رکن کو کس طریقے سے اور کس

کیفیت سے ادا فرماتے تھے اس کی تفصیل، نماز کے سنن و آداب اور اس کے مکروہات کو نہایت ہی وسط و تفصیل سے مستند حوالوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

نماز کے سنن و آداب کو فقہاء کے کلام سے مستقل طور پر ماخذ حوالے اور اہل علم کی رعایت میں عربی عبارتوں کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

مؤلف نے سعیِ بلیغ کی ہے ہر ہر کن اور طریق کے متعلق احادیث و آثار آجائیں، اور ان طاعنین حضرات کا وانی اور شافی جواب ہو جائے کہ فقہ کرام کے بیان کردہ سنن و آداب کے ماخذ یہی احادیث و آثار ہیں اور یہ کہ فقہاء کرام کے ذاتی اجتہادات نہیں ہیں بلکہ احادیث و آثار اس کی بنیاد ہے۔

یہ کتاب اہل اسلام اور محافظین نماز کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہے، جس سے نماز سنت کے مطابق پڑھی جاسکتی ہے اور ”صلوا کما رایتہمونی“ کے مطابق آپ ﷺ کی نماز کا جو پورا نقشہ متحضر اور معلوم ہو جاتا ہے۔

دعا ہے کہ یہ کتاب امت کے ہر فرد کے لئے آئینہ عمل ہو، سنت کے مطابق نماز کی ترویج کا باعث ہو، رہتی دنیا تک اس کا استفادہ عام ہو۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ مساجد میں اور دینی مجلسوں میں اور حسب سہولت گھروں میں پڑھ کر سنایا جائے۔ تاکہ سنت کے مطابق نماز امت میں عام ہو۔

اللہم تقبل هذه الرسالة واجعلها موضة ووسيلة ليوم القيامة واحشرنا في زمرة الانبياء والصالحين يوم يقوم الناس لرب العالمين، والصلاة والسلام على محمد وآله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين.

والسلام

محمد ارشاد القاسمی

مجاز صحبت حضرت القدس مولانا قاری امیر حسن صاحب

دامت برکاتہم (ہردوئی)

استاد حدیث و افتاء مدرسہ ریاض العلوم گورنمنٹی جوینور

رجب ۱۴۲۳ھ

نماز کے سلسلہ میں آپ کے پاکیزہ اسوہ

اور مبارک طریق و عادات کا بیان

نماز شروع کرتے وقت قبلہ رخ ہوتے

ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو قبلہ رخ ہوتے۔
(ابن ماجہ صفحہ: ۵۸، ابن حبان فی الترواح)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب مکہ میں نماز پڑھتے تھے تو بیت المقدس اور کعبہ (دونوں) کا رخ فرماتے۔ (یہ مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران کی بات ہے)۔
(تفہیم: جلد ۱ صفحہ ۳۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز (کے لئے کھڑے ہونے) کا ارادہ کرو تو اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ رخ ہو جاؤ پھر تکبیر کہو۔
(صحیح، کنز العمال: صفحہ ۴۲۶)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز کا ارادہ کرو تو خوب اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ رخ ہو جاؤ، پھر تکبیر کہو۔
(کنز العمال: صفحہ ۴۲۵، فتح الربانی: صفحہ ۱۱۹)

فائدہ: تمام نمازوں میں قبلہ رخ ہونا فرض ہے۔ اگر سینہ و سر قبلہ سے پھر جائے تو نماز نہیں ہوتی۔ اگر قبلہ کا علم نہ تھا، تحری اور سوچ کر یقین ہوا کہ قبلہ یہ ہے نماز پڑھ لی معلوم ہوا کہ غلط ہو گیا تو نماز ہوئی۔ البتہ نفل نماز سواری یا گاڑی پر رخ قبلہ شروع کیا پھر گاڑی یا سواری کا رخ قبلہ سے پھر گیا تو گاڑی اور سواری ہی کے رخ پر نماز پڑھتا رہے نماز ہو جائے گی۔ آپ سفر میں ایسا ہی کرتے۔ مزید قبلہ کے مسائل کتب

فقہ میں دیکھئے۔

دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے وقت تکبیر کہتے

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے قبلہ رخ ہوتے۔ دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، تکبیر کہتے۔

(ابن ماجہ: صفحہ ۵۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے۔

(ترمذی: صفحہ ۵۶، دارمی: صفحہ ۲۸۱)

حکم بن عیمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ہم لوگوں کو نماز سکھلاتے تھے۔ (فرماتے) جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ۔ ہاتھوں کو کان سے مت ہٹاؤ (یعنی متصل رکھو) اور اللہ اکبر کہو۔

(مجمع: صفحہ ۱۰۲)

فائدہ:..... خواہ کوئی بھی نماز ہو شروع کرنے کے لئے تکبیر تحریر اللہ اکبر کہنا شرط اور فرض ہے۔ علامہ حلبی نے شرح منیہ میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

(العیاض: ۱۰۶)

☆ فائدہ:..... دیکھئے اس روایت میں ذکر ہے کہ آپ حضرات صحابہ کو نماز سکھلاتے تھے اسی طرح حضرات صحابہ کرامؓ بھی سکھلاتے تھے۔ نماز سیکھنے سے آتی ہے، پڑھنے سے اور کتاب سے نہیں ہوتی، افسوس آج ہم لوگوں نے عملاً نماز سکھانا چھوڑ دیا۔ اس لئے آج نماز سنت کے مطابق نہیں ہو رہی ہے۔ ہاتھ اٹھانے پیر رکھنے تک کا طریقہ لوگوں کو معلوم نہیں۔ اور نہ سیکھنا چاہتے ہیں آخر کیسے نماز درست ہوگی۔

تکبیر کہتے ہوئے آپ ﷺ ہاتھوں کو اٹھاتے

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ تکبیر کہتے ہوئے ہاتھوں کو اٹھاتا ہے تھے۔

(ابوداؤد: صفحہ ۱۰۵، تلمیح: صفحہ ۱۳۳)

حضرت وائل کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی آپ

ﷺ دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے تکبیر کہتے۔ (نجیس: صفحہ ۲۳۲)

فائدہ:..... خیال رہے کہ آپ ﷺ سے حضرات صحابہ نے ہاتھ اٹھنے اور تکبیر کہنے کے متعلق تین طریقے سے روایت کی ہے، حضرت ابو حمید کی روایت میں ہے، ہاتھ اٹھاتے پھر تکبیر فرماتے، یعنی اولاً ہاتھ اٹھانا پھر تکبیر کہنا۔ (ابن ماجہ: صفحہ ۵۸)

اور وائل ہی سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب نماز پڑھتے تو تکبیر کہتے پھر ہاتھوں کو اٹھاتے چنانچہ حافظ نے تلخیص میں ان مختلف روایتوں کو بیان کیا ہے۔

(تلخیص: جلد ۱ صفحہ ۲۳۲، ابوداؤد: صفحہ ۱۰۵)

علامہ عبدالحی فرنگی نعلی نے السعایہ میں بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ سے یہ تینوں طریقے ثابت ہیں۔ علماء ہر صورت کے جواز کے قائل ہیں۔ اولیت میں صرف اختلاف ہے۔

چنانچہ پہلا قول:..... دونوں ساتھ کا ہے۔ اس کے قائل امام طحاوی ہیں یہی امام ابو یوسف سے مروی ہے اسی کو شیخ الاسلام قاضی خاں صاحب خلافت تھقہ، بدائع، محیط نے اختیار کیا ہے۔ بھائی نے کہا یہی ہمارے تمام اصحاب کا قول ہے۔ قاضی خاں نے ساتھ کا مطلب یہ بیان کیا کہ دونوں کی ابتداء انتہاء ایک ساتھ ہو، یعنی ہاتھ اٹھاتے ہی تکبیر شروع ہو اور ہاتھ باندھتے ہی تکبیر پوری ہو جائے۔

دوسرا قول:..... تکبیر سے قبل ہاتھ اٹھانا ہو، صاحب مجمع نے اسے طرفین کا قول بیان کیا ہے۔ غایۃ البیان میں ہے کہ یہ عام علماء احناف کا قول ہے۔ مبسوط میں ہے کہ اکثر مشائخ کا قول ہے صاحب ہدایہ نے اسی کی تصحیح کی ہے۔ صاحب سعایہ نے اسی کو اصح قرار دیا ہے۔ اسی کو مؤید بایسنین بروایت عمر کہا ہے۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اولاً ہاتھ اٹھا کر غیر اللہ سے بڑائی کی نفی ہے پھر تکبیر سے خداوند کی کبریائی اور بڑائی کا ثبوت ہے۔

تیسرا قول:..... اول تکبیر کہے پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھائے۔ اس کی تائید مسلم کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں کہ ”ازا صلی کبر ثم رفع یدیه“ نماز پڑھتے تو پہلے تکبیر کہتے پھر دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ (السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۵۰)

خیال رہے کہ تکبیر یعنی اللہ اکبر ادا کرنے میں اکبر کی راء کو سکون یعنی جزم ہو گا پیش

پڑھنا درست نہیں۔ چنانچہ بنایہ شرح ہدایہ میں ہے اکبر کی راء کو ساکن پڑھا جائے گا کہ
ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ تکبیر کی راء کو ساکن رکھا جائے گا۔ (الہدایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۷۸)

ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیوں کا رخ اور ہتھیلی قبلہ رخ رہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں
سے کوئی نماز شروع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور اپنی ہتھیلیوں کو قبلہ رخ کرے
کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے (گویا کہ) (مجمع الزوائد: جلد ۲ صفحہ ۱۰۲، طبرانی اوسط، کنز العمال: صفحہ ۴۳۰)
فائدہ:..... نماز شروع کرتے وقت جب تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھائے تو
ہتھیلیاں کھلی رہیں انگلیاں اپنی حالت پر کھڑی اور کشادہ رہیں۔ الگ الگ نہ رہیں۔ اور
ہتھیلیوں کے سامنے والا حصہ قبلہ کی جانب رہے اور پشت ہتھیلی مشرق کی جانب رہے۔ اور
ہتھیلی کان کے قریب تک پہنچی ہو تو یہ نماز کا مسنون طریقہ ہے۔ ”کذا فی الشروح
(السخاوی، الفتح الربانی: جلد ۳ صفحہ ۱۷۰) و کتب الفقہ۔“

افسوس در افسوس کہ آج نماز جیسی اہم اور اسلام کی معیاری دولت بھی سنت اور
شریعت کے مطابق ادا نہیں ہو رہی ہے۔ اہل علم اور پڑھا لکھا طبقہ بھی جو دین اور علم میں
ممتاز سمجھا جاتا ہے سنتوں کی رعایت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔ گو کتابوں میں سرسری پڑھ
لی گئی ہیں مگر عمل کے دائرے میں نہیں۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ نماز سیکھنے سے اور کسی واقف سنت کو دکھا کر کہ ہماری نماز کا ہر جز
سنت کے مطابق ہے یا نہیں اس طرح دکھا کر تعلیم سے آتی ہے۔ حضور پاک ﷺ صحابہ کو نماز
سکھاتے تھے۔ صحابہ کرام تابعین کو، اسی طرح یہ سلسلہ چلا رہا افسوس علمی جگہوں، مدارس
و مکاتب میں بھی سنت کے مطابق نماز سکھانے کا طریقہ مفقود ہے اولاً تو یہ اصحاب تعلیم خود
ہی واقف نہیں اگر کوئی واقف ہے تو سکھانے کا ذہن نہیں۔ اکثر و بیشتر لوگوں کی نمازیں سنت
و مستحب کی رعایت کے ساتھ نہیں ہوتی کچھ تو فرائض اور واجبات سے بھی غافل۔ خدائے
پاک ہی دین کی قیمت ذہن میں ڈالے۔ آپ دیکھیں گے نماز کی ابتداء بھی سنت کے

مطابق اکثر و بیشتر لوگ ہاتھ اٹھاتے وقت ہتھیلی کا رخ بجائے قبلہ کے کانوں کی طرف تلوار کے مانند رکھتے ہیں۔ یہ طریقہ خلاف سنت ہے جس میں اچھا خاصہ طبقہ گرفتار ہے۔ پھر ہاتھ کو باندھنے میں سنت کی رعایت نہیں مٹھی کی طرح ہاتھ باندھتے ہیں اسی طرح پیروں کو بھی خلاف سنت میزھا کر کے کھونا بنا رکھتے ہیں۔ حالانکہ دونوں پیروں کا بالکل سیدھا ہونا انگلیوں کا قبلہ رخ ہونا سنت ہے اسی طرح تمام حالتوں میں انگلیاں قبلہ رخ رکھنی سنت ہے۔

سنت کے مطابق نماز کو ماحول میں رائج کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ مساجد کے امام، اہل علم سنت سے پوری طرح واقف ہوں اور وہ کسی ایک وقت نماز کے بعد نماز کے فرائض واجبات و سنن و مستحبات کو بتائیں اور کر کے دکھلائیں اسی طرح مدارس و مکاتب میں بچوں کو، تب کچھ کام ہوگا۔

عورتیں اپنے ہاتھوں کو کہاں تک اٹھائیں گی

حضرت واکل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے آپ ﷺ نے فرمایا: اسے واکل جب تم نماز پڑھو تو اپنے ہاتھوں کو کانوں کے مقابل اٹھاؤ اور عورتیں اپنے ہاتھوں کو سینہ کے مقابل اٹھائیں۔ (مجمع الزوائد: جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۲، کنز العمال: جلد ۷ صفحہ ۲۳۱، طبرانی) ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ عورتیں اپنے ہاتھوں کو (بکبیر تحریر کے وقت) کندھے تک اٹھائیں گی۔ (ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۳۹)

عاصم الاحول کہتے ہیں کہ میں نے حصہ بنت سیرین کو دیکھا کہ سینہ کے مقابل ہاتھ کو اٹھایا۔ حضرت ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق مروی ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو جب نماز شروع فرماتیں تو کندھے تک لے جاتیں۔ (ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۳۹)

حضرت حماد عورتوں کے متعلق فرماتے تھے کہ وہ سینے کے مقابل ہاتھ اٹھایا کریں۔ (ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۳۹)

فائدہ:..... عورتوں کے لئے سنت اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ بکبیر تحریر نماز کے شروع کی بکبیر میں اپنے ہاتھوں کو مردوں کی طرح کانوں کے مقابل نہ اٹھائیں بلکہ کندھے اور

سیدہ تک ہی اٹھائیں آپ ﷺ نے یہی حکم عورتوں کو دیا ہے حضرات صحابہؓ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ علامہ عینی نے البنایہ میں ذکر کیا ہے کہ ام درداء، عطاء، زہری، حماد وغیرہ سے یہی طریقہ منقول ہے اور یہی صحیح ہے پردہ اور ستر کی رعایت کرتے ہوئے یہی مناسب ہے۔ (البنایہ: صفحہ ۱۲۰)

عورتیں اپنے ہاتھ سینے پر رکھیں گی

عورتیں اپنے ہاتھوں کو مردوں کی طرح ناف کے نیچے نہیں رکھیں گی بلکہ سیدہ پر رکھیں گی۔
(شرح منیہ، المحرر، بنایہ شرح ہدایہ: صفحہ ۱۳۳)
عورتیں اپنے ہاتھوں کو سینے پر رکھیں گی اور یہی حکم محض کا بھی ہے۔
(اعلاء السنن: جلد ۱ صفحہ ۱۷۲)

ہاتھ اٹھاتے وقت آپ ﷺ انگلیاں کس طرح رکھتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز کے لئے تکبیر فرماتے تو انگلیوں کو پھیلائے رکھتے۔
(ترمذی: صفحہ ۹۶)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے تو انگلیوں کو کھلا رکھتے۔ عبد اللہ بن سعید الاشج کی روایت میں ہے کہ رسول پاک ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو انگلیوں کو کھلا پھیلا کر رکھتے۔ (صحیح ابن خزیمہ: صفحہ ۲۳۲)
فائدہ:..... حدیث پاک میں جو مذکور ہے کہ انگلیوں کو نشر کرتے اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ انگلیوں کو بالکل الگ الگ رکھتے اور نہ ملا کر رکھتے بلکہ اپنی حالت پر رکھتے۔ ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا ہے کہ گھٹنوں پر انگلیوں کو کشادہ کر کے (رکوع کی حالت میں) رکھا جائے گا اور ملا کر سجدہ میں رکھا جائے گا، باقی تحریر کے وقت اور تشهد میں بیٹھنے کے وقت نہ بالکل کشادہ اور نہ بالکل ہی ملا کر رکھا جائے گا۔
(مرقات، السعایہ: صفحہ ۱۵۲)
خیال رہے کہ ہاتھ اٹھاتے وقت ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی جانب رہے گا۔ اکثر لوگ

(المعایہ: صفحہ ۱۵۲)

ہتھیلیوں کا رخ کان کی طرف رکھتے ہیں غلط ہے۔

کان کے قریب تک ہاتھ اٹھائے

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ وہ دونوں کانوں تک آ گئے۔

(مسند احمد، الفتح الربانی: ۱۶۵، مجمع: جلد ۹ صفحہ ۱۰۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ دونوں انگوٹھے کان کے مقابل آ جاتے۔

(مسند احمد: الفتح الربانی: جلد ۳ صفحہ ۱۶۹، ابوداؤد، دارقطنی: صفحہ ۲۹۰، بخاری: صفحہ ۱۱۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو دیکھا آپ چہرے تکبیر کہی اور دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھایا۔

(بخاری: جلد ۲۳)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا جب وہ نماز شروع فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ انگوٹھے کان کی اوٹ تک پہنچ جاتے۔

(نسائی: صفحہ ۱۴۱، بخاری: جلد ۲۳ صفحہ ۲۳۱)

فائدہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ تکبیر تحریرہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو

کان کے مقابل اٹھانا سنت اور آپ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ کی روایت میں جو کان کے بجائے کندھے تک اٹھانے کا ذکر ہے بظاہر اس میں تعارض نہیں السعایہ میں ہے کہ ہتھیلی کندھے تک اور انگلیاں کان کے مقابل تک آ جاتی تھیں چنانچہ اس طرح دونوں روایتوں پر عمل ہو جاتا ہے۔

(صفحہ: ۱۵۳)

اس کی تائید اس روایت سے بھی ہو جاتی ہے جو ابوداؤد میں حضرت وائل سے اس طرح مروی ہے، ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ کندھے تک ہو گئے اور انگلیاں کانوں تک۔

(المعایہ: ۱۵۳)

تبکیر کے بعد ہاتھ کس طرح باندھتے

حضرت قبیصہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نماز پڑھتے تو بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ (ترمذی: صفحہ ۵۹)

حضرت غصیف بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھولا نہیں ہوں کہ نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے ہیں۔

(مسند امام الخلیفہ الربانی: جلد ۳ صفحہ ۱۷۲، طبرانی: معجم:)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ (ہتھیلی) کو دائیں ہاتھ (ہتھیلی) سے پکڑ لیا۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۰۵)

اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر رکھتے تھے۔ (دارقطنی: جلد ۱ صفحہ ۲۸۳)

حضرت عاصم بن کلیب کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھا۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۰۵)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ نماز میں بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے تھے جب آپ نے دیکھا تو ان کے بائیں پر دائیں ہاتھ کو رکھ دیا۔

(ابوداؤد: صفحہ ۱۱۰)

فائدہ:..... خیال رہے کہ تمام نمازوں میں اکثر علماء کے نزدیک سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے تقریباً ۱۸ صحابہ اور تابعی آپ ﷺ کے اس طرح ہاتھ رکھنے کو نقل کرتے ہیں۔ (نیل الاوطار: صفحہ ۸۶، فتح الربانی:)

امین عبد البر مالکی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اس کے خلاف (ارسال) تو ثابت ہی نہیں۔ ہاتھ رکھنے کا مشروع طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑے۔ وضع اور اخذ دونوں روایتوں کا یہ جامع طریقہ ہے۔

(کذا فی المساعی: جلد ۲ صفحہ ۱۵۷)

دونوں ہاتھوں کو کہاں رکھے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ سنت یہ ہے کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھے۔ (الفتح الربانی: صفحہ ۱۷۱، نبل الاوطار: صفحہ ۱۸۸، دارقطنی: صفحہ ۲۸۶، ابوداؤد: صفحہ ۲۷۵) جریر البغلی نے کہا کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑے ہوئے ناف کے نیچے رکھے ہوئے ہیں۔ (المعایہ: صفحہ ۱۵۶)

فائدہ:..... اس سے معلوم ہوا کہ دونوں ہاتھوں کو باندھ کر ناف کے نیچے رکھے۔ دوسری بعض روایتوں میں سینے پر رکھنا بھی منقول ہے۔

ابن ہمام کہتے ہیں سیدہ اور ناف کے نیچے دونوں ثابت ہے۔ (المعایہ: صفحہ ۱۵۶) حضرات احناف نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو اختیار کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ناف کے نیچے ہتھیلی پر ہتھیلی رکھنا ہے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۲۷۵)

حضرت دکنج نے بواسطہ ربیع حضرت ابراہیم نخعی کا یہ معمول نقل کیا ہے کہ وہ بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔ (آثار السنن: صفحہ ۷۷، اعلام السنن: صفحہ ۱۶۶، ابن ابی شیبہ) بلوغ الامانی میں ہے کہ امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، اسحاق راہویہ اور ابواسحاق مروزی شافعی اسی کے قائل ہیں۔ (الفتح الربانی: جلد ۳ صفحہ ۱۷۳)

امام ترمذی نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔

آپ تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھتے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز شروع فرماتے تو ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ“ پڑھتے۔ (نسائی: صفحہ ۱۳۳)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ہم لوگوں کو سکھلاتے تھے

کہ جب ہم نماز شروع کریں تو یہ پڑھیں ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ“ آخر تک۔

(دارقطنی، ترمذی، صفحہ ۵۵، مجمع الزوائد: جلد ۲ صفحہ ۱۰۶)

فائدہ:..... تکبیر کے بعد ثناء پڑھنا تمام نمازوں میں سنت ہے فراغ کی امامت میں صرف اسی ثناء کو پڑھ کر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ لِنَسْمِ اللّٰهِ کے بعد قرأت شروع کرنا ہے البتہ نوافل میں اور رات کی نمازوں میں طویل دعائیں اور اذکار بھی پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ آپ سے ثابت ہیں۔

نوافل میں تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھتے

حضرت محمد ابن سدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نوافل پڑھتے تو اللہ اکبر فرماتے اور پھر یہ پڑھتے:

إِنِّیْ وَجْهْتُ وَجْهَیْ لِلذِّیْ فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
خَنِیْفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ
وَمَحِیَّائِیْ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهُ
وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ
الْمَلِکُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ

(نسائی: صفحہ ۱۳۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عبدالرحمن بن عوف نے پوچھا کہ رات کی نماز آپ ﷺ کس طرح شروع فرماتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب آپ ﷺ رات میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو نماز کی ابتداء تکبیر تحریمہ کے بعد اس سے شروع فرماتے۔

(ابوداؤد: صفحہ ۱۱۱)

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَمِکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ
تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اهْدِنِیْ
لِنَهَا اِخْتِلَافٍ فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ اِنَّکَ تَهْدِیْ

مَنْ تَشَاءُ إِلَى صَوَاطِ مُسْتَقِيمٍ

ترجمہ: ”اے جبرائیل! میکائیل اور اسرافیل کے رب، آسمان وزمین کو پیدا کرنے والے غیب و حاضر کے جاننے والے، آپ ہی بندوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں ہمیں حق کی ہدایت دیجئے ان باتوں میں جس میں یہ اختلافات کرتے ہیں آپ کی اجازت سے آپ جسے چاہتے ہیں سیدھے راستے کی ہدایت دیتے ہیں۔“

فائدہ:..... نوافل اور رات کی نماز آپ ﷺ مختلف جامع دعاؤں سے شروع فرماتے تفصیل کے لئے ”الدعاء المسنون“ عاجز کا تالیف کردہ دیکھئے۔

شاء کے بعد قرأت سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھتے

ابن منذر سے منقول ہے کہ آپ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ قرأت سے پہلے ”اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم“ پڑھتے۔

اسود نے کہا: ہم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ نماز شروع کرتے تو ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ“ پڑھتے ”اعوذ باللہ“ پڑھتے۔

(سنن کبریٰ: صفحہ ۳۶، نیل صفحہ ۱۹، دارقطنی: صفحہ ۱۶۶، المعانیہ تلخیص النجاشی: صفحہ ۲۳۵)

جبیر بن مطعم کی روایت میں ہے کہ آپ قرأت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھتے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رات میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کے بعد یہ پڑھتے ”سبحانک اللہم“ آخر تک پھر ”لا الہ الا اللہ“ ۳ مرتبہ پڑھتے پھر اللہ اکبر ۳ مرتبہ پڑھتے پھر ”اعوذ باللہ السميع العليم من الشیطان الرجیم من همزہ و نفخہ و نفثہ“ پڑھتے پھر قرأت شروع فرماتے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سورۃ الفاتحہ پڑھتے تو پہلے

بسم اللہ الخ پڑھتے۔ (تخصیص: صفحہ ۲۳۷، البدو اور: صفحہ ۱۱۳)

فائدہ:..... تمام نمازوں میں خواہ فرض ہو یا نفل پہلی رکعت میں ثناء کے بعد اعوذ باللہ پڑھنا آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ اسی وجہ سے صرف پہلی رکعت میں پڑھا جائے گا۔ حافظ ابن حجر تخصیص میں فرماتے ہیں آپ ﷺ سے پہلی ہی رکعت میں شہرت کے ساتھ اعوذ باللہ منقول ہے اور باقی رکعتوں میں آپ ﷺ سے منقول نہیں۔ (تخصیص البحر: صفحہ ۲۳۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نماز کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے۔ (دارقطنی: صفحہ ۳۰۲)

حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے۔ (دارقطنی: صفحہ ۳۰۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب الحمد پڑھو تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو۔ (دارقطنی: ۳۱۴، سنن کبریٰ: صفحہ ۲۳۵)

لہذا الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے۔

اعوذ باللہ اور بسم اللہ آہستہ پڑھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز کو تکبیر اور الحمد سے (جہراً) شروع فرماتے ہیں۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۵۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما زور سے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھتے تھے۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۵۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ بسم اللہ الخ آہستہ پڑھتے تھے اسی طرح ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (مجمع صفحہ: ۱۰۸، ابن خزیمہ: جلد ۲ صفحہ ۲۳۹)

حضرت وائل کہتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ نہ بسم اللہ الخ نہ اعوذ باللہ نہ آمین زور سے پڑھتے تھے۔ (مجمع الخرواک: جلد ۲ صفحہ ۱۰۸)

فائدہ:..... تمام نمازوں میں خواہ فرض ہو یا نفل سنت، تنہا ہو یا امام ہو اعوذ باللہ بسم

اللہ اور ثناء کو آہستہ پڑھنا سنت ہے۔ آپ سے جو جہراً بعض روایات میں ہے وہ تعلیماتاً تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔

ہر رکعت میں الحمد للہ (سورہ فاتحہ) پڑھتے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ (نماز میں) بسم اللہ الرحمن الرحیم اور الحمد للہ رب العالمین آخر تک پڑھتے پھر ہر آیت کو الگ الگ پڑھ کر دکھایا۔
(دارقطنی: صفحہ ۳۰۷، ابوداؤد: صفحہ ۲۳۷)

حضرت ابوقتاہدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔
(تلخیص: صفحہ ۲۳۷)

فائدہ:..... مطلب یہ ہے کہ آپ یا تو امام ہوتے تھے یا منفرد اس لئے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھی جائے۔
(تلخیص الجرح: صفحہ ۲۷۴)

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ جب امام ہو یا تنہا نماز پڑھتا ہو تو اسے سورہ فاتحہ پڑھنا ہے۔ فرض ہے تو شروع کی دو رکعت میں پڑھنا واجب ہے اور باقی میں مستحب۔ سنت اور نفل کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا لازم ہے۔
(عمدة القاری: جلد ۲ صفحہ ۲۱)

سورہ فاتحہ کے بعد سورت ملاتے

حضرت ابوقتاہدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور سورہ ملا کر پڑھتے تھے اور آخر کی دو رکعت میں صرف سورہ فاتحہ ہی پڑھتے تھے۔ اسی طرح عصر میں کرتے تھے۔
(بخاری: صفحہ ۱۰۷، مسلم: صفحہ ۱۷۵)

حضرت اغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے سورہ روم پڑھی۔
(مجمع: صفحہ ۱۱۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مفصل کی کوئی سورۃ چاہے چھوٹی ہو یا بڑی ہر ایک کو میں نے ہر نماز میں پڑھتے ہوئے آپ ﷺ سے سنا۔ (مجمع الزوائد: صفحہ ۱۱۳)
حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کم از کم دو آیتوں کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

(مجمع: جلد ۲ صفحہ ۱۱۵، کنز العمال: صفحہ ۴۴۳، طبرانی)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو فرض اور اس کے علاوہ (سنتوں و نوافل) میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(کنز العمال: جلد ۷ صفحہ ۴۲۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس میں فاتحہ اور کوئی دو آیت نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں ہوتی۔ (کنز العمال: جلد ۷ صفحہ ۴۴۳)

فائدہ:..... ان روایتوں کے پیش نظر فقہاء کرام نے بیان کیا کہ فرائض کے دو شروع کی رکعتوں میں اور نفل و سنت کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ کم از کم ۳ آیتوں کا یا چھوٹی سورت کا ملانا ضروری ہے اس کے بغیر نماز نا تمام رہتی ہے۔ کہ آپ نے اس کا حکم بھی دیا ابوہریرہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم فاتحہ کے ساتھ جو آسان ہو قرآن وہ بھی پڑھیں۔ (عمدة القاری: جلد ۶ صفحہ ۳۳)

فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے

حضرت ابوقادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمیں ظہر و عصر کی نماز پڑھاتے تو شروع کی دو رکعت میں آپ سورۃ فاتحہ اور سورۃ ملاتے۔ اور آخر کی دو رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے۔ (مسلم: جلد ۵ صفحہ ۱۸۵، ابوداؤد و زاد المعاد: صفحہ ۲۱۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع کی دو رکعت میں (فاتحہ اور سورۃ) پڑھتے اور آخر کی دو رکعت میں (سورۃ) نہیں پڑھتے تھے۔ (مجمع الزوائد: صفحہ ۱۱۷، اعلام السنن: صفحہ ۱۰۸)
امام محمد فرماتے ہیں کہ فرض نماز کی دو پہلی رکعتوں میں فاتحہ اور سورۃ پڑھی جائیں گی

اور آخر کی دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھی جائے گی اگر کچھ نہ پڑھے یا تسبیح پڑھ لی جائے تب بھی ٹھیک ہے۔ (اعلاء السنن: جلد ۲ صفحہ ۲۰۸)

عبید اللہ بن ابی رافع نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرض کی شروع دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورہ دونوں پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ (اعلاء السنن: صفحہ ۱۰۹)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ظہر و عصر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورہ پڑھتے تھے اور آخر کی دو رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (کنز العمال: صفحہ ۱۰۹)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ظہر، عصر، عشاء کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ پڑھا کرتے تھے اور مغرب کی آخری رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (کنز العمال: جلد ۱ صفحہ ۱۱۰)

حضرت علی اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ فرض کی آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھی جائے گی۔ (کنز العمال: جلد ۱ صفحہ ۱۱۵)

فائدہ:..... خیال رہے کہ نفل سنت کی تمام نمازوں میں ہر رکعت میں یعنی تیسری اور چوتھی میں بھی سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھی جائے گی اور یہ پڑھنا واجب ہے اور فرض کی تمام نمازوں میں پہلی اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ ضرور پڑھی جائے گی۔ اور تیسری اور چوتھی میں اختیار ہے خواہ صرف سورہ فاتحہ پڑھے یا ذکر تسبیح کرے یا خاموش رہے۔

نماز کی حالت میں نگاہ کہاں رہے؟

حضرت ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ (ابتداء میں) آسمان کی جانب نگاہ رکھتے تھے (وجہ کے انتظار و اشتیاق میں) تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

”الذین ہم فی صلواتہم خاشعون“ تو آپ نے سر جھکا لیا (یعنی سجدہ گاہ کی طرف نظر رکھنا شروع کر دیا) سعید بن منصور کے سنن میں ہے کہ حضرات صحابہؓ نماز

میں (قیام کی حالت میں) مستحب سمجھتے تھے کہ ان کی نگاہ سجدہ گاہ سے آگے نہ جائے۔

(نیل الاوطار: صفحہ ۱۸۹)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب تشہد میں بیٹھے تو دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر اور بائیں گھٹنے پر رکھتے شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے اور آپ کی نگاہ انگلی سے باہر نہ جاتی (یعنی انگلیوں اور گھٹنوں کی حد سے آگے نہ جاتی)۔

(نیل: صفحہ ۱۸۹، نسائی، ابوداؤد)

فائدہ:..... حضرت امام شافعی اور علماء کوفہ نے بیان کیا کہ نماز پڑھنے والے کی نگاہ نماز کی حالت میں مستحب ہے کہ سجدہ گاہ کی جانب رہے، اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں گھٹنوں اور انگلیوں سے آگے نہ بڑھے۔

ام سلمہ بنت امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عہد نبوت میں نماز پڑھنے والا جب کوئی نماز پڑھتا تو ان کی نگاہ دونوں قدم سے آگے نہ بڑھتی۔ (مختصر از رغیب: صفحہ ۳۷۲) ابن قیم نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نماز میں آنکھوں کو بند نہ رکھتے۔ (زاد المعاد: جلد ۲ صفحہ ۲۹۳)

آپ کی نگاہ نماز کی حالت میں کہاں رہتی؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی نگاہ مبارک مقام سجدہ سے کہیں الگ نہ ہوتی۔ (مدۃ القاری: صفحہ ۳۰۸)

فائدہ:..... حافظؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ حضرت امام مالکؒ تو فرماتے ہیں کہ نماز کی نگاہ قبلہ کی طرف رہے۔ شوافع اور علماء کوفہ اس بات کے قائل ہیں کہ نماز کی نگاہ مقام سجدہ کی جانب رہے۔ حافظؒ نے اسی کو قول رائج قرار دیتے ہوئے کہا کہ نگاہ کا مقام سجدہ کی جانب رکھنا مستحب اس وجہ سے ہے کہ یہ اقرب الی الخشوع ہے۔ خیال رہے کہ امام و منفرد کے لئے موضع سجدہ ہی مستحب ہے۔ بخلاف مقتدی فی الجماعۃ کہ اسے بھی مقام سجدہ ہی کی جانب نگاہ رکھنا مستحب ہے مگر امام کے اٹھنے اور بیٹھنے کی جانب نگاہ رکھے۔

(فتح الباری: صفحہ ۲۳۲)

علامہ عینی نے بعض حضرات کے قول کو نقل کیا ہے کہ اگر کعبہ مبارک سامنے بالکل نگاہ کے ہو تو کعبہ کو دیکھو۔
(عمدة القاری: جلد ۵ صفحہ ۳۰۶)

نگاہ مصلیٰ کے متعلق علامہ عینی نے لکھا ہے کہ قیام کی حالت میں موضع سجدہ کی جانب نگاہ رہے اور رکوع کی حالت میں دونوں قدم کی طرف اور سجدہ کی حالت میں ناک کی طرف اور تشہد کی حالت میں گود کی طرف نگاہ رکھے۔
(عمدة القاری: جلد ۵ صفحہ ۳۰۶)

نماز میں نگاہ ادھر ادھر کرنا ہلاکت ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بیٹے خردار، نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے بچو، نماز میں ادھر ادھر دیکھنا ہلاکت ہے۔

(ترمذی، عمدة القاری: جلد ۵ صفحہ ۳۱۹، ترمذی: جلد ۱ صفحہ ۳۷۱)

ادھر ادھر دیکھنے اور نگاہ کرنے سے خدا بھی رخ پھیر لیتے ہیں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ پاک اس کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جب وہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے آدم کی اولاد! کس کی جانب متوجہ ہوتے ہو کون مجھ سے بہتر ہے جب بندہ دوبارہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو پھر یہی فرماتے ہیں جب تیسری بار یہی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بالکل رخ پھیر لیتے ہیں۔
(عمدة القاری، ترمذی)

ادھر ادھر نگاہ کرنے پر ملائکہ کی تنبیہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز پڑھنے والے کے سر کے اوپر سے خیر کی بو چھاؤ اس کے سر کی مانگ تک آتی رہتی ہے۔ اور ایک فرشتہ اعلان کرتا رہتا ہے اگر بندہ جان لیتا کہ وہ کس سے ہم کلام ہے تو ہرگز ادھر ادھر نہ متوجہ ہوتا۔

(عمدة القاری: جلد ۵ صفحہ ۳۱۱)

ادھر ادھر نگاہ کرنے والوں سے اللہ کا خطاب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ نماز کی جانب کھڑا ہوتا ہے تو وہ خدائے رحمن کے سامنے کھڑا ہوتا ہے پس جب وہ ادھر ادھر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کہتے ہیں کس کی طرف متوجہ ہوتے ہو کون ہے جو مجھ سے بہتر ہے میری جانب متوجہ رہو، اے آدم کی اولاد میں اس سے بہتر ہوں جس کی جانب توجہ کر رہے ہو۔ (ترغیب: صفحہ ۳۷۰)

ادھر ادھر نگاہ کرنے والے کی نماز ہی خدا واپس کر دیتے ہیں

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور ادھر ادھر دیکھتا ہے تو اللہ پاک اس کی نماز واپس کر دیتے ہیں۔

(طبرانی، ترغیب: جلد ۲ صفحہ ۳۷۲)

فرض میں تو گنجائش ہی نہیں البتہ نفل میں کچھ تو سہج

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر نگاہ پھیرنے کی ضرورت ہو جائے تو نفل میں پھیر و فرض میں نہیں۔

(عمدة القاری: صفحہ ۳۱۱، ترغیب: جلد ۱)

فائدہ:..... خیال رہے کہ نماز میں ادھر ادھر نگاہ سے دیکھنا مکروہ ہے۔ گو بعض شوافع اسے حرام کہتے ہیں اگر قبلہ سے چہرہ پھر جائے تو یہ ناجائز ہے۔ اگر قبلہ سے پورا بدن پھر جائے تو عمل کثیر ہو جانے کی صورت میں حرام ہے۔ اگر آنکھ کے کنارے سے دیکھا تو کراہت نہیں آئے گی۔ (عمدة القاری: جلد ۵ صفحہ ۳۱۱)

نماز میں آپ آنکھیں بند نہ فرماتے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک خوبصورت تصویر دار کپڑا تھا جسے گھر کے جانب پردہ کے طور پر ڈال دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس پردہ کو ہٹاؤ اس کی تصویریں ہماری نماز میں خلل پیدا کرتی ہیں۔

(بخاری: صفحہ ۵۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک خوشنما نقش چادر اوڑھ کر نماز پڑھی آپ کی نگاہ اس کی خوشنمائی اور نقش و نگار پر پڑی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا لے جاؤ یہ چادر اور ابو جہم کو واپس کر دو (انہوں نے آپ کو ہدیہ دیا تھا) لاؤ میری موٹی سادی چادر اس چادر نے میری نماز میں خلل پیدا کر دیا۔

(بخاری: جلد ۶ صفحہ ۵۴)

فائدہ:..... اس روایت میں نماز کی حالت میں چادر پر نگاہ پڑنے اور دیکھنے کا ذکر ہے۔ جس کی وجہ سے خلل پیدا ہوا، اگر آنکھ بند کر کے پڑھتے تو پیٹھ ہی نہ چلتا چنانچہ ابن قیم نے زاد المعاد میں اس روایت سے ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ آنکھ بند کر کے نماز نہ پڑھتے تھے۔

(منہج: ۲۹۳)

پس معلوم ہوا کہ نماز میں آنکھیں کھلی رکھنا سنت ہے۔ ابن قیم نے لکھا ہے کہ آنکھوں کا بندہ رکھنا یہود کا طریق ہے۔ گو بعض نے خشوع کے پیش نظر اجازت بھی دی ہے۔

(زاد المعاد: صفحہ ۲۹۴)

علامہ عینی نے شرح بخاری میں اس حدیث کے ذیل میں متعدد فوائد بیان کئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ مسجد کے قبلہ کی جانب اور اس کی دیواروں کو نقش و نگار اور ہر ایسی چیز سے دور رکھا جائے گا جس سے نمازی کا ذہن غفل میں پڑے۔ چنانچہ آج کل مسجد کے قبلہ جانب اعلانات اور اشتہارات جو خوش نما اور مزین ہوتے ہیں لگائے اور آویزاں کئے جاتے ہیں۔ یہ ممنوع ہیں اور درست نہیں اس دور میں مدارس کے اشتہار جو دیدہ زیب ہوتے ہیں

اولاً تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدرسہ کی رقم سے ایسا خوشنما اشتہار طبع کرنا درست ہے؟ پھر ان کو مساجد میں آویزاں کرنا ظلم نماز کی وجہ سے درست نہیں۔

ظہر کی نماز میں قرأت کی مقدار کیا ہوتی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ظہر کے شروع کی دو رکعتوں میں ۳۰ آیتوں کی مقدار قرأت فرماتے۔

(سنن کبریٰ: صفحہ ۶۲، ابوداؤد: صفحہ ۱۱۷، دارمی: صفحہ ۲۹۵)

حضرت ابوسعید خدری کی ایک روایت میں ہے کہ سورہ المائدہ کے مثل قرأت فرماتے۔

(سنن کبریٰ: صفحہ ۶۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ظہر میں ”سج اسم ربک الاعلیٰ“ پڑھتے۔

(طحاوی: صفحہ ۳۲)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ظہر و عصر میں سورہ طہ طارق اور سورہ بروج پڑھتے۔

(سنن کبریٰ: صفحہ ۳۹۱)

علامہ نووی نے بیان کیا کہ تمام علماء نے ظہر میں اور صبح میں طویل مفصل کا پڑھنا مسنون قرار دیا ہے۔

(ذیل: صفحہ ۳۳۲)

عصر میں قرأت کی مقدار کیا ہوتی

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ عصر کی دو پہلی رکعتوں میں ۱۵ آیتوں کی مقدار قرأت فرماتے۔

(طحاوی: جلد ۱ صفحہ ۱۲۲)

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ظہر و عصر میں سورہ طہ طارق، سورہ بروج اور اسی کے مثل پڑھتے۔

(طحاوی: صفحہ ۱۲۲)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ظہر و عصر میں واشتس اور دللیل اور اسی کے مثل پڑھتے۔

(ابن خزیمہ: صفحہ ۲۵۷)

علامہ نووی نے ذکر کیا کہ تمام علماء کے یہاں سنت یہ ہے کہ عصر و عشاء میں اوساط مفصل پڑھے۔
(نیل: صفحہ ۲۳۳)

مغرب میں قرأت کی مقدار کیا ہوتی

حضرت جبر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ مغرب میں سورہ طور پڑھ رہے تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عشاء کی نماز تھی۔
(ابن خزیمہ: صفحہ ۲۶۳، بخاری: صفحہ ۱۰۵، طحاوی: صفحہ ۲۳، دارمی: صفحہ ۲۹۶)

ام الفضل نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مغرب میں سورہ مرسلات پڑھتے ہوئے سنا تو کہا تم نے مجھے یاد دلایا میں نے مغرب میں آخری موقع پر آپ ﷺ کو مرسلات پڑھتے ہوئے سنا۔
(بخاری: صفحہ ۱۰۵، طحاوی: صفحہ ۱۲۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مغرب میں سورہ کافرون اور سورہ احد پڑھ رہے تھے۔
(ابن ماجہ: صفحہ ۶۰)

جابر بن سرہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ شب جمعہ کی مغرب میں کافرون اور احد پڑھتے۔
(عمدہ: صفحہ ۲۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ مغرب میں قصار مفصل پڑھتے تھے۔
(طحاوی: جلد ۱ صفحہ ۱۲۶)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مغرب کی نماز پڑھائی تو قل هو اللہ احد پڑھی۔
(عمدہ القاری: صفحہ ۲۵، سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۳۹)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو حضرت عمر بن خطابؓ نے یہ لکھ کر بھیجا کہ وہ مغرب میں قصار مفصل کی سورتوں کو پڑھا کریں۔
(عمدہ القاری: صفحہ ۲۵، طحاوی: صفحہ ۱۲۶)

حافظ ابن حجرؒ نے ابن دقیق العید کا قول ذکر کیا ہے کہ اسی پر استمرار تعامل چلا آ رہا ہے کہ صبح میں طوال مفصل اور مغرب میں قصار مفصل پڑھتے ہیں۔

(فتح الباری: صفحہ ۲۳۸، فتح الباری: صفحہ ۲۳۹)

ابن مبارکؒ، امام احمدؒ، امام اسحاقؒ، امام مالکؒ اور ایک قول میں امام شافعیؒ کے نزدیک طویل مفصل پڑھنا مکروہ ہے۔
(الفتح اربانی: صفحہ ۲۲۸)

اختلاف کے یہاں بھی مستحب یہی ہے کہ قصار سے پڑھے۔

عشاء میں قرأت کی مقدار کیا ہوتی

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے میں نے سنا سورہ ”واہین والرتین“ عشاء میں پڑھ رہے تھے۔

(بخاری: صفحہ ۱۰۶، سنن کبریٰ: صفحہ ۳۹۳، ابن خزیمہ: صفحہ ۲۶۳)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو عشاء سورہ طور پڑھ کر پڑھا رہے تھے۔
(ابن خزیمہ: صفحہ ۲۶۳)

حضرت عبداللہ بن بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ عشاء کی نماز میں ”والشمس وضحاها“ کے مثل پڑھتے تھے۔
(مسند احمد: صفحہ ۳۳)

حضرت براء کی ایک روایت میں آپ ﷺ نے سفر کے موقع پر ”واہین“ پڑھا تھا۔

(الفتح اربانی: صفحہ ۳۳)

علامہ نووی نے بیان کیا کہ تمام علماء کے یہاں سنت یہ ہے کہ عشاء میں اوساط مفصل سے پڑھے۔
(نیل الاوطار: صفحہ ۲۳۵)

علامہ شوکانی نے ذکر کیا ہے کہ احادیث سے ثابت ہے کہ آپ عشاء میں سورہ الشمس اور ضحیٰ کے مثل پڑھتے تھے۔
(نیل الاوطار: صفحہ ۳۳۶)

فجر کی نماز میں کون سی سورت پڑھتے اور اس کی مقدار کیا ہوتی

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ صبح میں سورہ قاف پڑھ رہے تھے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فجر میں سورہ واقعہ

اور اسی کے مثل پڑھتے تھے۔ (ابن خزیمہ: صفحہ ۲۵۶، مسند احمد: صفحہ ۳۳۲)

حارث بن العنمان کی صاحبزادی ام ہشام کہتی ہیں کہ فجر کی نماز میں آپ ﷺ ہی سے سن کر اسے یاد کیا ہے۔ (مسند احمد: الف: جلد ۱ صفحہ ۳۳۲)

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ صبح کی نماز میں سورہ یسین پڑھ رہے تھے۔ (مجمع الزوائد: صفحہ ۱۱۹)

حضرت ابو ہریرہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو تک آیتیں پڑھتے تھے۔ (مسند احمد: الف: جلد ۳ صفحہ ۳۳۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے سفر میں فجر کی نماز میں سورہ کافرون اور قل ہو اللہ احد کے ساتھ نماز پڑھائی۔ (مجمع: جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

فائدہ: تمام نمازوں کے مقابلہ میں آپ ﷺ فجر میں طول فرماتے، سورہ قاف، سورہ یسین پھر اس سے کم سورہ واقعہ جیسی سورتیں پڑھتے عموماً ۶۰ سے سو آیتوں تک پڑھنے کی مقدار ہوتی۔ البتہ اگر سفر میں ہوتے یا بچوں کے رونے وغیرہ کی آواز آتی تو مختصر پڑ بھی اکتفا فرماتے۔ (عمدۃ القاری: صفحہ ۳۲)

حضرات صحابہ کرامؓ سے بھی طویل اور تفسیر دونوں قسم کی سورتوں کا پڑھنا منقول ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورہ یوسف اور سورہ کہف پڑھیں تو ایک موقع پر حضرت ابن عوف نے سورہ ”اذا جاء نصر اللہ“ اور سورہ کوثر پڑھیں۔ علامہ عینی نے لکھا ہے کہ یہ اختلاف احوال اور زمان کے اعتبار سے ہے۔ (عمدۃ القاری: جلد ۵ صفحہ ۳۲)

ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ تمام نمازوں کے مقابلہ میں صبح کی نماز خوب لمبی پڑھتے اور پہلی رکعت زیادہ لمبی کرتے دوسری رکعت کے مقابلہ میں چونکہ یہ وقت لیل و نہار کے ملائکہ کی حاضری کا وقت ہوتا۔ (صفحہ ۲۱۶)

سورہ فاتحہ کے ختم پر آمین کہتے

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز

پڑھی۔ آپ نے جب ”غیر المغضوب علیہم ولا الضالین“ پڑھا تو آمین زور سے
(دارقطنی، صفحہ ۳۲۲، الفتح الربانی: جلد ۳ صفحہ ۲۰۵، ابن ماجہ: صفحہ ۲۱)

حاکم اور دارقطنی نے ذکر کیا ہے کہ جب آپ ﷺ سورہ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو آمین
کہتے۔ (تخصیص: صفحہ ۲۵۴)

ابن شہاب کہتے ہیں کہ آپ ﷺ آمین کہتے۔ (بخاری: صفحہ ۱۰۸)

آمین کہنے کا حکم فرماتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب امام ”غیر
المغضوب علیہم ولا الضالین“ کہے تو تم آمین کہو۔ (ترمذی: صفحہ ۵۸، مسلم: صفحہ ۱۷۶)
حضرت سرہ بن جندب سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب امام
”غیر المغضوب علیہم ولا الضالین“ کہے تو تم آمین کہو۔ (طبرانی، المعجم: صفحہ ۱۷۳)

آمین کہنے کی فضیلت اور ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب امام
”غیر المغضوب علیہم ولا الضالین“ کہے تو تم آمین کہو، ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں،
جس کا آمین ملائکہ کے آمین سے موافقت کر جائے گا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف
ہو جائیں گے۔ (بخاری: صفحہ ۱۰۸، مسلم: صفحہ ۱۷۶، ابوداؤد، سنن کبریٰ، دارمی: صفحہ ۲۸۲، مجمع)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں
سے کوئی نماز میں آمین کہتا ہے تو فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں۔

سرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب امام
”ولا الضالین“ کہے تو تم آمین کہو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ (طبرانی، المعجم: صفحہ ۱۷۳)

سورہ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے۔ امام مقتدی ہر ایک
کے لئے جمہور علماء قائل ہیں۔ (المعجم: صفحہ ۱۷۳)

حافظ نے بیان کیا کہ نماز کے علاوہ میں بھی فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا مستحب ہے۔
(تلخیص: صفحہ ۱۱)

آمین آہستہ سے کہنا

حضرت وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی جب ”غیر المغضوب علیہم ولا الضالین“ پڑھا تو آمین کہا اور آہستہ کہا۔

(دارقطنی: صفحہ ۳۲، حکم، مسند ابویعلیٰ، مسند طایسی، طبرانی، المعانی: صفحہ ۱۳۳)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ چار چیزوں میں امام اخفا کرے گا۔ تعوذ، بسم اللہ، آمین، اور ”ربنا لک الحمد“ میں۔
(المعانی: صفحہ ۱۷۴)

آمین میں اخفا کرنا جہر سے بہتر ہے

آمین سے متعلق دونوں قسم کی روایت ہے جہر اور اخفاء، مگر اخفاء یعنی آہستہ سے کہنا بہتر ہے۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ یہ دعا ہے۔ اور دعا میں اخفا اصل ہے آمین قرآن نہیں جیسے کہ تعوذ، لہذا جس طرح تعوذ میں اخفا ہے اسی طرح آمین میں بھی اخفا ہونا چاہئے۔

(المعانی: صفحہ ۱۷۴)

علامہ زیلعی اور عینی نے بیان کیا کہ جہر آپ نے تعلیم اور جانکاری کے لئے کیا تھا۔

ظہر و عصر میں قرأت آہستہ فرماتے

ابو جعفر نے حضرت خباب سے پوچھا کیا آپ ﷺ ظہر و عصر میں قرأت فرماتے تھے؟ کہا، ہاں۔ تو پوچھا کہ کیسے پہچانتے تھے (چونکہ آواز نہیں آتی تھی) فرمایا: داڑھی کی حرکت سے۔

(بخاری: صفحہ ۱۰۵، ابن خزيمة: صفحہ ۲۵۵، ابوداؤد: صفحہ ۱۱۶، بخاری: صفحہ ۱۱۲، ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۸۲)

خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ظہر میں طویل قرأت فرماتے اور اپنے ہونٹوں کو ہلاتے اسی سے ہم لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ یہ قرأت کی وجہ سے ہے اور ہم

بھی اسی طرح (آہستہ) پڑھتے تھے۔ (مجمع: صفحہ ۱۱۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی قرأت کا پتہ دائرہ کی طرح سے ہوا کرتا تھا۔ (مجمع: صفحہ ۱۱۶)

فائدہ: ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ آپ ظہر و عصر میں قرأت آہستہ آہستہ فرماتے تھے، اس کے برخلاف مغرب، عشاء و فجر میں زور سے فرماتے، اسی وجہ سے فقہاء نے سر قرأت کو واجب کہا ہے اسی وجہ سے اس کے خلاف پر بجدہ ہو واجب ہو جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ظہر میں قرأت عصر مغرب و عشاء سے کچھ طویل ہوتی تھی، چنانچہ حسن بصری نے کہا جہاں جہر نہیں وہاں جہر کرنے سے بجدہ ہو واجب ہو جائے گا۔

(ابن ابی شیبہ: جلد ۱ صفحہ ۳۶۳)

بلا ہونٹوں کے ہلے من من میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی

خارجہ بن زید کی روایت میں ہے کہ ظہر و عصر کی قرأت میں (آہستہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ) آپ کے دونوں ہونٹ ہلکتے تھے۔ (مجمع الروا: صفحہ ۱۱۶)

حضرت ابوالاحوص نے حضرات صحابہؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کی قرأت ظہر و عصر میں دائرہ کی حرکت سے معلوم ہوتی تھی۔ (ابن ابی شیبہ: صفحہ ۳۶۲)

فائدہ: خیال رہے کہ قرأت کے آہستہ کی حد یہ ہے کہ منہ سے آواز نکلے اور خود سنے دوسرے کو آواز نہ آئے اس کی علامت یہ ہے کہ ہونٹ حرکت کرے چنانچہ آپ کے آہستہ پڑھنے کا علم ہونٹوں کی حرکت سے ہوا من من میں پڑھنا، دل ہی دل میں اس طرح پڑھنا اس سے نماز نہیں ہوتی، چنانچہ محدث بیہقی نے حدیث خباب سے استنباط کرتے ہوئے کہا کہ قرأت میں ہونٹوں کا ہلنا ضروری ہے۔ (صفحہ ۵۴)

صاحب ہدایہ نے آہستہ کی حد ذکر کرتے ہوئے کہا: سر کی حد یہ ہے کہ اپنے آپ کو سنا لے یعنی اسے صاف حروف کی ادائیگی محسوس ہو علامہ عینی نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے منہ کے پاس کوئی کان لے جائے تو اسے سنائی دے۔ ذخیرہ کے

حوالے سے ہے کہ زبان کا متحرک ہونا اور حروف کا صاف اور صحیح طور پر ادا ہونا ضروری ہے۔

(الہدایہ: جلد ۲ صفحہ ۲۷۲)

ابن ہمام نے لکھا ہے کہ ہندوانی کا قول ہے کہ اس طرح حروف نکالے کہ خود سن لے اور اسے آواز محسوس ہو، یہی صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ نماز پڑھتے ہیں اور ان کے ہونٹ اور زبان بھی حرکت نہیں کرتے ان کی قرأت ہی نہیں ہوتی لہذا ان کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔

حافظ ابن حجرؒ نے بیان کیا کہ زبان اور ہونٹوں کے بلائے سری قرأت ادا نہیں ہوتی۔

(جلد ۲ صفحہ ۲۳۵)

امام کے پیچھے قرأت نہیں کی جائے گی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو امام کے پیچھے ہو سو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ یعنی اس کے لئے امام کی قرأت کافی ہے۔

(دارقطنی: صفحہ ۳۲۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز ناقص ہے ہاں مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔

(دارقطنی: صفحہ ۳۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: امام بنایا گیا ہے تاکہ تم اس کی اقتداء کرو۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو، اور جب قرأت کرے تو خاموشی سے سنو۔

(دارقطنی: صفحہ ۳۲۹، مسند احمد للفتح: جلد ۳ صفحہ ۱۹۷)

حضرت شعبی کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا امام کے پیچھے قرأت نہیں ہے۔

(دارقطنی: صفحہ ۳۳۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ امام کے پیچھے قرأت کروں یا خاموش رہوں۔ آپ نے فرمایا۔ خاموش رہو یہی تمہارے لئے کافی ہے۔

(دارقطنی: صفحہ ۳۳۰)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ ہمیں وعظ فرماتے نماز سکھاتے، اس کی سنتوں کو بیان فرماتے فرماتے صفوں کو درست کرو۔ تم میں سے کوئی امامت کرے۔ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ جب وہ قرأت کرے تو تم خاموشی سے سنو۔

(دارقطنی: صفحہ ۳۳۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: جس کا کوئی امام ہو سو اس کی قرأت اس کے لئے کافی ہے۔

(مجمع الزوائد: صفحہ ۱۱۱)

عبادہ بن صامت کی روایت میں ہے کہ نماز بلا سورۃ کے نہیں ہوتی۔ اس کے متعلق سفیان بن عیینہ جو اس کے راویوں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ تھا نماز پڑھنے والوں کے حق میں ہے۔

(عمدة القاری: جلد ۵ صفحہ ۱۳)

موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول پاک ﷺ اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم امام کے پیچھے پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔

(عمدة القاری: جلد ۵ صفحہ ۱۳)

تمہید میں ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ، سعدؓ، زید بن ثابتؓ امام کے پیچھے خواہ سری ہو یا جہری پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔

(عمدة القاری: جلد ۵ صفحہ ۱۳)

عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ دس صحابہ، حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، عبدالرحمان بن عوفؓ، سعد بن وقاصؓ، ابن سعدؓ، زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، نہایت شدت سے پڑھنے کو منع فرماتے تھے۔

(عمدة القاری: جلد ۵ صفحہ ۱۳)

ابن ابی لیلیٰ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس نے فطرت کے خلاف کیا۔

(دارقطنی: صفحہ ۳۳۱)

عبداللہ بن مقسم نے ابن عمرؓ، کو زید ابن ثابتؓ اور جابر بن عبداللہؓ سے پوچھا تو ان سب نے کہا امام کے پیچھے قرأت نہ کرو۔

(عمدة القاری: صفحہ ۱۳)

علامہ عینی نے ۸۰ بلند پایہ صحابہ کرامؓ کا امام کے پیچھے ترک قرأت پر اتفاق نقل کیا جو

گویا ایک قسم کا اجماع ہے۔ ”و مثل هذا يسمي اجماع عندنا فكان اتفاقهم بمنزلة الاجماع“
(عمدة القاری شرح بخاری: جلد ۵ صفحہ ۱۳)

اسی طرح اہل حدیث کے امام علامہ شوکانی نے بھی لکھا ہے کہ:

ان المؤتم لا یقرأ خلف الامام فی الصلوة الجهرية
وهم زید بن علی والهادی والقاسم و احمد بن
عيسى وعبيد الله بن الحسن العنبري واسحق بن
راهويه و احمد ومالك والحنفية. ومن جملة
ما استدل به القائلون بوجوب السكوت خلف الامام
فی الجهرية بما تقدم من قول جابر من صلى ركعة
لم یقرأ فیها بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام

(نیل الاوطار: جلد ۲ صفحہ ۲۱۶)

رکوع میں جاتے وقت اسی طرح ایک حالت سے

منتقل ہونے پر تکبیر کہتے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جھکئے، اٹھئے،
کھڑے ہونے اور بیٹھنے پر اللہ اکبر کہتے تھے اسی طرح حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما بھی کرتے تھے۔
(ترمذی: صفحہ ۵۸، سنن کبریٰ: صفحہ ۶۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ (رکوع و سجدہ کے لئے)
جھکئے تو تکبیر کہتے۔
(ترمذی: صفحہ ۵۸، بخاری: صفحہ ۱۰۹)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز میں اٹھئے بیٹھئے میں اللہ
اکبر کہتے۔
(سنن کبریٰ: صفحہ ۶۷، بخاری: ۱۰۸)

حضرت عمران بن حصین کی روایت ہے کہ آپ ﷺ اٹھئے بیٹھئے تکبیر

(اللہ اکبر) کہتے۔

(بخاری: صفحہ ۱۰۸)

فائدہ:..... ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ رکوع میں جاتے ہوئے، سجدہ میں جاتے ہوئے اور اس سے اٹھتے ہوئے، تشہد سے تیسری رکعت کے لئے اٹھتے ہوئے غرض ہر اٹھنے بیٹھنے کے موقع پر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہتے، یہ تکبیر ہر ایک کے لئے ہر حالت میں سنت ہے امام کے لئے، مقتدی کے لئے اور تہما نماز پڑھنے والے کے لئے۔ اسکا جلدی کی وجہ سے یا تغافل کی وجہ سے چھوڑ دینا مکروہ خلاف سنت ہے۔

رکوع اور سجدہ کو اعتدال و اطمینان سے ادا کرنا

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع کرتے تو اعتدال سے کرتے۔ نہ سر کو زیادہ جھکاتے اور نہ اٹھاتے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے۔ (نسائی: صفحہ ۵۹، داری: ۱، ابوداؤد: جلد ۱ صفحہ ۱۰۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا رکوع اعتدال کے ساتھ کرو اپنے دونوں بازوؤں کو زمین پر اس طرح نہ رکھو جس طرح کتار کھتا ہے۔

(نسائی: صفحہ ۱۵۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا رکوع اور سجدہ جب کرو تو اعتدال کے ساتھ کرو۔

(نسائی: صفحہ ۱۶۱)

سر کو پیٹھ کے برابر رکھتے نہ اوپر اٹھاتے نہ زیادہ جھکاتے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو سر کو نہ جھکاتے نہ اوپر کرتے بالکل برابر بین بین رکھتے۔ (ابن ماجہ: صفحہ ۱۹۳، مسلم: صفحہ ۱۹۴، بلوغ الامانی شرح مسند احمد: جلد ۳ صفحہ ۲۵۸، اسعائے: جلد ۲ صفحہ ۱۸، بیہقی: جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)

ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آپ ﷺ کو رکوع میں سر کو نہ اٹھا رکھتے نہ سر کو جھکا رکھتے۔

رکوع کرتے ہوئے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے

حضرت ابو حنیفہ الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اس طرح جیسے گھٹنوں کو پکڑے ہوئے ہوں۔ (طحاوی: صفحہ ۱۳۵)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۲۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے اور بازوؤں کو جدا رکھتے۔ (ابن ماجہ: صفحہ ۶۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو۔ (کنز العمال: جلد ۸۳۷)

فائدہ:..... رکوع کرتے ہوئے آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر اس طرح رکھتے گویا آپ اسے پکڑے ہوئے ہیں۔

چنانچہ فقہاء محدثین بھی اسی طریق کو سنت قرار دیتے ہیں۔ سعایہ میں ہے ”یضع راحتیہما علیہما وباخذہما بالاصابع“ (صفحہ ۱۷۸)

رکوع میں انگلیوں کو کشادہ رکھتے ملا کر نہ رکھتے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو انگلیوں کو کشادہ رکھتے (گھٹنوں پر رکھتے ہوئے) جب سجدہ فرماتے تو انگلیوں کو ملا لیتے۔

(سبل الہدیٰ: مجمع الزوائد: جلد ۱۳۵)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور انگلیوں کو نیچے رکھتے اور انگلیوں کے درمیان کشادگی رکھتے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۲۶، نسائی: صفحہ ۱۵۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب رکوع کرو تو اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھو۔
(کنز العمال: جلد ۷ صفحہ ۴۵)
رکوع کی حالت میں انگلیاں گھٹنوں پر کشادہ رہیں گی دائیں بائیں پھیلی نہ رہیں گی۔

رکوع میں کہنیوں کو بدن سے جدا رکھتے

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو اپنی کہنیوں کو جدا رکھتے۔
(نسائی: صفحہ ۱۵۹، مسند احمد: جلد ۴ صفحہ ۱۱۹)
حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اپنی (کہنیوں کو) بغل سے جدا رکھتے۔
(نسائی: صفحہ ۱۵۹)
فائدہ:..... سنت یہ ہے کہ اپنی کہنیوں کو سینے سے نہ ملائے علیحدہ رکھے۔

عورتوں کے لئے رکوع کا طریقہ کار

- عورتوں کے رکوع کا طریق مردوں سے جدا ہے:
- ①..... رکوع میں تھوڑا جھکیں گی مردوں کی طرح پیٹھ اور سرین کو برابر نہیں کریں گی۔
 - ②..... انگلیوں کو گھٹنوں پر ملا کر رکھیں گی۔
 - ③..... پاؤں کو کچھ جھکائے رکھیں گی مردوں کی طرح سیدھے نہیں رکھیں گی۔
 - ④..... ہاتھ بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھیں گی۔
 - ⑤..... جہاں تک ہو سکے سکر کر رکوع کریں گی۔

(عمدة القاری: جلد ۶ صفحہ ۱۰۱، ہندیہ: جلد ۱ صفحہ ۳۶، شامی: صفحہ ۵۰)

رکوع میں پیٹھ کو بالکل برابر رکھتے

حضرت وابصہ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ نے رکوع کیا تو پیٹھ کو بالکل برابر رکھا کہ اگر اس پر پانی ڈالا جائے تو ٹھہر

جائے (یعنی کسی رخ جلدی نہ گرے)۔ (ابن ماجہ: صفحہ ۱۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع کرتے تو اس طرح کرتے کہ اگر کسی پیالہ میں پانی رکھ کر پشت مبارک پر رکھ دیا جائے تو پانی نہ گرے۔

(مجمع: جلد ۲ صفحہ ۱۲۲، التقریبانی: صفحہ ۲۵، بیہدہ: صفحہ ۱۳۶، مسند احمد: جلد ۱ صفحہ ۱۳۳)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو پشت مبارک بالکل برابر رکھتے۔ (اسعادیہ: صفحہ ۱۷۹، بیہدہ: صفحہ ۱۷۹)

فائدہ:..... ان (دانتوں سے معلوم ہوا کہ رکوع میں پشت مبارک کی کیفیت بالکل برابر اور سیدھی ہوتی تھی۔ دیکھنے والے راوی نے اس کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا کہ اگر پانی یا پانی سے بھرہ برتن رکھ دیا جاتا تو پانی ٹھہر جاتا کسی جانب نہ بہتا۔

جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ سنت یہ ہے کہ پیٹھ بالکل برابر اور معتدل رکھے کسی جانب جھکاؤ یا اٹھان نہ رکھے اب ذرا لوگوں کی نمازوں پر غور کیجئے ان کے رکوع کی حالت کو دیکھئے۔ بیشتر نمازیوں کی پیٹھ کو کچھ اوپر اٹھاپائیں گے۔ کچھ کو جھکاتے پائیں گے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ اس کا اہتمام نہیں کرتے نہ معلوم کرتے ہیں نہ سیکھتے ہیں نہ کسی واقف اور عامل سنت کو اپنی نماز سنت کے مطابق کرنے کے لئے دکھلاتے ہیں کوئی معمولی کام بلا سیکھے نہیں آتا تو نماز جیسی اہم دولت بلا سیکھے صرف دوسروں کو دیکھنے سے آجائے گی؟

سنت کے مطابق نماز پڑھنے کے لئے کسی اہل علم جو جمع سنت ہوں ان کو دکھلا کر اپنی نماز سنت کے مطابق کیجئے۔

رکوع میں پہلوؤں کو الگ رکھتے ملتے نہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو اپنے پہلوؤں کو الگ رکھتے۔ (مجمع: ابن ماجہ: صفحہ ۸۳)

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے الگ رکھتے۔ (ترمذی: صفحہ ۶۰، اسعادیہ: صفحہ ۱۸۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ آپ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! جب رکوع کرو تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنے پر رکھو انگلیوں کو کشادہ رکھو اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے الگ رکھو۔

(طبرانی، معجم، السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۸۷)

فائدہ:..... ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ رکوع کی حالت میں ہر عضو ایک دوسرے سے الگ رکھتے چنانچہ ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا کرتے اسی وجہ سے سنت ہے کہ مرد اپنی نماز میں ہاتھ اور کلائیوں کو پہلوؤں سے علیحدہ رکھے۔ سنن ترمذی میں حدیث ابو حمید کے تحت ہے۔ ”وہو الذی اختارہ اهل العلم ان یجافی الرجل یدیه عن جنبیه فی الرکوع والسجود“ اسی طرح سنن نماز کو شمار کراتے ہوئے ہے۔ ”ومنها تنحیة الیدین عن جنبیه“

(السعایہ: صفحہ ۱۸۰)

رکوع سے اٹھتے ہوئے پیٹھ کو اوپر کرتے ہوئے ”سمع اللہ“ کہتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کی نماز کا نقشہ کھینچتے ہوئے بیان کیا آپ جب رکوع کے لئے پیٹھ اٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے اور جب سیدھے کھڑے ہو جاتے تو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد کہتے۔

(بخاری: صفحہ ۱۰۹، ابوداؤد، سنن، عمدة القاری: صفحہ ۶۲، صحیح ابن خزیمہ: صفحہ ۳۰۹)

فائدہ:..... علامہ عینی اور حافظ ابن حجر نے بیان کیا کہ رکوع سے اٹھتے ہوئے کا ذکر ”سمع اللہ“ ہے۔ اور جب ٹھیک سے کھڑا ہو جائے تو ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد“ چنانچہ اٹھتے ہوئے ”سَمِعَ اللّٰهُ“ کہنا سنت ہے۔ ایک قول میں یہاں تک ہے اگر اٹھتے ہوئے نہ کہہ سکا تو کھڑے ہو کر نہ کہے۔

(السعایہ: صفحہ ۱۸۵)

قومہ میں آپ ﷺ کیا پڑھتے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے

تو ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ کہتے۔ (السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۸۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے جب رکوع سے سر اٹھایا تو رفع یدین کیا اور ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ کہا۔

(نسائی: صفحہ ۱۶۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے آپ ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ کہتے۔ (عمدہ: صفحہ ۷۹)

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ تنہا نماز پڑھنے والا ”تسمیع“ اور تحمید دونوں کہے گا۔ البتہ امام امامت کی حالت میں دونوں کہے گا یا صرف ”تسمیع“ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ امام بھی ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ آہستہ سے کہے گا۔ امام ثوری، امام اوزاعی اور امام احمد بھی ایک روایت میں اسی کے قائل ہیں۔ امام فضلیؒ امام طحاویؒ اور متأخرین کی ایک جماعت کا یہی قول ہے۔ (عمدہ: صفحہ ۶۲)

علامہ عینی نے ذکر کیا ہے کہ تحمید کے الفاظ ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ ہر ایک منقول ہے اور سب صحیح ہیں۔ (بخاری: صفحہ ۱۰۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب امام ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ پڑھے تو تم ”اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ پڑھو جس کا قول ملائکہ کے مثل ہو جاتا ہے۔ اس کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری: صفحہ ۱۰۹)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ امام جب ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ کہے تو جو لوگ اس کے پیچھے ہوں ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ کہیں۔

(کنز العمال: صفحہ ۱۳۳)

امام مالکؒ، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام احمدؒ اس حدیث کے پیش نظر اس کے قائل ہیں کہ امام ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ نہیں کہے گا۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ مقتدی کے لئے کوئی صحیح روایت نہیں جس سے جمع کا ثبوت ہو رہا ہو۔ (السعایہ: صفحہ ۱۸۷)

رکوع میں پیٹھ کو اعتدال و اطمینان سے برابر رکھنے کی تاکید

علی بن شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو رکوع میں پیٹھ کو اطمینان و اعتدال سے نہیں رکھ رہا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی نماز ہی نہیں جو رکوع و سجود میں پیٹھ درست نہ رکھے۔ (ترغیب: صفحہ ۳۳۶، کنز العمال: صفحہ ۴۳۸)

اس کی نماز کو اللہ دیکھتے بھی نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز کو نہیں دیکھتے جو رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ کو ٹھیک سے نہیں رکھتا، اسی طرح طلق کی روایت ہے۔ (مجمع: جلد ۲ صفحہ ۱۲۰، طبرانی، ترغیب: صفحہ ۹۱)

فائدہ:..... رکوع و سجود کو اطمینان سے ادا کرنا ضروری ہے۔ امام یوسف فرماتے ہیں کہ تسبیح کے برابر اطمینان سے رکنا ضروری ہے۔ امام شافعی اور امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں۔ (عمدة القاری: جلد ۶ صفحہ ۶۵)

سب سے بڑا نماز کا چور

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا نماز کا چور وہ ہے جو نماز میں چراتا ہے۔ لوگوں نے کہا نماز میں کیسے چرائے گا فرمایا جو رکوع و سجود کو اطمینان سے نہیں کرتا۔ اور جو رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ کو ٹھیک سے نہیں رکھتا۔

(ترغیب: صفحہ ۳۳۵، مجمع: صفحہ ۱۲۰)

فائدہ:..... مطلب یہ ہے کہ جلدی جلدی نماز پڑھتا ہے۔ رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ کو اطمینان سے نہیں رکھتا پیٹھ سیدھی بھی نہیں ہوتی کہ دوسرے سجدہ میں چلا جاتا ہے جیسا کہ بعض لوگ جلد بازی یا تغافل و نکاسل کی وجہ سے کرتے ہیں۔

نماز ہی صحیح نہیں ہوتی

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی کی نماز ہی درست نہیں ہوتی۔ جب تک کہ وہ اپنی پیٹھ کو رکوع و سجود میں درست نہ رکھے۔

(ترغیب: صفحہ ۳۳۳)

ساتھ سال سے نماز پڑھتا ہے مگر مقبول بارگاہ نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی (بعض) ساتھ سال تک نماز پڑھتا ہے مگر اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ کہ رکوع ٹھیک سے کرتا ہے تو سجدہ نہیں۔ سجدہ کرتا ہے تو رکوع ٹھیک سے نہیں کرتا۔ (یعنی اعتدال اطمینان کے ساتھ نہیں کرتا)۔

(ترغیب: صفحہ ۳۳۷)

گویا کہ نماز ہی نہیں پڑھی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل روایت میں ہے کہ جس نے نماز میں ٹھیک سے رکوع سجدہ وغیرہ ادا نہیں کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے نماز ہی نہیں پڑھی جاؤ پھر سے نماز پڑھو۔

(بخاری: صفحہ ۱۰۹، مسلم: صفحہ ۱۷۰، ترغیب: صفحہ ۳۳۷)

ایسے محروم کی مثال

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے علی اس شخص کی مثال جو نماز میں پیٹھ کو ٹھیک اور اطمینان سے نہیں رکھتا اس حاملہ عورت کی طرح ہے کہ ولادت کا زمانہ آیا اسقاط ہو گیا، نہ تو حاملہ ہی رہی نہ بچے والی رہی۔

(ترغیب: صفحہ ۳۳۸)

فائدہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ رکوع، و سجدہ میں پیٹھ کو اطمینان اور ٹھیک

سے رکھنا بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر نماز ناقص بلا ثواب ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ جلد بازی اور کسل و سستی کی وجہ سے ”یسا کرتے ہیں جو انتہائی بری بات ہے۔ مزید مسائل کتب فقہ میں دیکھئے۔“

رکوع میں آپ ﷺ کیا پڑھتے؟

جابر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رکوع میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ پڑھتے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رکوع میں یہ پڑھتے تھے ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ (ابوداؤد: صفحہ ۱۲۷)

فائدہ:..... آپ ﷺ عموماً فرائض میں یہی ذکر فرماتے، البتہ رات کے نوافل میں خصوصاً دوسرے اذکار بھی پڑھ لیتے اس لئے فرائض اور امامت میں تو یہی ذکر پڑھے جیسا کہ رائج اور تعامل ہے تھا اور نوافل میں دیگر اذکار کی اجازت ہے۔

بسا اوقات نوافل میں یہ پڑھتے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب ”إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ“ نازل ہوئی تو آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو بکثرت یہ پڑھتے:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي
إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

(مجمع: صفحہ ۱۲۷، بل الہدی: صفحہ ۱۲۸، مسند احمد: جلد ۱ صفحہ ۳۹۳)

ترجمہ: ”پاک ہیں آپ اے اللہ آپ ہی کی تعریف، اے اللہ میری مغفرت کیجئے اور آپ مہربان، تو یہ قبول کرنے والے ہیں۔“

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو یہ پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ
وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَنْتَ رَبِّيْ خَشَعْتُ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ
وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَمَخِيْ وَعَظْمِيْ وَعَظْمِيْ وَشَعْرِيْ
وَبَشْرِيْ وَمَا اسْتَقَلْتُ بِهٖ قَدَمِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(نسائی: مؤخر: ۲۱، نزول الامرار)

ترجمہ: ”اے اللہ آپ ہی کے لئے سر جھکا آپ ہی پر ایمان لایا،
آپ ہی پر بھروسہ کیا آپ ہی میرے رب ہیں جھک گئے آپ کے
لئے میرے کان، میری آنکھ، میرا گوشت، میرا خون، میرا مغز،
میرے پٹھے، میری ہڈی، میرے بال، میری کھال اور جس کے
ساتھ قائم ہے میرا قدم، اس اللہ کے لئے ہے جو دونوں جہانوں کا
رب ہے۔“

(عمدة القاری: جلد ۶ صفحہ ۷۰)

علامہ عینی نے ذکر کیا ہے کہ نوافل میں توسیع ہے۔

(مزید الدعاء المسنون میں ملاحظہ کیجئے۔)

تسبیح کتنی مرتبہ پڑھتے

حضرت جابر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رکوع میں ۳ مرتبہ
”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ پڑھتے۔
(دارقطنی: جلد ۱ صفحہ ۳۴)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سنت یہ ہے کہ رکوع میں ۳
مرتبہ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ کہے۔
(مجمع: جلد ۱ صفحہ ۱۲۸، البوداؤد: صفحہ ۱۲۹)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی
رکوع میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ ۳ مرتبہ کہے تو اس کا رکوع مکمل ہوگا اور یہ اس کی ادائی
مقدار ہے۔
(ترمذی: صفحہ ۱۶۰، البوداؤد: صفحہ ۱۲۹)

فائدہ: خیال رہے کہ امامت کی حالت میں تو بہتر ہے کہ ۳ مرتبہ پڑھے اس

سے کم پڑھنا خلاف سنت ہے ۵/ مرتبہ پڑھے تو یہ بھی ٹھیک ہے اور تنہا ہو تو ۳/۵/۷ جیسا
اشرح اور اس کا موقع ہو پڑھے۔ ۷/ مرتبہ یہ مقدار کمال ہے ابن کمال نے کہا کہ ادنیٰ
کمال ۳/ مرتبہ اور اکمل ۷/ مرتبہ ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ ۳/ مرتبہ پڑھتے
تھے۔ حضرت عمرؓ ۵/ مرتبہ پڑھتے۔
(عمدة القاری: جلد ۶ صفحہ ۷۰)

ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ آپ دس مرتبہ تسبیح پڑھتے۔ (زاد: صفحہ ۲۱، حاشیہ ابن داؤد: صفحہ ۱۲۹)

رکوع کے بعد قومہ کے لئے کب اٹھے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک
صحابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا رکوع کرو یہاں تک کہ اطمینان سے ادا ہو جائے تو پھر
سر اٹھاؤ (قومہ کے لئے)۔
(ابوداؤد: جلد ۱ صفحہ ۱۲۳)

یحییٰ بن خالد کے چچا کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے نماز سکھاتے ہوئے فرمایا کہ
رکوع کرو یہاں تک کہ تمام جوڑ (اعضاء) اپنے مقام رکوع میں صحیح طور پر بیٹھ جائے
تو (کھڑے ہوتے ہوئے) ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ کہو۔
(ابوداؤد: صفحہ ۱۲۵)

خوب اطمینان سے رکوع ادا کرنے کے بعد آپ اٹھتے

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے
تو اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھتے انگلیوں کو اس کے نیچے رکھتے انگلیوں کو کشادہ رکھتے
کہنوں کو الگ رکھتے یہاں تک کہ ہر عضو اپنی جگہ (رکوع کی حالت میں ہونا چاہئے) بالکل
درست بیٹھ جاتا۔
(ابوداؤد: صفحہ ۱۶۲، نسائی مسند احمد: جلد ۳ صفحہ ۱۱۹)

رکوع اطمینان سے ادا کرنے کے بعد قومہ کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: رکوع کرو تو
گھٹنے پر ہاتھ رکھو پھر ذرا رکے رہو یہاں تک کہ اطمینان کے ساتھ تمام جوڑ صحیح بیٹھ جائیں پھر

(کنز العمال: صفحہ ۴۵۱)

۳ مرتبہ تسبیح کہو (تب اٹھو)۔

قومہ میں بالکل سیدھے ہو جاتے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تا وقتیکہ خوب اچھی طرح کھڑے نہ ہو جاتے سجدہ میں نہ جاتے۔

(ابن ماجہ: صفحہ ۸۹۳، مسلم: صفحہ ۱۹۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل روایت میں ہے ”پھر رکوع سے سر اٹھاؤ، اطمینان سے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو۔“ (بخاری: صفحہ ۱۰۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک ﷺ کی نماز کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نماز پڑھتے پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کھڑے ہوتے (اور خوب اطمینان سے کھڑے ہوتے) تو ہم لوگ یہ سمجھتے کہ آپ ﷺ (سجدہ میں جانا) بھول گئے ہیں۔

(بخاری: صفحہ ۱۱۰، ابن خزیمہ: صفحہ ۳۰۸)

فائدہ:..... علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ آپ اطمینان اور اعتدال حاصل کرنے کے لئے دیر تک کھڑے ہوئے یہ نہیں کہ جھٹ کھڑے ہوئے جھٹ سجدہ میں گئے۔ (عمدہ القاری: جلد ۶ صفحہ ۷۶)

بسا اوقات قومہ میں یہ بھی پڑھتے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ پڑھتے:

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مَلَأَ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَلَأَ مَا شِئْتَ مِنْ
شَيْءٍ بَعْدَ

(نسائی: صفحہ ۱۶۲)

ترجمہ: ”سن لیا اللہ نے جس نے اس کی تعریف کی اور آسمان بھر،

زمین بھر اور اس کے درمیان بھر اور اس کے بعد آپ کی مشیت پھر
آپ کی تعریف ہے۔“
حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع سے
سراٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءُ الْاَرْضِ
وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ مِنْ بَعْدِ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالتَّلٰجِ
وَالْبَرْدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَنَقِيْنِيْ
مِنْهَا كَمَا يُنْقٰى الثُّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ

(الفتح الربانی: صفحہ ۲۷۲)

ترجمہ: ”اے اللہ آپ کے لئے تعریف ہے آسمان بھر زمین بھر اور
بھر کردہ شے جو آپ اس کے بعد چاہیں۔ اے اللہ ہمیں پاک کر
دیجئے، برف سے اولے، ٹھنڈے پانی سے۔ اے اللہ ہمیں گناہوں
سے پاک کر دیجئے اور اس طرح صاف کر دیجئے جس طرح سفید کپڑا
میل سے صاف کیا جاتا ہے۔“

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ”سمح اللہ لمن حمدہ“
کہتے تو یہ کہتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلُ الشَّاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ
مَا قَالِ الْعِبْدُ وَكُنَّا لَكَ عَبْدٌ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا
يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

(الفتح الربانی: صفحہ ۲۷۲، المعانی: صفحہ ۱۸۰، المنائی: صفحہ ۱۶۵)

ترجمہ: ”اے ہمارے رب آپ کے لئے تعریف آسمان بھر زمین بھر اور
بھر کردہ جو اس کے بعد آپ چاہیں آپ تعریف و بزرگی کے لائق

ہیں آپ مستحق ہیں جو بندے نے کہا ہم سب آپ کے بندے ہیں
جسے آپ روک دیں کوئی نہیں دے سکتا اور مالدار کو مالدار کی نفع نہیں
دے سکتی۔“

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ یہ طویل اذکار نوافل میں پڑھتے تھے کبھی کبھار فرض میں
پڑھتے تھے، بیان جواز کے لئے۔ (المعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۹۰)

سجدہ میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب آپ سجدہ کے
لئے جھکتے تو اللہ اکبر کہتے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اٹھنے بیٹھنے کی حالت
میں اللہ اکبر فرماتے۔ (نسائی: صفحہ ۱۶۳، الفتح: صفحہ ۲۷۷)

فائدہ: محدثین نے باب قائم کیا ہے۔ ”التکبیر للسجود“ اس سے
اشارہ اس کی جانب کہ آپ ﷺ سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہتے چنانچہ سنت یہ ہے کہ
اطمینان اور بالکل ٹھیک سے کھڑے ہونے کے بعد سجدہ کی جانب اللہ اکبر کہتا ہوا جائے۔
تکبیر اس طرح کہے کہ پوری ہیئت انتقال کو شامل ہو، یہ نہیں کہ تکبیر شروع یا قیام یا
جھکتے ہی ختم ہو جائے۔ اللہ کے لام کو بہت معمولی سا کھینچے اس لئے فقہاء محدثین نے لکھا ہے
تکبیر کہتا ہوا جائے، مراقی میں ہے کہ تکبیر پیشانی رکھنے پر ختم کرے۔ (المعایہ: صفحہ ۱۹۳)
علامہ عینی نے البنا یہ میں لکھا ہے کہ جیسے سجدہ کی جانب جھکے تکبیر شروع کرے اور اسے
درازا کرے یہاں تک کہ پیشانی سجدہ میں ٹک جائے۔

سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہاں شروع کرے کہاں ختم کرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اللہ اکبر فرماتے جب
سجدہ میں جاتے۔ (بخاری: صفحہ ۱۰۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ تکبیر کہتے ہوئے جھکتے۔

(دارقطنی، سنن: جلد ۲ صفحہ ۲۵۲)

فائدہ:..... سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کا مسنون طریقہ یہ ہے، کہ تکبیر پوری ہیئت انتقال کو شامل ہو۔ یہ نہیں کہ اللہ اکبر کہا تب گئے، اور نہ یہ کہ جھکنے کے بعد سجدہ سے قبل ختم ہو جائے۔ بعض لوگ فقط اللہ کے لام کو کھینچنے سے منع کرتے ہیں جس کی وجہ سے تکبیر سجدہ سے قبل ختم ہو جاتی ہے سو یہ صحیح نہیں۔ امام بخاری نے باب قائم کیا ہے کہ ”باب یھوی بالتکبیر حین یسجد“ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ تکبیر کہتا ہوا جھکے۔ علامہ یعنی اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”ویددا بالتکبیر حین یشرع فی الھوی الی السجود ویمدھ حتی یضع جہتھ علی الارض ثم یشرع فی تسبیح السجود“ اسی طرح تشہد سے اٹھتے ہوئے تکبیر کو اس قدر دراز کرے کہ قیام کی حالت ہو جائے۔ ”وفیہ اند یشرع فی التکبیر للقیام من التشہد الاول یمدھ حتی ینتصب قائماً“۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ صرف ان کی رائے ہے بلکہ لکھتے ہیں، ”هذا مذهب العلماء كافة“

(عمدة القاری: صفحہ ۸۰)

حافظ ابن حجر نے بھی فتح الباری میں لکھا ہے ”فیبتدی بہ حین یشرع فی

(جلد ۲ صفحہ ۲۹۱)

الھوی بعد اعتدال الی حین یتممکن جالسا“

ظاہر ہے کہ قیام سے لے کر سجدہ تک تکبیر کا کھینچنا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک

کہ اللہ کے لام کو کچھ نہ کچھ طول کیا جائے۔ چونکہ بلائ کے توسط ہی میں ختم ہو جائے گا۔

اسی طرح فقہاء کرام نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ سجدہ تک تکبیر ادا ہو۔ مراقی الفلاح

میں ہے ”ثم یکبر کل مصل خارا للسجود ویختم عند وضع جہتھ للسجود“

(صفحہ ۵۳)

اور علامہ عبدالحی فرنگی محلی نے تفصیل کرتے ہوئے اسعایہ میں لکھا ہے۔

”ساجدا اشارۃ الی ان وقت التکبیر عند الخور

كما صرح به فی المحيط والتحفة والا یضاح

وغیرہا و ذکر الشرب لالی فی مراقی الفلاح انہ

تختہ عند وضع جبهة للسجود“ (جلد ۲ صفحہ ۱۹۳)

اسی طرح حاشیہ شرح وقایہ میں ہے:

”لیفید مقارنتہ التکبیر مع السجود تنبیہا علی ان

ابتداء التکبیر عند ابتداء الانخفاض والا انتهاء عند

وضع حیثہ للسجود صرح به فی المحيط“

(حاشیہ شرح وقایہ: صفحہ ۱۳۶)

اسی طرح ابن نجیم بحر الرائق میں رائج قول کو محقق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وعبارة الجامع الصغير ويكبر مع الانحطاط

قالوا وهو الاصح لتلا تخلو حالة الانحناء عن

الذكر، ولما قدمنا من حديث الصحيحين.“

(بحر: جلد ۲ صفحہ ۳۳۲)

ان تمام محدثین و فقہاء کرام کی عبارت سے یہ بات بالکل واضح اور مصرح ہو جاتی ہے

کہ تکبیر کی ابتداء حالت قیام سے لے کر ابتداء سجدہ تک ہوگی اور اس کی کوئی صورت نہیں کہ

اللہ اکبر کے لام کو کچھ کھینچا جائے، اس لئے کہ کوئی ایسا کلمہ نہیں جس میں مد اور اطالہ کی گنجائش

ہو، جو حضرات ایک الف سے زائد بالکل ممنوع قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک یہ مسنون

طریقہ کس طرح ادا ہوگا۔ چونکہ یہ بالکل واضح ہے کہ ایک الف مد کی صورت میں قیام سے

لے کر سجدہ تک ادائی نہیں ہو سکتا۔ وہ تو وسط قیام ہی میں ختم ہو جائے گا۔ دیکھئے ابن نجیم

صحیحین کی حدیث سے حالت انحناء میں ذکر کو ثابت کر رہے ہیں۔ اور اس کو واضح قرار دے

رہے ہیں کہ تکبیر کو قیام سے لے کر انحناء کی حالت سجدہ تک لائے جس کی تصریح دیگر فقہاء

کر رہے ہیں، اور یہی آثار صحابہ سے ثابت ہے، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے متعلق مروی ہے کہ وہ تکبیر کہتے ہوئے جھکتے۔ (ابن ابی شیبہ: جلد ۵ صفحہ ۲۵۵)

پس معلوم ہوا کہ اللہ اکبر کو اس طرح ادا کرنا کہ تکبیر کی ابتداء قیام سے ہو کر سجدہ میں

پیشانی رکھنے تک ہو۔ اگر اللہ کے لام کو ایک الف سے زائد منع کیا جائے گا اور قال، مال، لام صاد اور نام کی طرح ایک الف کی مقدار تک ادا کیا جائے گا تو یہ مسنون طریقہ جو احادیث و آثار و کلام فقہاء سے ثابت ہے، کس طرح ادا ہوگا۔ لہذا ایک الف سے کچھ زائد کھینچنا اقتضاء ثابت اور جائز ہوگا۔ اور جب تکبیر میں اس کی زیادتی ثابت ہوگی تو اذان جس میں شارع علیہ السلام نے ”ترسل“ کا حکم دیا ہے وہاں بھی گنجائش یقیناً ہوگی، جس پر امت کا تعامل ہے، ہاں گانے کی طرح یا طول نفس کی اجازت ہرگز نہ ہوگی۔

سجدہ میں کس طرح جاتے، سنت طریقہ کیا ہے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب سجدہ میں جاتے تو دونوں گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے، اور جب اٹھتے تو ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔

(نسائی: صفحہ ۱۶۵، ابوداؤد: ترمذی: صفحہ ۶۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ تکبیر کے لئے جھکتے پھر دونوں گھٹنے پھر ہاتھ رکھتے۔

(بیہقی: تلخیص الحیجر: صفحہ ۱۷۷، سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۹۹، دارقطنی: جلد ۱ صفحہ ۲۳۵)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ (سجدہ میں جاتے ہوئے) پہلے دونوں ہاتھوں کو رکھتے پھر گھٹنوں کو، تو ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم پہلے گھٹنوں کو رکھیں۔

(ابن خزیمہ: صفحہ ۳۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سجدہ کو جائے تو پہلے اپنے گھٹنوں کو رکھے پھر ہاتھ کو۔ اس طرح نہ بیٹھے جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے۔

(طحاوی: صفحہ ۱۳۹، المسابیح)

فائدہ: ان احادیث کی وجہ سے جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ سجدہ میں جانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جاتے ہوئے اولاً گھٹنے رکھے پھر دونوں ہاتھ رکھے پھر پیشانی پھر ناک، اور اٹھنے میں اس کا عکس۔

(عمدة القاری: جلد ۶ صفحہ ۷۷)

اور ہاتھوں میں اولادائیں گھسے اور کھے پھر بائیں کور کھے۔ (کذا فی المعای: صفحہ ۱۹۳)
اگر عذر کی وجہ سے مثلاً ضعف کی وجہ سے ہاتھ پہلے رکھنا چاہئے تو اولادایاں ہاتھ پھر
بایاں ہاتھ رکھے۔ (المعای: جلد ۱ صفحہ ۱۹۳)

جھکتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدار کھے

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اللہ اکبر
کہتے ہوئے زمین کی جانب جھکتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدار کھتے۔
(ابن خزیمہ: جلد ۱ صفحہ ۳۱۸)

سجدہ میں دونوں ہاتھوں کو کس کے مقابل اور کہاں رکھتے

حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا کہ آپ کے دونوں
ہاتھ کانوں کے مقابل قریب تھے۔ (ترمذی: صفحہ ۶۲، الترمذی: صفحہ ۱۲۸، ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۶۰)
حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ
سجدہ میں آپ کا سر مبارک دونوں ہاتھوں کے مابین تھا۔

(صحیح ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۳، دارقطنی: صفحہ ۳۳۵، ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۶۰)
حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا،
سجدہ کی حالت میں آپ کے دونوں انگوٹھے کان کے مقابل تھے۔
(نسائی، المعای: جلد ۲، صفحہ ۱۹۵، البیہقی: صفحہ ۱۹۷)

حضرت براء کی روایت ہے کہ سجدہ میں آپ کا سر دونوں ہتھیلیوں کے بیچ ہوتا۔
(نسائی: ۱۶۶، کنز العمال: صفحہ ۱۳۸)

فائدہ:..... سجدہ میں دونوں ہتھیلیوں کو دونوں کانوں یا سر کے مقابل رکھنا مسنون
ہے۔ عموماً لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔ ہاتھ کو گلے یا کندھے کے مقابل رکھتے ہیں۔ ہدایہ
میں ہے پیشانی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہاتھ کانوں کے مقابل رکھے۔ (بیہقی: صفحہ ۱۹۷)

سجدہ میں انگلیوں کو ملا کر رکھتے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سجدہ میں انگلیوں کو ملا کر رکھتے۔ (ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۴، تہذیب: صفحہ ۲۷۲، ابن حبان)

حضرت سفیان کہتے تھے، رکوع میں انگلیوں کو پھیلا کر رکھو۔ اور سجدہ میں ملا کر رکھو۔

(ابن ابی شیبہ: جلد ۱ صفحہ ۲۶۰)

فائدہ:..... تمام فقہاء نے تصریح کی ہے کہ سجدہ میں انگلیوں کو ملا کر رکھے۔ ہاتھ کی انگلیوں میں انگوٹھا سیدھا قبلہ کی جانب اہتمام سے رکھے۔ عموماً انگوٹھے کا رخ میڑھا ہوا جاتا ہے۔ بالکل سیدھی ملا کر رکھنے میں انگوٹھا بھی جانب قبلہ ہوگا۔ (المعادی: صفحہ ۱۹۶)

انگلیوں کا رخ سجدہ میں بالکل قبلہ کی جانب ہوتا

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے سجدہ کیا دونوں ہاتھوں کو نہ زمین پر بچھایا نہ ان کو موڑا اور انگلیوں کے سروں کا رخ قبلہ کی طرف تھا۔

(ابن خزیمہ: صفحہ ۲۲۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب کرتے۔ (دار تقنی: صفحہ ۳۴۴، ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۶۴)

حفص ابن عالم نے کہا کہ سنت یہ ہے کہ (سجدہ میں) ہتھیلیوں کو زمین پر بچھائے اور انگلیوں کو ملادے اور ان کے رخ کو قبلہ کی جانب کرے۔ (ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۶۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے جب تم سجدہ کرو تو ہاتھوں (ہتھیلیوں) کا رخ قبلہ کی جانب کرو اس لئے کہ چہرہ کے ساتھ دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں۔

(ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۶۴)

ابن قیم نے لکھا ہے کہ مسجد میں آپ پیروں کی انگلیوں کے سروں کو قبلہ رخ رکھتے۔

(زاد المعاد: صفحہ ۲۳۲)

سجدہ میں پیروں کی انگلیوں کا سراقبلہ کی جانب رکھتے

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے سجدہ کیا اپنے ہاتھوں کو نہ بچھایا نہ موڑا اور پیر کی انگلیوں کا سراقبلہ کے رخ پر کیا۔

(بخاری: صفحہ ۱۱۳، المعانی: ۱۹۶، ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ میرے بستر پر تھے میں نے آپ کو گم پایا (تلاش کیا) تو سجدہ کی حالت میں پایا اپنی انگلیوں کو قبلہ رخ کئے ہوئے دعا کر رہے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ پیر کی انگلیوں کے سروں کو قبلہ رخ رکھنا مسنون ہے، اسی وجہ سے امام بخاری نے باب قائم کیا ہے کہ انگلیوں کے سروں کو قبلہ کی جانب رکھئے۔

(عمہ: صفحہ ۸۹)

سجدہ کی حالت میں دونوں ایڑیوں کو کھڑی رکھتے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کو (سجدہ کی حالت میں دیکھا) میرا ہاتھ آپ کے باطن قدم پر پڑا تو آپ کے قدم مبارک کو اٹھا ہوا کھڑا دیکھا۔

(صفحہ: ۳۲۹)

ہاتھوں کی انگلیوں کی طرح پیروں کی انگلیاں بھی قبلہ کی طرف رکھنا سنت ہے۔

(المعانی: جلد ۶ صفحہ ۱۹۶)

فائدہ: مستحب یہ ہے کہ سجدہ میں پیروں کو کھڑا رکھے اور انگلیوں کو قبلہ کی جانب موڑ کر رکھے۔ تمام فقہاء و محدثین نے اسے سنت قرار دیا ہے۔

بازو کو زمین پر نہ بچھاتے

حضرت ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو

ہاتھوں کو زمین پر نہ بچھاتے اور نہ ان کو سکوڑے رہتے (بلکہ ہر ایک عضو کو الگ رکھتے)۔

(بخاری: صفحہ ۱۱۴، تفسیر: صفحہ ۲۷۳)

نہ سکوڑنے کا مطلب علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں بیان کیا ہے کہ اپنی انگلیوں کو نہ موڑتے۔

(عمدۃ القاری: جلد ۶ صفحہ ۹۷)

حضرت عطاء منع کرتے تھے کہ سجدہ کی حالت میں بازوؤں کو زمین پر بچھایا جائے۔

(معصف ابن عبدالرزق: جلد ۲ صفحہ ۱۷۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بازو کو زمین میں

بچھانے سے منع کیا ہے جیسے کتابچا کر بیٹھتا ہے۔

(مسلم: صفحہ ۱۹۳، نسائی: صفحہ ۳۲۵، ابن شیبہ: صفحہ ۲۵۹، بخاری: صفحہ ۱۱۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے درندوں کی طرح ہاتھوں

کو بچھا کر سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۵)

فائدہ:..... سجدہ کی حالت میں مردوں کو زمین پر بازوؤں کا رکھنا اور بچھانا مکروہ ہے۔

کہنیوں کو ران سے اور پیٹ سے جدا رکھتے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب

نماز (میں سجدہ) کرتے تو ران کو پیٹ سے جدا رکھتے۔

(صحیح ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۶)

سالم ابن براء کہتے ہیں کہ ہمیں ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کی طرح

نماز سکھائی جب سجدہ کیا تو رانوں کو جدا رکھا یعنی کہنیوں اور بازوؤں سے۔

(ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۵۷)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب

سجدہ کرو تو ہتھیلیوں کو زمین پر رکھو اور کہنیوں کو بلند رکھو۔ (ملاؤ نہیں)۔

(فتح الربانی: صفحہ ۲۸۱، صحیح ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۹)

بازوؤں کو بغل اور پہلو سے جدار کھتے

حضرت مالک ابن لحنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو جدار کھتے یہاں تک کہ بغل نظر آ جاتا۔ (بخاری: صفحہ ۱۱۲، سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۱۳)

طحاوی میں ہے کہ دونوں بازو اور پہلو کے درمیان خلا رکھے۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

ابوصالح جہنی کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو بازوؤں کو بغل اور پہلو سے جدار کھتے۔ (سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۱۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اعضاء کو (ہاتھوں کو پہلو سے) الگ رکھتے یہاں تک کہ بغل کی سفیدی نظر آتی۔

(ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۶، مجمع: صفحہ ۱۲۵)

سجدہ میں ہر عضو کو دوسرے سے جدار کھتے ملاتے نہیں

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ جب نماز پڑھتے تو (سجدہ میں) ہر عضو کو جدار کھتے۔ (نسائی: صفحہ ۱۶۶)

حضرت مالک ابن لحنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول پاک ﷺ جب سجدہ فرماتے تو ہر عضو کو ایک دوسرے سے جدار کھتے۔ (الفتح العربی: صفحہ ۷۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سجدہ میں اعضاء کو کشادہ (الگ الگ) رکھو۔ (کنز العمال: صفحہ ۴۶۶)

فائدہ:..... آپ ﷺ سجدہ کی حالت میں ایک عضو کو دوسرے سے ملاتے نہیں۔

الگ رکھتے یہی سجدہ کامروں کے لئے مسنون طریقہ ہے بخلاف عورتوں کے وہ ہر عضو کو ایک دوسرے سے ملائیں گی۔ محدثین نے ”التجافی فی السجود“ کا باب قائم کر کے اس کی تصریح کی ہے۔

ران اور پیٹ و سیدنے کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا

کہ بکری کا بچہ گزر جاتا

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (پیٹ ران سے) اتنا جدا اور فاصلہ پر رکھتے کہ ایک بکری کا بچہ گزر جائے۔

(نسائی: صفحہ ۱۶۷، ابوداؤد: صفحہ ۱۳۰)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اس طرح (اعضاء کو الگ رکھ کر) سجدہ فرماتے اگر بکری کا بچہ گزرتا تو گزر جاتا۔ (دارمی: جلد ۲ صفحہ ۳۰۶)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو ہاتھوں کو اس طرح جدا رکھتے کہ پیچھے سے آپ ﷺ کے بغل مبارک نظر آتے۔

(دارمی: صفحہ ۳۰۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو آپ ﷺ کے بغل مبارک بالکل صاف نظر آتے۔ (عمدہ: جلد ۲ صفحہ ۹۸)

سرین کو سجدہ میں اٹھائے رکھتے

پنڈلیوں یا پیروں سے نہ ملاتے نہ اس پر رکھتے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (سجدہ میں) آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں کو رکھا اور سرین (پیچھے کے حصے) کو اٹھایا اور پیٹ کو زمین سے جدا رکھا۔

اور کہا اسی طرح آپ ﷺ نے سجدہ کیا۔ (فتح الربانی، ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۵۸)

سجدہ میں دونوں پیروں کو کھڑا رکھتے

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو زمین پر اپنی ہتھیلیوں کو، دونوں گھٹنوں کو اور دونوں پیروں کی انگلیوں کو ٹیکتے۔

(سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۲۶۱)

فائدہ:..... آپ ﷺ سجدہ میں پیروں کو بچھاتے نہیں بلکہ کھڑا رکھتے اور پیروں کی انگلیاں جانب قبلہ ہوتیں یہی سنت طریقہ ہے۔ بچھانا عورتوں کے لئے ہے۔ چنانچہ عام بن سعد کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے سجدہ میں پیروں کو کھڑا رکھنے کا حکم دیا ہے۔

(ابن ابی شیبہ: جلد ۱ صفحہ ۲۶۱)

پیشانی کے ساتھ ناک بھی زمین پر رکھتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بارش کے دن سجدہ کیا تو اس کا اثر میں آپ ﷺ کی پیشانی اور ناک پر دکھ رہا تھا۔ (مجمع: جلد ۲ صفحہ ۱۲۶)

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سجدہ فرماتے تو ناک بھی پیشانی کے ساتھ زمین پر لگاتے۔ (البتایہ: صفحہ ۱۲۸، ابویعلیٰ، بلبرانی)

نماز اچھی طرح نہ پڑھنے والے کو آپ ﷺ نے فرمایا: زمین پر پیشانی کے ساتھ ناک بھی ٹیکو۔ (المعایہ: صفحہ ۲۰۰)

پیشانی کے ساتھ ناک بھی رکھنے کا حکم فرماتے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اہل خانہ میں سے ایک عورت نماز پڑھ رہی تھی اور ناک زمین پر نہیں رکھ رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا زمین پر ناک ٹیکو پیشانی کے ساتھ جو ناک نہیں رکھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (البتایہ: جلد ۱ صفحہ ۱۹۹، دار قطنی: صفحہ ۳۳۸)

سجدہ میں پیشانی کے ساتھ ناک کا بھی رکھنا ہی نہیں زمین پر ٹیکنا ضروری ہے۔ اس کے

بغیر نماز خلاف سنت مکروہ ہوگی۔ اگر پیشانی نہیں رکھی صرف ناک رکھا تو نماز ہی نہ ہوگی۔

(البتایہ: صفحہ ۲۰۰)

امام مالک کے نزدیک دونوں کا رکھنا واجب ہے۔ (عمدة القاری: جلد ۹ صفحہ ۹۰)

بہتر یہ ہے کہ سجدہ میں پہلے پیشانی رکھے پھر ناک جیسا کہ علامہ عینی نے شرح البخاری میں لکھا ہے السعایہ میں ہے کہ بعض نے پہلے ناک پھر پیشانی رکھنا لکھا ہے بحر الرائق، در مختار اور معراج نے پہلے ناک ہی رکھنا ذکر کیا ہے اس کے برخلاف بدائع میں ہے کہ پہلے پیشانی رکھے۔

(السعایہ: صفحہ ۱۹۵)

علامہ عینی نے لکھا ہے پیشانی کھلی زمین پر رکھے۔ (عمدة القاری: صفحہ ۹۰)

لہذا اگر پیشانی رومال یا ٹوپی وغیرہ سے ڈھکی ہوئی ہو تو اسے کھول لینا چاہئے، علامہ عینی نے لکھا ہے کہ اگر کچھ معمولی غبار پیشانی پر لگ جائے تو اسے صاف نہ کرے۔

(عمدہ: صفحہ ۹۴)

پیشانی کے اوپری حصہ کو زمین پر ٹیکتے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو دیکھا کہ پیشانی کے اوپری حصہ اور بال اگنے کے نیچے کے حصہ کو سجدہ میں رکھے ہوئے ہیں۔

(دار قطنی: صفحہ ۲۳۹، مجمع: صفحہ ۱۱۵، تنقیح: صفحہ ۲۶۸، طبرانی)

فائدہ:..... مطلب یہ ہے کہ سجدہ میں پیشانی کا نچلا حصہ جو دونوں آنکھوں کے مابین ہے وہ زمین پر ٹیکتے بلکہ اوپری حصہ جو وضو میں منہ دھونے کی آخری حد ہے وہ زمین پر رکھتے۔ پیشانی رکھنے کا یہی طریقہ مسنون ہے۔ بہت سے لوگ نادانی کی وجہ سے پیشانی کے نچلے حصہ کو زمین پر رکھتے ہیں۔ چنانچہ چہرہ پر نشان سے آپ اندازہ لگالیں گے ویسے پیشانی کے کسی بھی حصہ کو ٹیکے خواہ بیچ کا یا نیچے کا تو سجدہ صحیح ادا ہو جائے گا۔

پیشانی کو کسی سخت چیز پر جوز مین پر مستقر ہو ٹیکے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سجدہ کرو تو پیشانی کو زمین پر ٹیکو۔
(تلخیص الحمیر: صفحہ ۶۱۸)

فائدہ: وہ نرم چیز یا بہت موٹی روئی جو زمین پر نہ ٹکے اس پر سجدہ ادا نہیں ہوتا منع ہے۔ ابن قیم نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ سجدہ کرتے تو پیشانی اور ناک کو زمین پر ٹیکتے۔
(زاد المعاد: جلد ۱ صفحہ ۲۳۲)

سردی میں چادر کے اندر ہاتھ رکھتے ہوئے سجدہ کرے یا ہاتھ نکال کر

حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ تشریف لائے ہم لوگوں نے مسجد بنی عبدالاشہل میں نماز پڑھی تو میں نے دیکھا کہ سجدہ کرتے ہوئے آپ کے ہاتھ کپڑے کے اندر تھے۔ حضرت مجاہد نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما چادر میں ہاتھ اندر رکھتے ہوئے سجدہ کرتے تھے۔

(الفتح البانی: جلد ۳ صفحہ ۲۸۹، سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۰۸، ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۶۵)

حمید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن کو دیکھا کہ جاڑے میں کوٹ پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ باہر نہیں کئے (اور سجدہ کیا)۔

ہشام حسن بصری سے نقل کرتے ہیں حضرات صحابہ کرام اپنی چادروں کے اندر ہاتھ رکھے ہوئے سجدہ کرتے تھے۔
(ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۶۶)

فائدہ: سخت جاڑا اور سردی ہو، چادر یا کوٹ پہنے ہو ہاتھ اندر رکھے ہوئے سجدہ کر سکتے ہیں حضرت وائل کی روایت جو طحاوی صفحہ ۱۱۵ میں ہے اس سے بھی پتہ چلتا ہے ہاتھ اندر رکھے ہوئے سجدہ کر سکتے ہیں اس کے خلاف بعض صحابہ و تابعین سے یہ بھی مروی ہے کہ

وہ سجدہ کرتے وقت ہاتھ اندر سے باہر نکال لیتے تھے چنانچہ حضرت اسامہؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سالم کو دیکھا کہ وہ سجدہ کرتے ہوئے کوٹ کے اندر سے ہاتھ نکال لیتے تھے اسی طرح مغیرہ نے ابوہذیل سے نقل کیا ہے کہ وہ سجدہ کرتے تو چادر سے ہاتھ باہر نکال لیتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۲۶)

بھیڑ اور اڑدھام کی وجہ گلے کی پیٹھ پر سجدہ کرنے کی اجازت

حضرت سیار بن معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے اس مسجد کی تعمیر فرمائی، ہم مہاجرین و انصار آپ کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا: جب بھيڑ ہو جائے تو آدی اپنے بھائی کی پیٹھ پر سجدہ کرے۔ (الفتح الربانی: جلد ۳ صفحہ ۲۸۹)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جمعہ (عید وغیرہ) کے دن زمین پر (سجدہ) نہ کر سکے تو اپنے بھائی کی پیٹھ پر سجدہ کر لے۔ حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب جمعہ کے دن زمین پر سجدہ نہ کر سکے تو اپنے بھائی کی پیٹھ پر سجدہ کر لے۔

(ابن ابی شیبہ: جلد ۱ صفحہ ۲۶۲)

فائدہ:..... خیال رہے اڑدھام اور بھيڑ ہو جائے جگہ تنگ ہو جائے تو اگلی صف والے کی پیٹھ پر بھی سجدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ بھی نماز میں ہو۔

تہجد اور نوافل کے سجدہ میں گنجائش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ نے سجدہ میں اعضاء کو الگ الگ رکھنے پر مشقت کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا گھٹنوں سے مدد حاصل کر لو۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۳۱)

فائدہ:..... مطلب یہ ہے کہ نوافل میں دیر تک سجدہ یا بکثرت سجدہ کرنے کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہو تو آپ نے اجازت دے دی کہ کہنیوں کو گھٹنوں میں لگا لیا کریں تاکہ

سہارا ہو جائے یا گھٹنوں کے سہارے اٹھ جایا کریں تاکہ مشقت میں کچھ کمی ہو جائے۔

سجدے میں سات اعضاء کا استعمال

حضرت عباس بن عبدالمطلب کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب بندہ سجدہ کرتا تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں چہرہ، دونوں ہتھیلیاں، گھٹنے دونوں پیر۔

(مسلم: صفحہ ۱۹۳، ابن ماجہ: صفحہ ۶۳، ترمذی: صفحہ ۶۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا مجھے سات ہڈیوں کے ساتھ سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیشانی کے ساتھ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے ناک کی جانب اشارہ کیا (یعنی پیشانی اور ناک کو ایک عضو فرمایا) اور دونوں ہاتھوں سے اور گھٹنوں سے اور دونوں پیروں کی انگلیوں کے سروں سے اور یہ کہ کپڑے اور بالوں کو نہ میٹیں۔

فائدہ:..... سجدہ میں ۷ اعضاء کا استعمال ضروری ہے۔ پیشانی اور ناک کا شمار ایک ہی عضو میں ہے۔ ابن ماجہ نے طاؤس کا قول نقل کیا ہے کہ آپ دونوں کو ایک شمار کرتے تھے۔

(ابن ماجہ: صفحہ ۶۳)

کوئے کے چونچ مارنے کی طرح سجدہ کرنے سے منع فرماتے

عبدالرحمن بن شبل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئے کی طرح ٹھونگ، چونچ مار کر سجدہ کرے۔ (یعنی اتنی جلدی کرے کہ جاتے ہی اٹھ جائے)۔

(ابوداؤد: صفحہ ۱۲۵، سنن کبریٰ: صفحہ ۱۱۸، ابن خزیمہ: جلد ۱ صفحہ ۳۳۱)

سجدہ میں آنکھوں کو بند کرنے سے منع فرماتے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حالت سجدہ میں آنکھوں کو بند کرنے سے منع فرمایا ہے کہ یہ یہودی عادت ہے۔ (کنز العمال: جلد ۷ صفحہ ۴۶۵)

فائدہ:..... یہود و مجاہدہ میں آنکھیں بند رکھتے تھے اس سے آپ نے منع فرمایا ہے۔

سجدہ میں پیر کو زمین سے اٹھانا منع ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (سجدہ میں) اپنے دونوں پاؤں کو بالکل لگائے رکھو۔ (ابن ماجہ: صفحہ ۸۹۶، کنز العمال: صفحہ ۴۴۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے دونوں پیروں کو زمین پر لگائے رکھو۔ (کنز العمال: جلد ۷ صفحہ ۳۶۷)

فائدہ:..... حضرت سفیان کہتے ہیں کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول پاک ﷺ سجدہ میں دونوں پیروں کو کھڑا رکھتے اور انگلیوں کو زمین پر رکھتے۔ (عبد الرزاق: جلد ۲ صفحہ ۱۷۷)

فائدہ:..... سجدہ کی حالت میں دونوں پیروں کا زمین پر ٹیکے رہنا ضروری ہے۔ عموماً لوگ پیروں کو اٹھا لیتے ہیں یا ہلاتے رہتے ہیں، یہ مکروہ تحریمی ہے، دونوں زمین سے الگ رہیں سجدہ ہی نہ ہوگا۔

آپ سجدہ نہایت اطمینان سے ادا فرماتے

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا سجدہ رکوع اور جلسہ سب برابر (یعنی اطمینان سے اور یکساں ہوتا تھا جلدی نہیں) ہوتا تھا۔ (بخاری)

حضرت براء ابن عازب کی روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی نماز کو دیکھا تو میں نے آپ کے قیام کو، رکوع اور سجدہ کے مثل پایا۔ اور رکوع مثل سجدہ کے فرماتے۔ اور سجدہ کے درمیان بیٹھنا سارے امور قریب قریب برابر ہوتے۔ (یعنی جلدی اور عجلت سے کوئی رکن ادا نہ فرماتے اور سجدہ خوب اطمینان سے ادا فرماتے جتنا وقت کھڑے ہونے میں معلوم ہوتا اتنا ہی وقت سجدہ میں معلوم ہوتا۔ (ابوداؤد: صفحہ ۸۵۴)

اطمینان سے سجدہ کرنے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سجدہ کرو تو خوب اطمینان سے کرو۔ (بخاری: صفحہ ۱۱۲، سنن کبریٰ: صفحہ ۱۱۷)

علی بن شیبانی کی روایت میں ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جو رکوع اور سجدہ میں پیٹھ کو ٹھیک سے نہیں رکھتا تھا، تو آپ نے نماز پوری کرنے کے بعد فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت اس کی نماز ہی نہیں جس کی پیٹھ رکوع و سجدہ میں درست نہ ہو۔

فائدہ: بعض لوگوں کی پیٹھ سجدہ میں ٹھیک اطمینان سے بیٹھ بھی نہیں پاتی کہ سر سجدہ سے اٹھا لیتے ہیں۔ یہ مارے جلدی کے ایسا کرتے ہیں اس سے آپ نے منع فرمایا۔ اور تاکید کی کہ ارکان طہائیت سے ادا کریں۔

اطمینان سے رکوع و سجدہ نہ کرنے والے کے متعلق سخت وعید

ابوداؤد کہتے ہیں کہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع و سجدہ کو ٹھیک سے ادا نہیں کر رہا تھا تو حضرت حذیفہ نے ان سے پوچھا، کتنے دنوں سے ایسی نماز پڑھ رہے ہو؟ کہا چالیس سال سے تو فرمایا تم نے خدا کے واسطے نماز نہیں پڑھی (کہ اپنے من کے واسطے من کے مطابق جلدی جلدی پڑھی) اگر تمہارا اسی حالت میں انتقال ہو گیا تو خلاف سنت (نماز پڑھتے) مرد گے۔

(بخاری: صفحہ ۱۰۹، سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۱۸، ابن خزیمہ: صفحہ ۲۳۲)

عبداللہ اشعری کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اصحاب کو نماز پڑھائی پھر مجلس میں بیٹھ گئے ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے اور رکوع و سجدہ میں کوئے کے چونچ مارنے کی طرح جلدی کرنے لگا آپ نے فرمایا دیکھتے ہو اسے، جو شخص ایسی حالت میں انتقال کر جائے تو ملت محمدی کے غیر پر انتقال کرے گا۔ (ابن خزیمہ: صفحہ ۲۳۲)

فائدہ:..... خلاف سنت نماز پڑھتے انتقال ہوا تو خلاف سنت طریقہ پر نماز پڑھتے ہوئے انتقال ہوا، اللہ کی پناہ کیسی بری بات ہے۔

سجدہ میں تسبیح پڑھتے اور کتنی مقدار میں پڑھتے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ سجدہ میں ۳/ مرتبہ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى“ پڑھتے۔ (صحیح ابن خزيمة: جلد ۱ صفحہ ۱۳۳، ابوداؤد: صفحہ ۱۷۷)
دارقطنی وغیرہ کی روایت میں ہے کہ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ“ ۳ مرتبہ پڑھتے۔ (دارقطنی: صفحہ ۳۳۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے سجدہ میں ۳/ مرتبہ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى“ پڑھ لیا اس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ کم مرتبہ ہے۔ (مسند ہمامی مرتب: جلد ۱ صفحہ ۱۰۰)

حضرت سعدی کی ان کے والد یا چچا سے روایت ہے کہ میں نے آپ کی نماز میں رکوع اور سجدہ کا اندازہ لگایا تو آپ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ ۳/ مرتبہ کہنے کے برابر رکھتے۔

(ابوداؤد: صفحہ ۸۸۵)

فائدہ:..... خیال رہے کہ سجدہ میں یا رکوع میں ۳/ مرتبہ سے زائد مقدار میں طاق عدد کے موافق مستحب ہے لیکن امام کے لئے اگر مقتدی کے حق میں گراں ہو جائے تو ۳/ ہی بہتر ہے۔ (کبیری: صفحہ ۲۸۳)

ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ رکوع و سجدہ میں قریب دس مرتبہ تسبیح ادا فرماتے۔

(جلد ۱ صفحہ ۲۱۷)

بسا اوقات سجدہ میں یہ دعائیں بھی پڑھتے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے سجدہ میں آپ ﷺ کو یہ پڑھتے پایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُکَ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ

بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، اَعُوذُ بِكَ مِنْكَ
لَا اُحْصِي نَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِكَ

(ابن خزیمہ: صفحہ ۳۳۵، نسائی: ۱۶۹، ابوداؤد: صفحہ ۱۲۸)

ترجمہ: ”اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں آپ کی رضا کے ذریعہ آپ کی ناراضگی سے آپ کی معافی کے ذریعہ آپ کی سزا سے پناہ مانگتا ہوں آپ سے میں آپ کی تعریف کا احصار و شمار نہیں کر سکتا جیسا کہ آپ نے اپنی تعریف کی ہے اسی کے آپ لائق ہیں۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سجدہ میں یہ دعا فرما رہے تھے:

سَجَدَ لَكَ سَوَادِي وَخِيَالِي وَآمَنَ بِكَ فَوَادِي أَبُوءُ
بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ هَذِهِ يَدِي وَمَا جَنَيْتُ عَلَيَّ نَفْسِي

(مجمع: جلد ۲ صفحہ ۱۲۸)

میرے دل اور خیال نے آپ کو سجدہ کیا۔ میرا قلب آپ پر ایمان لایا ان نعمتوں کی وجہ سے جو آپ کی ہمارے اوپر ہے رجوع کرتا ہوں میں اپنے نفس پر کوئی ظلم نہ کروں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو ایک رات بستر پر سے گم پایا۔ میرا ہاتھ آپ پر پڑا تو سجدہ میں آپ یہ دعا فرما رہے تھے:

رَبِّ اغْضُ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكَّهَا اَنْتَ خَيْرٌ مِنْ زَكَّاهَا
اَنْتَ وَلِيِّهَا وَمَوْلَاهَا

(مجمع: ۱۲۸)

ترجمہ: ”اے اللہ میرے نفس میں تقویٰ عطا فرما اس کا تزکیہ فرما۔ آپ بہتر تزکیہ فرمانے والے ہیں آپ ہی ولی و آقا ہیں۔“

(الفتح: صفحہ ۲۹۹)

فائدہ: فرائض میں اور امامت کی حالت میں تو ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى“ پراکتفا کرنا بہتر ہے خواہ تین مرتبہ ہو یا پانچ مرتبہ البتہ نوافل میں اور صلوٰۃ اللیل میں دیگر

اذا کارودعائیں مسنون ہیں مزید ”الدعاء المسنون“ میں ملاحظہ کیجئے۔

عورتیں کس طرح سجدہ کریں گی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ عورتیں سجدہ کس طرح کریں گی تو فرمایا تمام اعضاء کو ملا کر جمع کریں گی۔

حضرت ابراہیم نخعی نے کہا کہ عورتیں سجدہ میں اپنی رانوں کو ملا لیں گی اور پیٹ کو ران سے لگا لیں گی۔

یزید بن حبیب سے مرسل مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ کا گزر ان دو عورتوں پر ہوا جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چٹالو۔ عورتیں سجدہ مردوں کی طرح نہ کریں گی۔

(مراسل ابی داؤد، اعلام السنن: جلد ۳ صفحہ ۲۰، البحر الرائق: جلد ۱ صفحہ ۳۳۹)

حضرت حسن فرماتے ہیں عورتیں سجدہ میں اعضاء کو سمیٹ لیں گی اور ملا لیں گی۔

(ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۷۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ عورتیں جب سجدہ کریں گی تو اپنے اعضاء کو رانوں سے ملا لیں گی۔

(اعلام السنن: جلد ۳ صفحہ ۲۳۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ عورتیں جب سجدہ کریں گی تو اپنے پیٹ کو ران سے ملا لیں گی کہ یہ اس کے لئے زیادہ ستر کا باعث ہے۔

(کنز العمال، اعلام السنن: صفحہ ۲۳۲)

ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ جب عورتیں سجدہ کریں گی تو اپنی ران کو پیٹ سے ملا لیں گی اور اپنی سرین کو (مردوں کی طرح) نہ اٹھائیں گی اور نہ الگ الگ عضو کو (مردوں کی طرح) رکھیں گی بلکہ ملا لیں گی۔

(ابن ابی شیبہ: جلد ۱ صفحہ ۲۷۰)

علامہ ابن نجیم نے کنز الدقائق کی شرح بحر الرائق میں لکھا ہے کہ عورتوں کی نماز مردوں کی نماز سے ان چند امور میں مختلف ہے۔ (یعنی ان امور میں مردوں کی طرح نہیں ہے۔)

- (۱) عورتیں اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائیں گی۔
- (۲) دونوں ہاتھوں کو سینہ پر رکھیں گی۔
- (۳) سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے جدا نہ رکھیں گی۔
- (۴) اپنے دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھیں گی۔
- (۵) ان کی انگلیاں گھٹنوں پر رہیں گی (تشہد کی حالت میں)۔
- (۶) سجدہ میں اپنی بغل کو بازو سے ملائے رکھیں گی۔
- (۷) سرین پر بیٹھ کر دونوں پیروں کو باہر نکال لیں گی۔
- (۸) رکوع میں انگلیوں کو کشادہ نہ رکھیں گی بلکہ ملا کر رکھیں گی۔
- (۹) مردوں کی امامت نہ کریں گی۔
- (۱۰) ان کے لئے فجر کی جماعت مکروہ ہے۔
- (۱۱) پیروں کی انگلیاں اٹھائیں گی نہیں۔
- (۱۲) ان کے لئے فجر میں اسفار (روشنی میں) مستحب نہیں۔
- (۱۳) نماز میں جہر بالکل نہ کریں گی۔ (الحجراتی: جلد ۱ صفحہ ۳۳۹)

سجدہ سے آپ ﷺ کس طرح اٹھتے

حضرت ابو حمید الساعدی کی روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ سجدہ سے اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی جب دوسرے سجدہ سے اٹھے تو اللہ اکبر کہا اور سلام کے بعد فرمایا آپ ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ (ابن خزیمہ: صفحہ ۲۲۲)

فائدہ: سجدہ سے اٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے سر اٹھائے پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھائے۔

خیال رہے کہ سر اٹھانے میں اولاً پیشانی یا ناک دونوں میں سے کسی کو اٹھائے اجازت ہے مگر اولاً پیشانی آسان ہے۔ (کذا فی المسعیہ: صفحہ ۱۰۹)

شرح معیہ میں ہے کہ گھٹنوں کے سہارے یعنی اس پر ہاتھ رکھتے ہوئے زور لگائے

(طبی: صفحہ ۳۲۲)

ہوئے اٹھ جائے۔

جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سجدہ سے سر اٹھاتے جب تک ٹھیک سے نہ بیٹھتے سجدہ (دوسرا) نہ فرماتے۔ (الفتح الربانی: صفحہ ۲۹۳، سنن کبریٰ: صفحہ ۱۳۱)

حضرت عامر بن عقبہ آپ ﷺ کی نماز کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ سجدہ سے سر اٹھاتے پھر بیٹھتے۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۱۳۱)

فائدہ:..... دونوں سجدہ کے درمیان بیٹھنا جسے جلسہ بھی کہتے ہیں نماز کے لوازمات میں سے ہے۔

سجدوں کے درمیان کتنی مقدار بیٹھتے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا رکوع، سجدہ اور جلسہ قریب برابر ہوتا (یعنی سجدہ، رکوع اطمینان سے ٹھہر کر ہوتا اسی طرح دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا ہوتا)۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۱۱۲، ابن خزیمہ: صفحہ ۳۳۰)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بیٹھتے تو نہایت اطمینان سے بیٹھتے۔ (نسائی: المساب: صفحہ ۲۰)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سجدوں کے درمیان ”رب اغفر لی رب اغفر لی“ فرماتے اور سجدہ کی مقدار بیٹھتے۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۱۲۲)

فائدہ:..... سنت طریقہ یہ ہے کہ جلسہ میں نہایت اطمینان سے بیٹھے جس طرح اطمینان سے سجدہ کیا جاتا ہے۔

سجدوں کے درمیان کس طرح بیٹھتے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سجدہ سے سر اٹھاتے تو بائیں پیر کو بچھا کر بیٹھتے۔

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ تکبیر کہتے (سجدہ سے اٹھتے ہوئے) پھر ایک پیر کو بچھاتے دوسرے کو کھڑا کرتے۔

(سنن کبریٰ: صفحہ ۱۱۸، المعانی: صفحہ ۲۰، تلخیص الحیر: جلد ۱ صفحہ ۲۷)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دو سجدوں کے درمیان بائیں پیر پر بیٹھتے۔

فائدہ:..... اس سے معلوم ہوا کہ دو سجدوں کے درمیان تشہد کی طرح بیٹھے، ایڑیوں پر نہ بیٹھے کہ یہ منع ہے۔

دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہوئے کیا پڑھتے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ دو سجدوں کے درمیان یہ پڑھتے۔ ”رَبِّ اغْفِرْ لِي. رَبِّ اغْفِرْ لِي“ (داری: صفحہ ۳۰۴، نسائی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان یہ پڑھتے ”رَبِّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي. وَاجْبُرْنِي. وَارْقُئْنِي. وَاهْدِنِي“ پھر سجدہ میں جاتے۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۱۲۲، فتح الربانی: صفحہ ۲۹۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان یہ پڑھتے ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي. وَاجْبُرْنِي. وَاهْدِنِي وَارْقُئْنِي“ (ترمذی: جلد ۱ صفحہ ۶۳)

دو سجدوں کے درمیان ایڑیوں کو کھڑا رکھ کر

ان پر بیٹھنا ممنوع ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں وہی تمہارے لئے ناپسند سمجھتا ہوں اور جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں وہی تمہارے لئے۔

تم دو سجدوں کے درمیان اتقا (ایڑیوں کو کھڑا کر کے بچوں کے بل بیٹھنا) نہ کرنا۔ (ترمذی: صفحہ ۶۳)
 فائدہ:..... یعنی آپ ﷺ نے دو سجدوں کے درمیان ایڑیوں کو کھڑا کر کے بچوں کے بل بیٹھنے سے منع فرمایا اس طرح بیٹھنا خلاف سنت ہے مسنون یہ ہے کہ دائیں کو بچائے دائیں کو کھڑا رکھے۔ البتہ کوئی تکلیف ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

عذر کی وجہ سے گنجائش ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ وہ نماز میں چہار زانو بیٹھے ہیں تو اس کی نقل ان کے صاحبزادے نے کی تو ان کے والد حضرت ابن عمر نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ نماز میں سنت کا طریقہ یہی ہے کہ دائیں پیر کو کھڑا رکھے اور بائیں کو بچھاٹے اور میں جو کرتا ہوں سو میرا پیر اس طرح بیٹھنے کو برداشت نہیں کرتا۔ (عذر کی وجہ سے ایسا کرتا ہوں)۔

(طحاوی: صفحہ ۱۵۲)

فائدہ:..... معلوم ہوا کہ سنت طریقہ تو اسی طرح تشہد میں اور سجدوں کے درمیان بیٹھنا ہے۔ مگر پیر میں تکلیف ہو یا اور کوئی بھی عذر ہو تو اس کے علاوہ ایڑی کے بل یا چہار زانو بھی بیٹھا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثابت ہے۔

پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے لئے آپ کس طرح اٹھتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز سے سیدھے پیروں کے سہارے کھڑے ہو جاتے (بیٹھ کر کھڑے نہ ہوتے)۔

(ترمذی: صفحہ ۶۳، سنن کبریٰ: صفحہ ۱۲۳، بیہقی: صفحہ ۲۱۲)

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب دوسرے سجدہ سے اٹھتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ (تخصیص الحیر: صفحہ ۲۶۹)

عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ وہ سیدھے پیر کے بل کھڑے ہو جاتے تھے۔

فائدہ:..... پہلی اور تیسری رکعت بس کے بعد تشهد نہ ہو سیدھے کھڑے ہو جائے۔ کچھ بیٹھ کر پھر کھڑا نہ ہو کہ یہ عذر کی حالت میں ہے محدث بیہوشی اور علامہ عینی نے بیان کیا کہ اسی طرح حضرات صحابہ میں حضرت ابن عمر، ابن عمرو، ابن عباس، ابن زبیر، ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہی عمل تھا۔

(بخاری: صفحہ ۱۲۵، بنیہ: صفحہ ۲۱۲، سعایہ: صفحہ ۲۱۰)

اور وہ روایت جو ابو حمید اور مالک بن الحویرث وغیرہ سے منقول ہے کہ کچھ بیٹھتے پھر اٹھتے تو وہ ضعف اور مرض کی حالت میں ہے۔ (بنیہ: صفحہ ۲۱۲، سعایہ: جلد ۲ صفحہ ۲۰۹) حافظ کے حوالہ سے سعایہ میں ہے کہ اکثر علماء نے اسے مستحب کے خلاف کہا ہے۔ ابن تیمیہ نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے۔ (زاد المعاد: صفحہ ۲۳۰)

کس ترتیب سے سجدہ سے اٹھتے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ کو جاتے تو ہاتھ سے قبل گھٹنوں کو رکھتے۔ اور جب سجدہ سے اٹھتے تو گھٹنوں سے قبل ہاتھ اٹھاتے۔

(نسائی: صفحہ ۱۶۵، ابوداؤد: زاد المعاد: جلد ۱ صفحہ ۲۲۲)

عبداللہ بن یسار سے منقول ہے کہ جب سجدہ سے اٹھتے تو پہلے سر کو اٹھاتے پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو۔ (مصنف ابن عبدالرزاق: صفحہ ۱۷۷)

سعایہ میں ہے کہ آپ ﷺ اسی ترتیب سے اٹھتے کہ اولاً سر پھر دونوں ہاتھ پھر گھٹنے۔ (سعایہ: صفحہ ۲۰)

اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھتے، زمین پر ہاتھ رکھ کر سہارا لے کر نہیں اٹھتے۔

ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ جب اٹھتے تو اولاً سر اٹھاتے پھر دونوں ہاتھ پھر دونوں گھٹنے۔ (صفحہ ۲۲۲)

اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ سے اٹھنے کا مسنون طریقہ یہی ہے۔ ہاں اگر ضعف اور کمزوری ہو تو پہلے گھٹنے کو سہارا لگاتے ہوئے اٹھا جاسکتا ہے۔

سجدہ سے قیام کی طرف اٹھتے ہوئے

ہاتھوں کا سہارا لینا ممنوع ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ نماز میں اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگاتے ہوئے اٹھیں۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۳۲)

حضرت وائل کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب اٹھتے تو گھٹنوں پر اٹھتے، اور اپنی ران کا سہارا لیتے۔ (اعلاء السنن: صفحہ ۴۳)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب آدمی قیام کی طرف آئے تو ہاتھوں سے ٹیک لگا کر، زمین پر رکھ کر نہ اٹھے، ہاں مگر یہ کہ ضعیف اور بوڑھا ہو۔

فائدہ: دوسرے سجدہ سے اٹھتے ہوئے قیام کی طرف سنت یہ ہے کہ گھٹنوں کے سہارے اٹھیں۔ (طبی: صفحہ ۳۲۳)

گھٹنوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر اٹھیں آپ ﷺ اسی طرح اٹھتے، گھٹنوں کو پہلے اٹھا کر ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سہارے سے اٹھنا خلاف سنت ہے عموماً لوگ اسی طرح اٹھنے کی عادی ہیں۔ مرض، ضعف اور بڑھاپے کی وجہ سے ایسا کریں تو گنجائش ہے ورنہ بلا کسی عذر کے ایسا کرنا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ (سعیاء: جلد ۱ صفحہ ۲۱۰)

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دونوں ہاتھوں کے سہارے سے اٹھتے تھے۔ (مصنف ابن عبد الرزاق: صفحہ ۱۷۸)

ابن قیم نے لکھا ہے کہ آپ گھٹنوں کے سہارے کھڑے ہوتے۔ (زاد المعاد: جلد ۱ صفحہ ۲۳۵)
یعنی گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اٹھتے۔

دوسری رکعت کس طرح شروع کرے

خیال رہے کہ دوسری رکعت کے لئے جب کھڑا ہو اور قیام کرے تو قرأت اور سورہ پہلی

رکعت کی طرح پڑھے گا ہاں ثناء اور تعوذ یعنی ”أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ“ نہ پڑھے۔

(ہدایہ، شرح وقایہ)

البتہ پہلی رکعت کے علاوہ دوسری رکعت وغیرہ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بہتر ہے۔

(السعایہ: صفحہ ۲۱۲، اختلیہ: صفحہ ۳۱۲)

ابن قیم نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ جب اٹھتے تو فوراً قرأت شروع کر دیتے (وقف یا

کچھ دیر خاموش نہ رہتے)۔ (زاد المعاد: جلد ۱ صفحہ ۲۳۱)

دوسری رکعت پہلی سے لمبی نہ کرتے

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے کم کرتے۔ یعنی پہلی کے مقابلہ میں دوسری رکعت کو کچھ کم کرتے۔

(ابوداؤد: صفحہ ۱۱۶، ابن ماجہ: صفحہ ۵۹، نسائی: صفحہ ۱۵۳، السعایہ: صفحہ ۲۱۲)

علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ ہر نماز کی پہلی رکعت کو دوسری کے مقابلہ میں لمبی کرتے۔ (زاد المعاد: جلد ۱ صفحہ ۲۱۳)

تشہد میں کس طرح بیٹھتے

حضرت وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں مدینہ حاضر ہوا اور میں نے یہ ارادہ کیا کہ نبی پاک ﷺ کی نماز کو دیکھوں چنانچہ آپ ﷺ جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو اپنے بائیں پیر کو بچھا لیا اور اس پر پایاں ہاتھ رکھ کر یعنی بائیں ران پر، اور دائیں پیر کو کھڑا کر لیا۔

(ترمذی: صفحہ ۶۵، ابن خزیمہ: صفحہ ۳۳۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ بائیں پیر کو بچھا لو اور دائیں پیر کو کھڑا کر لو۔ (دارقطنی: صفحہ ۳۳۹، ابوداؤد: صفحہ ۱۳۲)

فائدہ: قعدہ اولیٰ جو یا قعدہ ثانیہ احناف نے اسی طریقہ کو مسنون قرار

دیا ہے۔

تشہد میں دایاں پیڑ کھڑا اور بایاں پیر بچھا لیتے

حضرت واکل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں کہے میں آپ کے پیچھے میں شریک ہوا جب آپ تشہد کے لئے بیٹھے تو بایاں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھے۔ (طحاوی: صفحہ ۱۵۲، اعلام السنن، سعید بن منصور)
حضرت عاکشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بایاں پیر کو بچھا لیتے اور دایاں پیر کو کھڑا رکھتے۔ (مسلم: صفحہ ۱۹۵)

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ تشہد کے لئے بیٹھے تو بایاں پیر کو بچھا لیا اور اس پر بیٹھ گئے۔ بایاں ہاتھ کو بایاں پر رکھا اور دایاں ہاتھ کو دایاں ران پر رکھا۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۵۳)

فائدہ:..... ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ تشہد پڑھنے کے وقت بیٹھنے کا مسنون طریقہ ہے کہ بایاں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور دایاں کو کھڑا رکھے اور دونوں پیروں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رہے۔

پیروں کی انگلیوں کا رخ قبلہ رکھے

حضرت ابو حمید کی حدیث میں ہے کہ آپ بایاں پیر کو بچھا کر بیٹھتے اور دایاں پیر کے اوپر حصہ کا رخ قبلہ فرما لیتے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۳۹، عمدة القاری: صفحہ ۱۰۲)
فائدہ:..... پیروں کی انگلیوں کا رخ جانب قبلہ رکھنا مسنون ہے۔

(عمدة القاری: صفحہ ۱۰۶)

ہاتھوں کی انگلیاں کس طرح رکھے

دونوں گھٹنوں پر ہاتھ کی انگلیاں کشادہ اور سیدھی رکھ کر قبلہ کی جانب رکھے انگلیوں سے گھٹنوں کو نہ پکڑے کہ انگلیوں کا رخ زمین کی طرف ہو جائے یہی مسنون طریقہ ہے۔

(اعلاء السنن: صفحہ ۸۹، بحر الرائق: جلد ۲ صفحہ ۳۳۲)

اگر تیسری رکعت کے لئے اٹھنا ہو تو درود وغیرہ نہ پڑھتے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دو رکعت پر اس طرح بیٹھتے جیسے گرم پتھر پر یعنی بہت جلد اٹھ جاتے۔ (نسائی: صفحہ ۱۷۵)
فائدہ:..... یعنی جس طرح گرم پتھر پر آدی بیٹھتا ہے تو جلد اٹھ جاتا ہے اسی طرح آپ بہت جلد صرف تشہد پڑھ کر بلا درود دعا پڑھے اٹھ جاتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دو رکعت پر تشہد سے زیادہ نہ پڑھتے۔ (ابو یعلیٰ، مجمع الزوائد: جلد ۲ صفحہ ۱۳۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہمیں وسط صلوٰۃ (دو رکعت پر) اور آخر میں تشہد سکھاتے..... پھر فرمایا اگر وسط صلوٰۃ ہو تو تشہد سے فارغ ہوتے ہی آپ اٹھ جاتے اگر آخری تشہد ہو تو تشہد کے بعد جو اللہ چاہتا دعا فرماتے۔ پھر سلام پھیرتے۔ (مجمع الزوائد: صفحہ ۱۳۲، تلخیص الخیر: جلد ۱ صفحہ ۱۹۸)

فائدہ:..... اگر فرض اور واجب نماز ہو تو تشہد کے بعد فوراً اٹھنا واجب ہے تاخیر کرنے سے اور درود پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہو جائے گا کبیری شرح منیۃ المصلیٰ میں ہے کہ اگر انتیحات کے بعد ”اللھم صلی علی محمد“ بھولے سے پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔ (صفحہ: ۳۳۰)

نفل میں دو رکعت پر تشہد کے بعد درود

اور دعا وغیرہ کی اجازت ہے

نبی پاک ﷺ جب رات کی نماز پڑھتے تو ۹/ رکعت پڑھتے اور آٹھویں رکعت میں بیٹھتے، حمد کرتے ذکر کرتے پھر دعا کرتے پھر کھڑے ہو جاتے اور سلام نہ کرتے۔ (یعنی تشہد کے بعد دعا پڑھ کر پھر مزید رکعت کے لئے کھڑے ہو جاتے۔) (ابن حبان، اعلیٰ السنن: صفحہ ۱۰۵)

فائدہ:..... نفل نماز کے قعدہ اولیٰ کے بعد درود دعا وغیرہ پڑھ کر تیسری رات کے لئے کھڑے ہونا درست ہے اس سے سجدہ سہولاً نہ آئے گا۔

تشہد میں دائیں گھٹنے پر دایاں اور بائیں گھٹنے پر

دایاں ہاتھ رکھتے

حضرت ابو حمید الساعدی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ دائیں گھٹنے پر دایاں ہاتھ، بائیں گھٹنے پر بایاں ہاتھ رکھتے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ (ابن خزیمہ: صفحہ ۳۳۳) مالک بن نمیر الخزازی کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے رسول پاک ﷺ کو دیکھا کہ دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھے ہوئے تھے۔ (کنز العمال: جلد ۸ صفحہ ۱۲۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھتے۔

(مسلم: صفحہ ۲۱۶، سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۳۰)

فائدہ:..... تشہد میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر اس طرح کر کے رکھے کہ انگلیوں کا رخ سیدھا قبلہ کی طرف رہے۔ لوگوں کی انگلیاں نیچے کی جانب جھکی رہتی ہیں۔ اس طرح انگلیوں کا رخ خلاف سنت ہے۔

ابن ہمام نے لکھا ہے کہ انگلیوں کے اطراف (سرے) گھٹنے کے کنارے پر ہیں۔

(فتح القدیر: صفحہ ۳۱۳) یعنی ران پر نہ رہیں۔

تشہد میں انگلیوں سے اشارہ کرتے

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی

انگلیوں کو موڑا، انگشت شہادت اور انگوٹھے کا حلقہ بنایا۔ پھر اشارہ کیا۔ (طحاوی: جلد ۱ صفحہ ۱۵۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے پھر اپنی انگلیوں کو موڑ لیتے۔ اور انگوٹھے کے بغل والے سے اشارہ فرماتے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۳۲)

حضرت مالک بن زبیر الخزازی کی روایت میں ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھے ہوئے انگشت شہادت کو اٹھائے (اشارہ) کر رہے ہیں۔ اور اسے تھوڑا جھکائے ہوئے تھے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۳۲)

فائدہ:..... ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ تشہد میں آپ ﷺ انگلیوں سے اشارہ فرماتے۔ اور یہ اشارہ کرنا مسنون ہے۔ بکثرت صحیح روایتوں سے یہ ثابت ہے۔

انگلی سے اشارہ کرنے کا مسنون طریقہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ اور انگوٹھے کو بیچ والی انگلی پر رکھتے۔ (دارقطنی: جلد ۳۵، صفحہ ۲۱۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر رکھتے، اور ۵۳/ عدد کے مطابق انگلیاں کرتے اور سبب: انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ (مسلم: صفحہ ۲۱۶)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کی نماز کو نقل فرماتے ہوئے یہ کیا کہ دو انگلیوں کو سمیٹ لیا۔ اور اس کا حلقہ بنایا (اس کی تشریح کرتے ہوئے) بشر راوی نے ابہام اور وسطی کا حلقہ بنایا اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۳۸، اعلام السنن: صفحہ ۸۴)

فائدہ:..... ان روایتوں میں آپ ﷺ سے نماز میں تشہد کے وقت میں کلمہ شہادت کے وقت انگلیوں سے اشارہ کرنے کی کیفیت کا بیان ہے۔ اشارہ کی یہ روایتیں صحاح اور سنن میں بکثرت رواۃ سے مذکور ہیں۔ جس کی سنت پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔

ان احادیث کو سامنے رکھ کر فقہاء محدثین نے اشارہ کے مسنون و ماثور طریقہ کی جو تشریح کی ہے وہ ۳/ طریقے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ طریقہ مانوڑ ہے کہ چھوٹی اس کے بعد والی اور بیچ والی کو موڑ کر رکھے، انگشت شہادت کو چھوڑ دے، انگوٹھے کو انگشت شہادت کی جڑ میں رکھے۔ (مرقات جدید: صفحہ ۶۲۳)

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ طریقہ معلوم ہوتا ہے کہ انگوٹھے کو بیچ والی انگلی سے جو مڑی ہوئی ہو ملا لے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ طریقہ معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹی انگلی اور اس کے بعد والی انگلی موڑے۔ بیچ والی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا لے۔

ملا علی قاری نے مرقات میں علامہ رافعی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ احادیث میں یہ سب طریقے وارد ہیں آپ ﷺ کبھی اس طریقہ سے کبھی اس طریقہ سے اشارہ فرماتے تھے۔ (مرقات جدید: صفحہ ۶۲۳)

ابن زبیر کی ایک روایت میں ہے کہ انگلیوں کو ران پر رکھتے ہوئے اشارہ فرماتے۔

(نیل الاوطار: صفحہ ۱۸۵)

ملا علی قاری نے اشارہ کی کیفیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارے جمہور اصحاب کے نزدیک مختار طریقہ یہ ہے کہ ہتھیلی کو ران پر، گھٹنے پر رکھے، پھر جب لا الہ الا اللہ پڑھنے لگے تو چھوٹی اور اس سے بغل والی انگلی موڑ لے اور انگشت شہادت اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے۔ پھر لا کے وقت انگشت شہادت کو تھوڑا اٹھائے لا الہ الا اللہ کے وقت گرا دے۔

(اعلاء السنن: جلد ۳ صفحہ ۸۷)

اشارہ کے لئے انگلیوں کا حلقہ کب بنائے

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ جب کلمہ توحید پڑائے تو حلقہ بنائے۔

(اعلاء السنن: جلد ۳ صفحہ ۸۶)

احادیث کے الفاظ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب اشارہ کا وقت آتا تب انگلیوں

سے حلقہ بناتے۔ چنانچہ عاصم بن کلیب کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے انگلیوں کو موڑا اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔
(اعلاء السنن: جلد ۳ صفحہ ۹۱)

حضرت وائل کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے دائیں کہنیوں کو دائیں ران پر رکھا، پھر دو انگلیوں کو موڑ لیا، حلقہ بنایا پھر انگلی کو اٹھایا (اور اشارہ کیا)۔

(نیل: جلد ۲ صفحہ ۲۸۳، الفتح الربانی: صفحہ ۱۴)

فائدہ:..... ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ اشارہ کے لئے انگلیاں شروع تشہید ہی سے موڑے خواہ جب کلمہ شہادت پر پہنچے تو حلقہ بنا کر اشارہ کرے۔ چنانچہ علامہ شامی نے شرح کبیر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اشارہ کے وقت انگلیوں کا حلقہ بنائے۔ امام محمد اور امام ابو یوسف سے یہی مروی ہے۔
(شامی: صفحہ ۵۰۹)

اٹھاتے وقت انگلی کو حرکت نہ دیتے

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب انگلی سے اشارہ فرماتے تو اسے حرکت نہ دیتے۔ اور آپ ﷺ کی نگاہ انگلی کے مقام سے ادھر ادھر نہ جاتی۔
فائدہ:..... ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ اشارہ کرتے وقت انگلی ہلائے نہیں۔

(مرقات جدید: جلد ۲ صفحہ ۶۳۳، البدایہ والنہایہ: صفحہ ۱۳۲)

اشارہ کے لئے انگلی کس کلمہ پر اٹھائے اور رکھے

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ لا الہ کے وقت اشارہ کے لئے انگشت شہادت اٹھائے اور ”الا اللہ“ کے وقت رکھ دے۔
(مرقات جدید: جلد ۲ صفحہ ۶۳۳، اعلاء السنن: صفحہ ۸۶)

در مختار اور شامی میں بھی ہے کہ لا کے وقت انگلی اٹھائے اور ”الا اللہ“ کے وقت گرا دے۔
(صفحہ: ۵۰۹)

اعلاء السنن میں ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ ”لا“ نفی کے وقت اٹھائے اور اثبات کے وقت گرا دے۔
(جلد ۳ صفحہ ۸۶ تا ۸۹)

ابن ہمام نے علامہ حلوانی کا قول لکھا ہے کہ ”لا الہ“ پر انگلی اٹھائے اور ”الا اللہ“ پر انگلی گرا دے۔
(فتح القدیر: جلد ۱ صفحہ ۲۱۲)

انگشت شہادت کا رخ قبلہ کی طرف رکھے

آسمان کی طرف نہیں

حضرت ابن عمر کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو انگلیوں کو (گھٹنے پر) بچھا کر رکھتے (یعنی پکڑتے نہیں کہ انگلیوں کا رخ فرش کی طرف ہو جائے)۔
(مشکوٰۃ: صفحہ ۸۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے انگشت شہادت سے قبلہ رخ اشارہ کیا۔
(سنن کبریٰ: صفحہ ۱۳۲)
حافظ ابن حجر کے حوالہ سے ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ سنت ہے کہ اٹھاتے وقت انگلی قبلہ رخ رہے۔
(مرقات جدید: جلد ۲ صفحہ ۶۲۴)

یعنی زیادہ اوپر نہ اٹھائے کہ آسمان کی طرف ہو جائے۔ امام نووی نے بھی لکھا ہے کہ رخ قبلہ کرتے ہوئے اشارہ کرے۔
(شرح مسلم: صفحہ ۲۱۶)

انگلیوں کا حلقہ آخر نماز تک باقی رکھے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے۔ اور انگوٹھے کے بغل والی انگلی سے اشارہ کرتے اور آپ کا بایاں ہاتھ گھٹنے پر پھیلا ہوا رہتا۔
(سنن کبریٰ: صفحہ ۱۳۱)

مالک ابن نمیر خزامی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو نماز میں قعدہ کی حالت میں دیکھا کہ دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھے ہوئے انگشت شہادت کو تھوڑا اٹھائے ہوئے دعا پڑھ رہے تھے۔ یعنی اشارہ۔
(سنن کبریٰ: صفحہ ۱۳۱)

فائدہ:..... ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ انگلیوں کا حلقہ آخری تشہد تک باقی رہے، اسی طرح رہنے دے۔ (مرقات جدید: صفحہ ۶۳۵)

حضرت عقبہ ابن مکرم کی حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ یہ حلقہ انگلیوں کا آخری نماز تک باقی رہے۔ محلی شرح موطا میں بھی ہے کہ یہ حلقہ آخری تشہد تک باقی رکھے ابن حجر کی نے بھی ذکر کیا کہ یہ حلقہ آخری تشہد تک باقی رکھے۔ (اعلاء السنن: صفحہ ۸۹)

یعنی اشارہ کرنے کے بعد انگلیوں کا حلقہ کھول کر گھٹنوں پر پھیلائے نہیں۔

اشارہ کرتے ہوئے نگاہ انگلی پر رکھے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ کرتے اور نگاہ اسی پر رکھتے۔ اور کہتے فرمایا رسول پاک ﷺ نے یہ (اشارہ) شیطان پر لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ (مسند احمد، الف: جلد ۳ صفحہ ۱۵)

فائدہ:..... تشہد میں بیٹھتے وقت نگاہ دونوں گھٹنوں کے درمیان یا گھٹنوں پر رہے اور اشارہ کرتے وقت انگلی پر نگاہ رکھنا مسنون ہے، ادھر ادھر نگاہ رکھنا خلاف سنت ہے۔

اشارہ ایک انگلی سے کرنا سنت ہے دوسرے نہ کرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نماز میں دو انگلیوں سے اشارہ کیا تو آپ نے فرمایا ایک سے، ایک سے۔ (ترمذی: صفحہ ۶۵، نسائی: صفحہ ۱۸۷، بیہقی) فائدہ:..... حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ نے ایک انگلی سے اشارہ کیا۔ (نسائی: صفحہ ۱۷۳، سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۳۰)

حضرت صالح کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت سعد (بن وقاص) کو دیکھا کہ وہ دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہیں تو آپ نے ان سے فرمایا ایک سے ایک سے۔

(سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۳۱)

فائدہ:..... صرف انگشت شہادت سے اشارہ کرے، دو انگلی سے اشارہ کرنا ممنوع ہے۔

(اعلاء السنن: صفحہ ۸۹)

اگر کسی کی انگلی شہادت کٹی ہوئی ہو، یا کچھ ہو گیا ہو تو اسے دوسری کسی انگلی سے اشارہ کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اشارہ چھوڑ دے۔ (کذا فی شرح المسلم للنووی: جلد ۱ صفحہ ۲۱۶)

اشارہ کرتے وقت کیا نیت کرے

ابوالقاسم مقسم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو انگلی سے اشارہ فرماتے تو مشرکین کہتے یہ ہمیں جادو کرتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ تو حید کا ارادہ فرماتے تھے۔

(سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۳۳)

علامہ نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ جب انگلی سے اشارہ کرے تو تو حید اللہ کی

(جلد ۱، صفحہ ۲۱۶)

وحدت کی نیت کرے۔

تشہد میں عورتوں کے بیٹھنے کا طریقہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ عورت جب نماز پڑھے تو سرین کے بل بیٹھے اور اپنی رانوں کو ملائے رکھے۔ (مضی ابن قدامہ: جلد ۱ صفحہ ۵۶۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ عورتوں کو حکم دیتے تھے کہ وہ تربع اختیار کریں۔

حضرت عطا فرماتے ہیں کہ عورتوں کی ہیئت اور حالت بیٹھنے میں مردوں کی طرح نہیں ہے۔

(ابن ابی شیبہ: جلد ۱ صفحہ ۲۳۹)

محمد بن اسحاق نے ابن الجراح سے نقل کیا ہے کہ عورتیں مردوں کی طرح نہ بیٹھیں گی

(ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۷۰، عمدۃ القاری: جلد ۶ صفحہ ۱۰۱)

بلکہ اپنی سرین پر۔

عطا کہتے ہیں عورتیں بائیں رخ پر (سرین پر) بیٹھیں گی۔ (ابن ابی شیبہ: جلد ۱ صفحہ ۲۷۱)

ابن ہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ عورتیں تورک کریں گی یعنی اپنے دونوں پیروں کو دائیں

جانب نکال لیں گی اور بانیں سرین پر بیٹھیں گی چونکہ اس طرح بیٹھنے میں پردہ زائد ہے۔

(فتح القدیر: جلد ۱ صفحہ ۳۱۲)

اسی طرح علامہ طحاوی مراقی الفلاح کی شرح میں لکھتے ہیں: عورت کے لئے تورک کی شکل بہتر ہے اس طرح کہ اپنی ران کو ران پر رکھیں گی۔ اور سرین کے بل بیٹھیں گی اور پیروں کو نکال لیں گی چونکہ اس ہیئت میں بیٹھنے سے ستر کی رعایت زیادہ ہے۔ (طحاوی: جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ عورتیں مردوں کی طرح نہ بیٹھیں گی۔

(عمدۃ القاری: جلد ۶ صفحہ ۱۰۱)

حضرت نافع نے حضرت ابن عمر کے متعلق بیان کیا کہ ان سے پوچھا گیا کہ عورتیں کس طرح نماز آپ ﷺ کے زمانہ میں پڑھتی تھیں حضرت ابن عمر نے بیان کیا کہ چار زانوں بیٹھتی تھیں پھر ان کو حکم دیا گیا کہ سرین پر بیٹھیں (ستر کی وجہ سے)۔ (جامع المسند: جلد ۱ صفحہ ۴۰، اعلام السنن: صفحہ ۱۲)

ابن انجم نے البحر میں لکھا ہے کہ عورت تورک کرے گی اور یہ کہ اپنی انگلیوں کو کھڑی نہ رکھیں گی۔ (البحر الرائق: جلد ۱ صفحہ ۳۳۹)

تشہد کون سا پڑھنا بہتر ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میری پھیلی آپ کی تھیں کہ یہاں تھی اور آپ ﷺ تشہد پڑھا رہے تھے جس طرح کہ قرآن سکھاتے تھے جب تشہد میں بیٹھے تو یہ پڑھا:

الشَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى
 عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ..... أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ
 أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

(بخاری: صفحہ ۱۱۵، مسلم: صفحہ ۱۷۱، ابوداؤد: صفحہ ۱۳۹، ترمذی: صفحہ ۶۵، ابن ماجہ: صفحہ ۶۳)

تشہد کے متعلق مختلف صیغے آپ ﷺ سے منقول ہیں ان میں تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ بہتر ہے کہ بقول امام ترمذی ”اصح ما فی الباب“ آپ نے اس کو قرآن پاک کے

اہتمام کی طرح یاد کر لیا اور سکھایا ہے خود آپ نے اسے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ
نصف سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا لوگ تشہد کے
بارے میں بہت اختلاف کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا تم پر ابن مسعود والا تشہد لازم ہے۔
جو صیغے اور کلمے ابن مسعود کی روایت میں ہیں علامہ نووی نے اس کی صحت پر محدثین کا اتفاق
نقل کیا ہے۔ (عمدة القاری: جلد ۶ صفحہ ۱۱۵)

آپ ﷺ نے اس کو سکھایا اور پھر لوگوں کو سکھانے کا حکم بھی دیا۔

تشہد کے بعد درود شریف پڑھے

آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جب تم نماز میں بیٹھو تو
تشہد اور مجھ پر درود نہ چھوڑو۔ یہ نماز کی زکوٰۃ ہے تمام انبیاء و رسل پر سلام بھیجو۔ اللہ کے
برگزیدہ بندوں پر سلام بھیجو۔ (دارقطنی: صفحہ ۳۵۵)

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی نماز نہیں جو اپنے نبی پر درود
نہ پڑھے۔ (دارقطنی: صفحہ ۳۵۵)

فائدہ:..... اگر آخری قعدہ ہے تو تشہد کے بعد درود پاک کا پڑھنا سنت ہے اور
درود ابراہیمی کا پڑھنا بہتر ہے۔ (کبری: صفحہ ۳۳۳)

نماز میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنے کو فرماتے

فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو
دیکھا جس نے نماز پڑھی مگر نہ خدا کی حمد بڑائی بیان کی اور نہ نبی پاک ﷺ پر درود پڑھا تو
آپ ﷺ نے فرمایا اس نے جلد بازی کی اور اسے بلایا اور فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز
پڑھے تو اولاً خدا کی حمد و ثناء کرے (جیسا کہ شروع رکعت میں پڑھا جاتا ہے) پھر درود
شریف پڑھے پھر دعا پڑھے۔ (سنن کبری: جلد ۲ صفحہ ۱۲۸)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم

دور کعت پر بیٹھو (اور یہ قعدہ اخیرہ ہو) التحیات پڑھو پھر نبی پاک ﷺ پر درود بھیجو پھر دعا کرو۔

(سنن کبری: جلد ۱ صفحہ ۱۴۸)

ابوالاحوص اور ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ تشہد پڑھے پھر درود پاک پڑھے پھر دعا کرے۔ (سنن کبری: صفحہ ۱۴۹)

درود پاک کے بعد کیا دعا پڑھے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز میں (تشہد و درود

کے بعد) یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ
فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَآْثِمِ وَالْمَغْرَمِ

(بخاری: صفحہ ۱۱۵، نسائی: صفحہ ۱۹۳، بخاری مسلم)

ترجمہ:..... ”اے اللہ میں عذاب قبر سے۔ اور مسیح دجال کے

فتنے سے اور میں گناہ سے اور بوجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔“

فائدہ:..... نماز کی دعا میں ان امور اربعہ سے پناہ مانگنے کا حکم ہے چنانچہ مسلم میں

مرفوعاً یہ حدیث ہے کہ تشہد کے بعد چار چیزوں سے پناہ مانگو۔ (کبری: صفحہ ۲۲۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ تشہد کے بعد یہ دعا

پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ
مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ
وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسْحِيَّاتِ وَالْمَمَاتِ (ابوداؤد: صفحہ ۱۴۱)

ترجمہ:..... ”اے اللہ عذاب دوزخ سے عذاب قبر سے دجال

کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔“

حضرت صدیق اکبرؓ کو ایک دعا کی تعلیم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے درخواست کی کوئی دعا مجھے بتا دیجئے جو میں نماز میں پڑھا کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ
اِلَّا اَنْتَ فَاعْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ
وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

(بخاری: صفحہ ۱۵۵، سنن ابی داؤد: جلد ۲ صفحہ ۱۹۲، ابن خزیمہ: جلد ۲ صفحہ ۳۰)

ترجمہ: ”اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور کوئی گناہ کو معاف نہیں کر سکتا، مگر آپ، پس آپ اپنی طرف سے میری مغفرت فرما دیجئے اور رحم فرمائیے یقیناً آپ بخشنے والے نہایت مہربان ہیں۔“

معاذ بن جبلؓ کو ایک دعا کی تعلیم

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مجھے ملاقات فرمائی تو مجھ سے فرمایا: اے معاذ میں تم سے محبت کرتا ہوں تو میں نے آپ ﷺ سے کہا خدا کی قسم اے اللہ کے رسول ﷺ! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم اس دعا کو ہر نماز میں پڑھا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اَعِیْنِیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ
ترجمہ: ”اے اللہ اپنے ذکر اور شکر اور اچھی عبادت سے میری مدد فرما۔“

(الفتح مستدرجہ صفحہ ۳۷)

نماز میں تشہد کے بعد دعا اور تعوذ کا حکم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا (تشہد کے بعد) جو بہتر دعا ہو اسے پڑھو۔ (بخاری: جلد ۱۱۵، سنن کبریٰ: صفحہ ۱۵۳)
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ تشہد پھر درود پھر اپنے لئے دعا کرے۔ (صحیح: ۱۵۳)

فضالہ بن عبید سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود بھیجو پھر اپنے لئے جو چاہو دعا کرو۔ (نسائی: صفحہ ۱۹۱، بیہقی، حاکم، التلح: جلد ۳ صفحہ ۲۲)

فائدہ:..... خیال رہے نماز میں سلام سے قبل درود کے بعد دعا آپ ﷺ سے ثابت ہے آپ ﷺ نے حکم بھی دیا ہے اور مسنون بھی ہے نماز میں دعا عربی میں ہوگی ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی ایسی دعا نہ ہو جو کلام الناس کے مشابہ ہو بہتر ہے کہ جو دعا آپ ﷺ سے ثابت ہے وہ پڑھے جس کا ذکر (الدعاء المسنون) میں ہے جو دعاؤں پر بہت جامع کتاب ہے۔

دعا کے بعد دائیں بائیں جانب سلام فرماتے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ دائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ یہاں تک کہ دایاں رخسار مبارک نظر آ جاتا پھر بائیں جانب رخ پھیرتے اور فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ یہاں تک کہ بایاں رخسار مبارک نظر آ جاتا۔ (مشکوٰۃ: صفحہ ۸۸، ابن ماجہ: صفحہ ۱۹۵)

حضرت عامر بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دائیں بائیں جانب سلام اس طرح پھیرتے کہ رخسار مبارک کی سفیدی نظر آ جاتی۔

(مسلم: صفحہ ۷۸۸، مشکوٰۃ: صفحہ ۷۸)

فائدہ:..... آپ ﷺ دائیں بائیں جانب دونوں طرف سلام پھیرتے اولاً دائیں

جانب پھر بائیں جانب اور یہ کہ رحمۃ اللہ تک ہی کہتے، نماز کے سلام میں برکات کہنا درست نہیں بدعت اور ممنوع ہے۔ (اعلاء السنن: صفحہ ۱۳۳) آپس کے سلام میں اس کی اجازت ہے۔

سلام میں چہرہ مبارک پورا دائیں بائیں موڑتے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دائیں بائیں جانب اس طرح سلام پھیرتے کہ رخسار مبارک کی سفیدی نظر آ جاتی ۔ (نسائی: صفحہ ۱۹۵) فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سلام پھیرتے وقت چہرے کو پوری طرح دائیں کندھے اور بائیں کندھے کی طرف موڑے بعض لوگ تھوڑا سا رخ کرتے ہیں اور سلام پھیر دیتے ہیں گردن پوری طرح نہیں موڑتے سو یہ خلاف سنت ہے۔

سلام میں اللہ کے زیر کوادانہ کرے اور نہ سلام پر مد کرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حذف سلام سنت ہے۔

(ترمذی: جلد ۱ صفحہ ۶۶، ابن خزیمہ: جلد ۱ صفحہ ۳۶۲)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ رحمۃ اللہ کی ہا پر سکون، وقف کرے، زیر نہ پڑھے بعض جاہل امام کو دیکھا گیا ہے کہ پہلے سلام میں اللہ کی ہا پر زیر پڑھتے ہوئے دوسرے سلام سے ایک سانس میں ملا دیتے ہیں یہ درست نہیں، دونوں سلام الگ الگ سکون کے ساتھ ہونا چاہئے اور سلام میں الف کو زیادہ مد کی طرح نہ کھینچنا چاہئے کہ یہ منع ہے۔

سلام پھیرتے وقت کیا نیت کرے

حضرت سمیرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم امام کو سلام کریں اور ایک دوسرے پر سلام کریں۔ (ابن ماجہ: صفحہ ۶۶، تہذیب: صفحہ ۱۰۵) حضرت جابر بن سمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا پھر دائیں بائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے اپنے بھائی کی نیت کرے۔ (مسلم: جلد ۱ صفحہ ۱۸۱)

فائدہ:..... سلام پھیرتے وقت اس طرح نیت کرنا مسنون ہے مقتدی سلام اول میں دائیں جانب کے مقتدی اور فرشتوں کی نیت کرے اور بائیں جانب میں بائیں جانب کے مقتدی اور فرشتوں کی نیت کرے مقتدی امام کی بھی نیت کرے اگر امام بالکل سامنے بیچ میں ہی ہے تو دائیں سلام میں اس کی نیت کرے اگر دائیں یا بائیں جانب ہے تو پھر اس رخ میں جس رخ میں امام ہو سلام کی نیت کرے۔
(ہدایہ بنایہ: جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

سلام کے بعد آپ ﷺ دائیں جانب کا رخ فرماتے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اکثر آپ ﷺ کو دیکھا کہ دائیں جانب رخ پھیر لیتے تھے (نماز سے فارغ ہونے کے بعد)۔ (مسلم: جلد ۱ صفحہ ۲۴۷)
حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ تمنا کرتے تھے کہ نماز میں دائیں جانب رہیں کہ آپ ﷺ کا رخ ہماری جانب رہے۔ (مسلم: جلد ۱ صفحہ ۲۴۷)
فائدہ:..... نماز سے فارغ ہونے پر اکثر آپ ﷺ دائیں جانب رخ فرما لیتے تھے اسی وجہ سے حضرات صحابہ یہ تمنا کرتے تھے کہ ہم دائیں جانب رہیں تاکہ آپ کا موجبہ ہو اور آپ ﷺ کا سامنا مبارک ہو۔

کبھی دائیں اور بائیں دونوں جانب حسب موقع رخ فرماتے

قیصہ بن ہلب کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ امامت فرماتے دائیں جانب کبھی بائیں جانب رخ فرماتے۔ (ترمذی: صفحہ ۶۶، عمدۃ القاری: صفحہ ۱۳۳)
حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نماز پڑھ لیتے تو ہماری جانب رخ فرماتے۔ (بخاری: صفحہ ۱۱۸)
عمر بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ دائیں اور بائیں جانب رخ پھیر لیتے تھے۔

فائدہ:..... علامہ یعنی ان روایات مذکورہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے

متعلق دونوں قسم کی روایتیں ہیں، کبھی دائیں جانب کبھی بائیں جانب نماز سے فراغت پر رخ فرما لیتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اکثر دائیں جانب رخ فرماتے تھے۔ (عمدۃ: صفحہ ۱۴۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں اگر آپ کو دائیں جانب کوئی ضرورت ہوتی تو دائیں رخ اور بائیں جانب کوئی ضرورت ہوتی تو بائیں رخ مڑ کر جاتے۔ (عمدۃ: صفحہ ۱۴۳)

فائدہ: خیال رہے کہ دائیں بائیں جانب رخ کرنے کی متعدد وجہیں ہوتی تھیں: ① کبھی امور آخرت، مسائل دینیہ کی باتیں بتاتے تھے۔ علامہ عینی لکھتے ہیں جو حضرات چند نصیحت کے اہل ہیں ان حضرات کے لئے ہے کہ وہ مصلیٰ کی طرف دائیں یا بائیں رخ کر کے بیان کریں۔ (عمدۃ: جلد ۲ صفحہ ۱۳۶)

② کبھی اس لئے مڑتے کہ نماز کے بعد مجلس وعظ و نصیحت مسجد میں منعقد فرماتے۔ اور دائیں رخ اس لئے اختیار فرماتے کہ اس کو شرف حاصل ہے۔

(فتح الباری: صفحہ ۲۸۰، اعلام السنن: صفحہ ۱۵۱)
③ کبھی آپ ﷺ حجرہ مبارکہ میں جانے کے لئے بائیں رخ اختیار فرماتے کہ مسجد کے بائیں جانب حجرہ تھا۔ (اعلام السنن: صفحہ ۱۵۱)

④ فجر کے بعد عموماً خواب معلوم کرنے اور بتانے کے لئے بھی رخ موڑ لیتے تھے علامہ طحاوی فرماتے ہیں امام کے لئے یہ ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنت نہیں ہے خواہ دائیں جانب یا بائیں جانب متوجہ ہو جائے۔ (صفحہ ۳۶۳)

مراتی الفلاح میں ہے کہ مستحب ہے کہ امام سلام و دعا کے بعد دائیں جانب سنت و فوافل کے لئے ہو جائے۔ عصر اور فجر کے بعد دائیں یا کبھی بائیں جانب متوجہ ہو کر زکرو دعا کرے، اور جن نمازوں کے بعد سنت ہے، مصلیٰ بلا بیٹھے مختصر دعا مانگ کر سنت میں مشغول ہو جائے۔

(کبری: صفحہ ۳۳۱، اعلام السنن: جلد ۳ صفحہ ۱۵۲)

فرض نماز کے بعد کس مقدار دعا مانگتے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز کے بعد سلام پھیرتے تو صرف اس دعا کی مقدار بیٹھتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
(ابن خزیمہ: صفحہ ۳۶۳)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ تک۔
(ابوداؤد: صفحہ ۲۱۳، ابن خزیمہ: صفحہ ۳۶۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز سے جب سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا
اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اَنْتَ
الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ
(ابوداؤد: صفحہ ۲۱۲)

ترجمہ:..... ”اے اللہ ہمارے اگلے پچھلے مخفی ظاہر اور ہماری زیادتی کو معاف فرما آپ ہم سے خوب واقف ہیں آپ ہی اول آپ ہی آخر ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔“

فائدہ:..... فرض نماز کے بعد دعائیں آپ سے بکثرت روایات میں ثابت ہیں۔ سلام سے فارغ ہونے کے بعد دعا مانگنی سنت ہے۔ خیال رہے کہ جن نمازوں کے بعد سنت ہے اس کے بعد دعا مختصر مانگنی چاہئے۔ مثلاً ”اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ“ کے مقدار جیسی دعائیں، طویل مانگنی خلاف سنت ہے۔ شرح منیہ میں کبیری نے اور الدراہم الخیار میں علامہ ہکفی نے لکھا ہے جن نمازوں کے بعد سنت ہے ”اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ“ کی مقدار سے زائد رکنا اور دعا کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ جلد ہی سنت کی ادائیگی میں لگ جائے۔

(صفحہ: ۳۳۱، شامی: صفحہ ۵۳)

خیال رہے کہ یہ امام کے حق میں ہے۔ تہا نماز پڑھنے والے کے لئے گنجائش ہے۔ (کبریٰ صفحہ ۳۳۲)
جن نمازوں کے بعد سنت نہیں ہے اس میں کچھ طویل کی اجازت ہے احادیث میں
جو نماز کے بعد طویل اور مختلف دعائیں ثابت ہیں وہ ان نمازوں کے بعد ہیں جن کے بعد
سنت نہیں ہے۔ (انلاء السنن: صفحہ ۱۵۴)
شمس الائمہ حلوانی فرض کے بعد اذکار اور اذکار کی اجازت دی ہے اور کہا کہ ”لاباس بہ“۔
(مطھای مرقی الفلاح: اعلام السنن: جلد ۳ صفحہ ۱۵۴)
اسی طرح علامہ شامی اور دیگر فقہاء نے بھی فرض کے بعد اذکار و وظائف کی اجازت
دی ہے۔ (شامی: جلد ۱ صفحہ ۵۳)

سلام کے بعد استغفار فرماتے

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ
ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے۔ (مسلم: صفحہ ۲۱۸، نسائی: صفحہ ۱۹۶، ابن خزیمہ: جلد ۱ صفحہ ۳۶۳)
امام اوزاعی نے کہا کہ آپ ”أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ“ کہتے تھے۔ (مسلم: جلد ۱ صفحہ ۲۱۸)
حضرت عبداللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز کے بعد ”لا الہ الا اللہ“ فرماتے۔
(مسلم: جلد ۱ صفحہ ۲۱۸)

سلام کے بعد تکبیر کہتے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کا علم ہم
لوگوں کو تکبیر کی آواز سے ہوتا۔ (بخاری: جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، نسائی: صفحہ ۱۹۶)
فائدہ:..... اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ایک مطلب یہ بیان کیا ہے کہ نماز
کے بعد ایک مرتبہ یا تین مرتبہ اللہ اکبر فرماتے۔ (حاشیہ نسائی: صفحہ ۱۹۶)
حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا کہ ممکن ہے آپ ﷺ تسبیح و تحمید سے قبل اللہ اکبر ادا فرماتے ہوں۔
(فتح الباری: جلد ۲ صفحہ ۳۲۶)

سلام کے بعد کا ایک عمل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو دائیں ہاتھ کو سر پر رکھتے ہوئے یہ دعا پڑھتے:

بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اللَّهُمَّ
اذْهَبْ غَنَى الْهَمِّ وَالْحُزْنَ (الدعاء للطرانی: ج ۱، ص ۹۶، زاد المعاد: صفحہ ۳۰۲)

سلام کے بعد آیت الکرسی

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا اس کے لئے جنت سے روکنے والی چیز صرف موت ہوگی۔

(عمل الیوم للنسائی: صفحہ ۱۸۲، زاد المعاد: صفحہ ۳۰۳)

حضرت عبداللہ بن حسن کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا وہ دوسری نماز کے آنے تک خدا کی حفاظت میں رہے گا۔

(الدعاء صفحہ ۱۱۰، مجمع: جلد ۲ صفحہ ۱۵۱، زاد المعاد: صفحہ ۳۰۴)

فرض نماز کے بعد آپ ﷺ کیا ذکر فرماتے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سلام کے

بعد یہ پڑھتے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

(ابوداؤد: صفحہ ۲۱۱، مسلم: صفحہ ۲۱۸)

ترجمہ: ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی

شریک نہیں اسی کے لئے تعریف ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کے لئے خالص تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کے لئے خالص دین ہے اگرچہ کافر کو پسند نہ ہو۔“

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نماز کے بعد یہ پڑھتے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَنَّةِ مِنْكَ الْجَدُّ (بخاری: صفحہ ۱۱۷)

ترجمہ:..... ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت اسی کے لئے تعریف وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اے اللہ جسے آپ دیں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے نہ دیں اسے کوئی دینے والا نہیں۔ اور مالداروں کو مال داری نفع نہیں دیتی۔“

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو اسے فرض

نماز کے بعد پڑھے گا قیامت کے دن اس پر میری شفاعت واجب ہے:

اللَّهُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدٍ الْوَسِيلَةَ وَاجْعَلْهُ فِي الْمَصْطَفِيِّينَ مُحِبَّتَهُ، وَفِي الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّتَهُ، وَفِي الْمُقَرَّبِينَ ذَاوَهُ،

(مجمع الزوائد: صفحہ ۱۱۲)

ترجمہ:..... ”اے اللہ محمد ﷺ کو وسیلہ سے نواز دیجئے۔ اور منتخب

لوگوں میں ان کو محبوب بنادجئے اور بلند مقام میں ان کو درجہ دیجئے اور

مقربین میں ان کا ٹھکانہ بنادجئے۔“

کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ نماز کے بعد ایسے اذکار ہیں

جس کا پڑھنے والا نامراؤ نہیں ہوگا۔ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر۔

(ترغیب: جلد ۲ صفحہ ۳۵۰، سلم: صفحہ ۲۹۱)

فائدہ:..... نماز کے بعد آپ ﷺ سے متعدد اذکار دعائیں مردی ہیں۔ جن کا مفصل بیان ”الدعاء المسنون“ میں مذکور ہے۔ وہاں اس کی تفصیل دیکھئے۔ اکثر و بیشتر آپ ﷺ ۳ مرتبہ استغفار فرماتے۔

فرض کی جگہ سنت ادا نہ فرماتے جگہ بدل دیتے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ سنت یہ ہے کہ امام سلام پھیرے تو اسی جگہ نفل نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ اس جگہ سے ہٹ جائے یا گفتگو سے فصل نہ پیدا کر دے۔

(سنن کبریٰ: صفحہ ۱۹۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی فرض کے بعد نفل پڑھنے کا ارادہ کرے تو آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو جائے۔

(سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۹۰، فتح: جلد ۲ صفحہ ۲۳۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ امام اسی جگہ نماز نہ پڑھے (جس جگہ فرض ادا کیا ہے)۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب ادا فرما لیتے (فرض نماز) تو فوراً ہٹ جاتے یا تو کھڑے ہو جاتے یا منحرف ہو جاتے دائیں جانب یا بائیں جانب۔

حضرت عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی جیسے آپ نے نماز پڑھی ویسے ہی کھڑے ہوئے۔

(یعنی اس جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ آ گئے۔ پھر میں نے حضرت ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھی نماز سے فارغ ہوئے تو فوراً بچے گویا تیزی سے کود کر ہٹ گئے۔ (عمدة القاری: صفحہ ۱۲۹)

فرض کی جگہ نفل و سنت نہ پڑھتے

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا امام اسی

جگہ نماز (نفل نہ پڑھے جس جگہ فرض پڑھا ہے)۔ (سنن کبریٰ صفحہ ۱۹۰)

حضرت عطاء کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ ایک شخص کو دھکا دیا جو اسی فرض کی جگہ نفل پڑھ رہا تھا اور فرمایا کہ میں نے اسی وجہ سے دھکا دیا تاکہ آگے یا پیچھے ہو جاؤ۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۱۹۱)

حفص ابن غیاث کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب نماز سنت پڑھتے تو اسی جگہ سے ہٹ جاتے جہاں (فرض نماز پڑھتے)۔ (سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۹۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ جب سنت و نفل پڑھنے کا ارادہ کرے تو آگے پیچھے ہو جائے۔ دائیں جانب یا بائیں جانب سے ہٹ جائے۔ (سنن کبریٰ صفحہ ۱۹۰ جلد ۲)

حضرت معاویہ نے سائب بن یزید سے کہا کہ (جب کہ وہ فرض کی جگہ سنت ادا کر رہے تھے) کہ جب تم جمعہ پڑھو تو اسی جگہ دوسری نماز نہ پڑھو یا وہاں سے ہٹ جاؤ یا بات وغیرہ کرو کہ رسول پاک ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ایک نماز کے ساتھ دوسری نماز کو نہ ملائیں چاہے گفتگو کر لیں یا ہٹ جائیں۔ (مسلم: جلد ۱ صفحہ ۱۸۸، سنن کبریٰ: صفحہ ۱۹۱)

فائدہ: ان تمام روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ جس مقام پر فرض ادا کیا گیا ہے اسی مقام پر نفل و سنت ادا نہ کرے بلکہ ذرا ہٹ جائے۔ امام کے لئے تو اسی جگہ سنت کا ادا کرنا مکروہ ہے چنانچہ اعلیٰ السنن میں ہے۔ حدیث اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ امام کا فرض کی جگہ سنت ادا کرنا ممنوع ہے کم از کم اس سے کراہت آئے گی جو ہرہ میں ہے کہ اسی جگہ سنت امام کے لئے مکروہ ہے۔ صاحب المراقی نے کہا کہ امام کے لئے مستحب ہے کہ سنت و نفل کے لئے اس مقام سے ہٹ جائے اسی طرح مقتدی کے لئے بھی۔ (اعلاء: صفحہ ۳۳۲)

اسی طرح در مختار اور شامیہ میں بھی ہے اسی جگہ ادا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی: صفحہ ۵۳۱) امام کے مقابلہ میں مقتدی کے لئے کچھ گنجائش ہے گو اس کے لئے بھی مستحب ہے یہی ہے کہ فرض کے بعد سنت کے لئے الگ ہٹ جائے۔ (شامی: جلد ۱ صفحہ ۵۳۱)

حضرت سائب اور ابو ہریرہ اور آثار ابن مسعود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مقتدی بھی فرض کی جگہ سے ہٹ کر سنت و نوافل ادا کرے چنانچہ سائب اور ابو ہریرہ کی حدیث سے مقتدی کے لئے بھی تحول ثابت کیا گیا ہے، کمافی اعلاء صفحہ ۳۳۰ چنانچہ طحاوی میں ہے کہ قوم یعنی مقتدی کے لئے مستحب ہے کہ ہٹ جائے تاہم اگر بھیڑ اور ازدحام ہو تو اسی جگہ پڑھ لے گردنوں کو پھاند کر نمازیوں کو اس مستحب کی ادائیگی میں پریشان نہ کرے، نہ کسی نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرے۔

عموماً لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جگہ بدلنے کے لئے جو ایک امر مستحب اور بہتر ہے کوئی واجب و لازم نہیں مصلیوں کے آگے سے گزرتے ہیں لوگوں کی گردنوں کو پھاندتے ہیں سو یہ درست نہیں اس سے لوگوں کو اذیت ہوتی ہے مسبوق کو بقیہ نماز ادا کرنے میں زحمت ہوتی ہے ایک امر مستحب کی ادائیگی کے لئے مصلی کے آگے سے گزرنے کا گناہ اور لوگوں کو اذیت کا گناہ حاصل کرنا تقاضہ ایمانی اور عقل شرافت کے خلاف ہے اسی مقام پر سنت و نوافل ادا کریں کوئی مکروہ تحریمی اور ناجائز نہیں ہے۔

چنانچہ بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسی جگہ سنت ادا کر لیتے تھے۔ ان سے دونوں قسم کی روایت ثابت ہے، ہٹ کر پڑھنا، اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دینا اور اسی جگہ پڑھ لینا۔ جیسا موقعہ دیکھا ویسا کر لیا مثلاً تنگی، بھیڑ ازدحام دیکھا وہیں پڑھ لیا یا اس وجہ سے کہ لوگ لازم اور ضروری قرار نہ دے دیں وہیں پڑھ لیا کریں۔

فرض نماز کے بعد دعا کے متعلق ایک تحقیق

سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے

محمد بن یحییٰ اسلمی کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ سلام سے پہلے کی دعا میں ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہا ہے تو اس شخص سے فراغت نماز پر کہا کہ نبی ﷺ ہاتھ اٹھا کر دعا اس وقت فرماتے جب نماز سے فارغ ہو جاتے۔

(ابن ابی شیبہ: اعلاء السنن: جلد ۳ صفحہ ۱۶۱)

اسود عامری نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ جب سلام پھیرا تو دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کی۔

(ابن ابی شیبہ، اعلام السنن: جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ ہمارے والد نے کہا جب آپ ﷺ دعا فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔

(ابوداؤد: صفحہ ۱۸۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا فرض نماز سے فارغ ہو کر جو بندہ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگے، تو اللہ پاک کا حق ہے کہ اسے نامراد خالی ہاتھ نہ لوٹائے:

اَللّٰهُمَّ اِلٰهِيْ وَ اِلٰه اِبْرٰهِيْمَ وَ اسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ اِلٰه
جِبْرِیْلَ وَ مِیْکٰئِیْلَ وَ اِسْرَافِیْلَ اَسْئَلُکَ اَنْ تَسْتَجِیْبَ
دَعْوَتِیْ فَاِنِّیْ مُضْطَرٌّ وَ تَعَصِّمْنِیْ فِیْ دِیْنِیْ فَاِنِّیْ مُبْتَلٰی
وَ تَسَالِیْسِیْ بِرَحْمَتِکَ فَاِنِّیْ مُذْنِبٌ وَ تَنْفِیْ عَنِّی الْفَقْرَ
فَاِنِّیْ مُتَمَسِّکٌ (ابن بنی: صفحہ ۱۳۸، اعلام السنن: صفحہ ۱۶۳)

ترجمہ:..... ”اے اللہ! میرے اللہ، ابراہیم، اسحاق، یعقوب کے، اور جبرائیل، میکائیل، اسرافیل کے اللہ، آپ سے سوال کرتے ہیں آپ دعا قبول کیجئے۔ میں پریشان حال ہوں۔ میرے دین کی حفاظت کیجئے۔ میں آزمائش میں پڑا ہوں، آپ کی رحمت مجھے حاصل ہو کہ میں گنہگار ہوں اور فقر اور غربت دور فرما دیجئے کہ میں مسکین ہوں۔“

فائدہ:..... ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ فرض نماز کے بعد دعا آپ ﷺ سے روایات صحیحہ سے ثابت ہے۔ ارباب حدیث نے الدعاء بعد السلام پر باب قائم کر کے اس کے سنت ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ کہ ہاتھ اٹھا کر بھی ثابت ہے اور یہ ہاتھ

اٹھانا دعا کے آداب میں بھی ہے۔ ابو طیب سندھی ثم المدنی کی شرح ترمذی کے حوالہ سے اعلیٰ السنن میں ہے ”اذی فرغت فسلم وارفع یدیک بعدھا سائلاً“ (جلد ۳ صفحہ ۱۶۵) فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ سلام کرو اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگو۔ مزید تفصیل ”الدعاء المسنون“ میں دیکھئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر قبلہ رخ متوجہ ہوتے ہوئے یہ دعا مانگی: ”اللھم خلص الولید بن الولید“ (تخفۃ الاحوذی: صفحہ ۲۳۵) محمد بن یحییٰ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ فراغت نماز سے پہلے ہاتھ اٹھا کر مانگنے لگا تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بتاتے ہوئے کہا کہ جب تک آپ ﷺ نماز سے (سلام پھیر کر) فارغ نہ ہو جاتے ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگتے۔

(مجمع الزوائد: تخفۃ الاحوذی: صفحہ ۲۳۵)

فائدہ:..... اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے۔ لہذا اس کی سنیت ثابت ہو گئی، اور قاعدہ ہے کہ سنت سے ثبوت کے بعد تاویفیک ممانعت و نسخ وغیرہ ثابت نہ ہو جائے اس کی مسنونیت باقی رہتی ہے۔ بھلا بتائیے جو طریقہ سنت سے ثابت ہو بدعت اور رسم سے اسے موسوم کیا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

کیا فرض نماز کے بعد دعا مانگنا خصوصاً ہاتھ اٹھا کر بدعت ہے

خیال رہے کہ فرض نمازوں کے بعد دعاؤں کا مانگنا احادیث سے ثابت ہے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ سے ہر قسم کی روایتیں منقول ہیں۔ آپ ﷺ سے اس کے متعلق فضائل تاکید تعلیم بھی ثابت ہیں اور آپ ﷺ سے علماء بھی ثابت ہے۔ آپ ﷺ نے فرض کے بعد دعا کی اور اس کی تاکید اور فضائل بھی بیان فرمائے اور آپ ﷺ سے دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا بھی ثابت ہے اس کی فضیلت اور روایتیں بھی منقول ہیں۔ اہل علم و اہل فہم پر یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ جو آپ ﷺ نے کیا خواہ چند ہی مرتبہ کیا ہو اور اس کی فضیلت اور

ثواب بیان فرمایا جس کی تاکید کی ہو بھلا وہ بدعت ہو سکتی ہے اور خلاف سنت کہا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں چنانچہ اس کے متعلق روایتیں اور آثار ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ اس کا استحباب وسنیت دلائل سے معلوم ہو جائے۔

①..... وہ روایتیں جن میں فضائل و تاکید ہیں:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس دعا کو فرض نماز کے بعد پڑھے گا، قیامت کے دن اس پر میری شفاعت ضرور ہوگی۔

اللَّهُمَّ اعْطِ مُحَمَّدٍ الْوَسِيلَةَ وَاجْعَلْهُ فِي الْمُصْطَفَيْنِ مَجْبُتًا

وَفِي الْعَالَيْنِ ذَرَجَةً وَفِي الْمُقَرَّبِينَ دَارَةً (مجمع الزوائد: جلد ۲ صفحہ ۱۱۲)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد میں معوذتین پڑھوں۔ (ابوداؤد: صفحہ ۲۱۳، اذکار نووی: صفحہ ۱۰۱)

فائدہ:..... معوذتین استعاذہ اور دعا ہے۔

نماز کے بعد دعا کے سلسلے میں آپ کی عملی روایتیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب سلام پھیرتے تو یہ دعا فرماتے اور اس مقدار سے زیادہ نہ بیٹھتے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ

يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

(مسلم: صفحہ ۲۱۸، ابوداؤد: صفحہ ۲۱۲، ترمذی: صفحہ ۶۶، الترمذی: صفحہ ۱۶۶، مطالب عالیہ عن ابن عمر جلد ۱ صفحہ ۱۳)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سلام پھیرتے تو ۳ مرتبہ استغفار فرماتے پھر یہ دعا فرماتے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ

يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

(روی ابن ابی شیبہ عن ابن عمر، مسلم: صفحہ ۲۱۸، ترمذی: صفحہ ۶۶، دارمی: صفحہ ۳۱۱، نسائی: صفحہ ۱۰۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
بُخِيَ وَبُيِّنَتْ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا
أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَنَّةِ مِنْكَ
الْجَنَّةُ (بخاری: صفحہ ۱۱۷، ابوداؤد: صفحہ ۲۱۱، مسلم: نسائی: ۳۱۱، دارمی: جلد ۱ صفحہ ۳۱۱)

مصنف ابن عبد الرزاق میں ہے کہ مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط میں لکھا کہ میں نے خود نبی پاک ﷺ کو سلام کے بعد یہ دعا فرماتے ہوئے سنا، چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر (خطبہ اور تقریر کے دوران) لوگوں کو حکم دیتے تھے اور ان کو یہ دعا سکھاتے تھے کہ نماز کے بعد پڑھا کریں۔

(مصنف ابن اللشیبہ: جلد ۲ صفحہ ۲۳۵، نسائی: صفحہ ۱۹۷)

دیکھئے حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ روایت حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائی تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سرعام منبر پر لوگوں کو اس کا حکم اور اس کی تعلیم فرمانے لگے، اب بتایا جائے کہ یہ خلاف سنت تھا، اس واقعہ سے تو صحابہ کے ایک جم غفیر کی اس کی سنیت پر تصدیق ہوگئی۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو یہ دعا کی:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا
لَمْ أَعْلَمْ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ
وَمَا لَمْ أَعْلَمْ (مطالب عالیہ: صفحہ ۱۳۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز کے سلام کے بعد یہ دعا پڑھتے:

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى
الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

(تحریر المجدد سند طرابلسی: صفحہ ۱۰۶، الدعاء: جلد ۲ صفحہ ۱۰۹)

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کہتے ہیں کہ میرے والد ہر نماز کے بعد یہ دعا فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ اسے نماز کے بعد پڑھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ اس دعا کو رسول پاک ﷺ نماز کے بعد پڑھتے تھے۔ (نسائی: صفحہ ۱۹۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ کوئی نماز ایسی نہیں (خواہ فرض یا نفل) جس کے بعد آپ ﷺ یہ دعا نہ فرماتے ہوں:

رَبِّ جِبْرِیْلَ وَمِیْکائِیْلَ وَاسْرَافِیْلَ اَعِزَّنِیْ مِنْ حَرِّ النَّارِ

وَعَذَابِ الْقَبْرِ (نسائی: جلد ۱۹، صفحہ ۱۹۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی فرض نماز نہیں پڑھی مگر یہ کہ آپ ﷺ ہماری طرف رخ فرماتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُکَ مِنْ کُلِّ عَمَلٍ یُخْزِیْنِیْ

وَاَعُوْذُبُکَ مِنْ کُلِّ صَاحِبٍ یُّؤْذِیْنِیْ وَاَعُوْذُبُکَ مِنْ

کُلِّ عَمَلٍ یُلْهِنِیْ وَاَعُوْذُبُکَ مِنْ کُلِّ فَقْرٍ یُنْسِیْنِیْ

وَاَعُوْذُبُکَ مِنْ کُلِّ غِنًی یُطْغِیْنِیْ

(مجمع: جلد ۱۰، صفحہ ۱۱۰، سل الہدی: جلد ۸، صفحہ ۷۷، مجمع الزوائد، ابویعلیٰ، ابن سنی: صفحہ ۱۰۷)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ سے یہ دعا سنی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِّیْ خَطَئِیْ وَذُنُوْبِیْ کُلِّهَا وَاَجِرْنِیْ وَاهْدِنِیْ

لِصَّالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ لَا یَهْدِیْ لِصَالِحِهَا وَلَا

یَصْرِفُ سَبِّهَا إِلَّا أَنْتَ

(سل الہدی: جلد ۸، صفحہ ۷۷، مجمع الزوائد، صفحہ ۷۷، دوزار، نزول الارباب: صفحہ ۱۰۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ

ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِيْ آخِرَهٗ، وَخَيْرَ عَمَلِيْ خَوَاتِمَهٗ،
وَاجْعَلْ خَيْرَ اَيَّامِيْ يَوْمَ الْفَاكِ

(مجمع: صفحہ ۱۱۰، اذکار: صفحہ ۶، ملین سنی، نزول الامرار: صفحہ ۱۰۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ظہر کی نماز کے بعد یہ دعا کر رہے تھے: ”اَللّٰهُمَّ خَلِّصْ الْوَلِيدَ وَسَلِّمْهُ ابْنَ هِشَامِ الْخ“ (تخفۃ الاحوذی: صفحہ ۲۳۵)

فجر کی نماز کے بعد خاص کر یہ دعا فرماتے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فجر کی نماز کے بعد یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِزْقًا طَیْبًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا

(ابن ماجہ: صفحہ ۶۶، مسند احمد: جلد ۶، صفحہ ۲۹۲، مجمع: ملین سنی، صفحہ ۲۳۵)

فجر اور مغرب کے بعد دعا کی تاکید

ابو حارث تمیمی کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے مجھے بتایا کہ جب تم مغرب کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو ۷ مرتبہ یہ پڑھو ”اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ“ یعنی اگر تم اسی دن وفات پا گئے تو آزادی جہنم کا خلاصی نامہ خدائے پاک مرحمت فرمائے گا۔ اسی طرح صبح کی نماز سے جب تم فارغ ہو جاؤ تو ۷ مرتبہ یہ کہو۔ اگر انتقال کر گئے تو آزادی جہنم کا پروانہ تمہارے لئے لکھ دیا جائے گا۔

(ابوداؤد: صفحہ ۲۹۳، ابن سنی: صفحہ ۱۳۲)

فائدہ: دیکھئے ان دو فرضوں کے بعد بھی دعاؤں کا ثبوت عملاً و قولاً بھی آپ ﷺ کے عمل سے اور آپ ﷺ کے فرمان مبارک سے ہو رہا ہے اور آپ ﷺ اس کی فضیلت اور تاکید فرما رہے ہیں۔ اب آپ بھی بنجیدگی سے اور طمانیت قلب سے غور کیجئے جس پر آپ نے عمل کیا، جس کی آپ نے فضیلت اور تاکید فرمائی وہ سنت اور مستحب ہوگی یا بدعت اور منکر ہوگی اور کیا اس پر رد اور نکیر کرنا درست ہوگا۔ ہاں اگر مزاج ہی بدل جائے تو دوسری بات ہے۔ خیال رہے کہ

حدیث پاک میں بعد الصلوٰۃ سے مراد فرض کے بعد مراد ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ المفاتیح میں ہے: ”المراد بالصلوٰۃ عند الطلاق المکتوبۃ“ (جلد ۳ صفحہ ۳۱۹)

نماز کے بعد دعاؤں کے ثبوت میں قولی روایتیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ ایک دن پکڑا اور فرمایا اے معاذ میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ حضرت معاذ نے فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان میں بھی آپ سے محبت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا اے معاذ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کسی نماز کے بعد اس دعا کو نہ چھوڑنا: ”اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔“ (ابوداؤد: صفحہ ۲۱۳ نسائی: ابن خزیمہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سے انہوں نے پوچھا کون سی دعا زیادہ باعث قبول ہے آپ نے فرمایا شب اخیر کی دعا اور فرض نماز کے بعد کی دعائیں۔ (نسائی و ترمذی: صفحہ ۵۶۳)

فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز پڑھ لو تو اولاً خدا کی تعریف، حمد و ثناء، بیان کرو، پھر مجھ پر درود پڑھو، پھر جو چاہو دعا کرو۔ (اذاکر: صفحہ ۷۹)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز دو دو رکعت ہے ہر رکعت میں تشہد ہے پھر تَخَضُّعٌ، تَوَاضُعٌ کی بیعت بناؤ، پھر نماز کے بعد دونوں ہاتھوں کی تھیلی کی رخ کو اپنی طرف کرتے ہوئے قبلہ رخ دعا مانگو کہو اے رب اے رب..... (تحفۃ الاحوذی: جلد ۱ صفحہ ۲۳۶ ترمذی: صفحہ ۸۷)

فرض نماز کے بعد کی دعا باعث قبولیت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا کس وقت دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا شب اخیر میں اور فرض نماز کے بعد۔ (ترمذی: صفحہ ۵۶۳)

حضرت جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرض نماز کے بعد کی دعا افضل نماز کے بعد کی دعا سے اسی طرح افضل ہے جیسے فرض نماز کو فضیلت ہے نفل نماز پر۔

(تحفۃ الاحوذی: صفحہ ۲۳۵)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو خدا کی حمد و ثناء کرو۔ پھر درود پڑھو، پھر جو چاہو دعا کرو۔

(ابن سنی: صفحہ ۱۱۳، نزل الابرار: صفحہ ۱۰۱)

فائدہ:..... ان روایتوں سے بھی نمازوں کے بعد دعاؤں کا ثبوت ہو رہا ہے، جب فرض کے بعد دعا کی قبولیت کا وقت ہوگا تو اس دعا کا حکم اور فضیلت ثابت ہو جائے گی۔

مختلف مواقع پر آپ ﷺ سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ باویہ نشین اعرابی آپ ﷺ کے پاس جمعہ کے دن آیا اور کہا اے اللہ کے رسول جانور پریشان ہو گئے، لوگ ہلاک ہو گئے (بارش نہ ہونے کی وجہ سے) تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ اپنے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کیا دعا میں ہاتھ اٹھاتے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ہاں آپ سے جمعہ کے دن کہا گیا بارش کی وجہ سے قحط کا سامنا پڑ رہا ہے زمین خشک ہو رہی ہے جانور ہلاک ہو رہے ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور اتنا اٹھایا کہ بغل کی سفیدی نظر آئی۔

(طحاوی: جلد ۱ صفحہ ۱۹۱، تحفۃ: صفحہ ۲۳۶، بخاری: جلد ۱ صفحہ ۱۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ طفیل بن عمر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آئے اور کہا کہ قبیلہ دوس نے نافرمانی کی آپ ان پر بددعا فرمادیجئے، چنانچہ آپ ﷺ قبلہ رخ ہوئے اور ہاتھوں کو اٹھایا اور دعا فرمائی: ”اللہم اہل دوساً“ اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دیجئے۔

(ادب مفرد: تحفۃ الاحوذی: صفحہ ۲۳۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہے ہیں۔ (مسلم: صفحہ ۲۹۶، تہذیب الاحوذی: صفحہ ۲۳۶)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دعا فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۲۰۹) فائدہ:..... ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔

آپ ﷺ سے ثابت ہے اسی وجہ سے تمام محدثین و فقہاء نے دعا کے آداب میں شمار کیا ہے، اہل حدیث کے محقق عالم محدث عبدالرحمن العظمیٰ نے تحفۃ الاحوذی میں لکھا ہے: "ان رفع الیدین من آداب الدعاء قد ثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین فی کثیر من الدعاء"

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں عرفات میں آپ ﷺ کا ردیف تھا، آپ دونوں ہاتھوں کو اٹھائے دعا فرما رہے تھے۔ (نسائی: صفحہ ۴۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا فرما رہے تھے۔ (ابوہریرہ: صفحہ ۲۳۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی نے آپ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ قبیلہ دوس نے نافرمانی اور انکار کیا ہے آپ ان کے لئے بددعا فرما دیجئے۔ تو آپ ﷺ قبلہ رو ہوئے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کی۔ لوگوں نے گمان کیا کہ آپ ان کے لئے بددعا فرمائیں گے مگر آپ نے ان کے لئے دعا کی اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دیجئے اور ان کو میرے پاس لائیے۔ (ابوہریرہ: صفحہ ۲۳۶)

ان تمام روایتوں سے دعا کے موقع پر آپ ﷺ کا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے، اسی وجہ سے نماز کے بعد یا اور کسی عبادت کے بعد مطلقاً کسی دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا سنت ہے جو دعا کے آداب میں سے ہے۔ تمام فقہاء و محدثین نے اسے آداب دعا میں شمار کیا ہے، محدثین نے باب قائم کر کے اس کی سنیت مشرعیہ کی طرف اشارہ کیا ہے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ادب المفرد میں باب قائم کیا ہے "رفع الیدین فی"۔

الدعاء“ اسی طرح امام ترمذی نے ”باب رفع الایدی عند الدعاء“ قائم کیا ہے۔
(جلد ۲ صفحہ ۱۷۷)

اہل حدیث کے محقق عالم صاحب تحفۃ الاحوذی نے شرح ترمذی میں خود اسے ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ”ان رفع الیدین من اداب الدعاء قد ثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین فی کثیر من الدعاء“ (جلد ۱ صفحہ ۲۳۶)
تجب ہے پھر کس طرح ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے پر رد اور انکار کرتے ہیں۔

دعا میں ہاتھ اٹھانے کی فضیلت اور حکم

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا رب بڑا ہی حیاء دار کریم ہے جب کوئی ہاتھ اٹھا کر اس سے کوئی دعا کرتا ہے تو خالی ہاتھ واپس کرنے میں اسے شرم محسوس ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ: صفحہ ۲۷۷، ابوداؤد: صفحہ ۲۰۹)
فائدہ:..... دیکھئے اس روایت میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی منقبت اور فضیلت ہے اور خدائے پاک کو ایسے ہاتھوں کو نامراد واپس کرنے سے شرم محسوس ہوتی ہے اور جس عمل کی فضیلت اور منقبت حدیث و سنت سے ثابت ہو اس پر رد و انکار درست نہیں۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ دعا مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو کندھے تک اٹھاؤ۔ (ابوداؤد: صفحہ ۲۰۹)

حضرت مالک بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم دعا کرو تو ہتھیلیوں کو اندر کی جانب کرتے ہوئے مانگو۔ (ابوداؤد: صفحہ ۲۰۹)
ابن ابی وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا نماز دو دو رکعت ہو تو ہر دو رکعت پر تشہد پڑھو، خضوع اور مسکت کا ظہار کرو، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر (سلام کے بعد) دعا کرو، اور کہو اے اللہ اے اللہ..... (ابوداؤد: صفحہ ۱۸۳، ابن ماجہ: صفحہ ۹۳)
فائدہ:..... دیکھئے ان روایتوں میں دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا مانگنے کی فضیلت اور تاکید ہے اور جن روایتوں میں فضیلت اور حکم ہوا اسے اختیار کرنا مشروع اور مسنون ہوگا۔

محدثین کرام نے ابواب قائم کر کے اس کے

سنت ہونے کو ثابت کیا ہے

محدثین نے نماز کے بعد دعاؤں کی سنیت اور مشروعیت پر باب قائم کیا ہے، تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ فرض اور دیگر نمازوں کے بعد دعا کرنی سنت یا مستحب ہے۔

- (۱) امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے ”استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ“
- (۲) امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے ”ما یقول اذا سلم“ (صفحہ ۲۱۱)
- (۳) امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے ”الدعاء بعد التسليم“ (صفحہ ۹۷ اور
- ”الدعاء عند الانصراف من الصلوٰۃ“ (صفحہ ۱۹۷)

- (۴) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے ”باب ما یقال بعد التسليم“ (جلد ۱، صفحہ ۶۶)

- (۵) امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے ”باب ما یقول الرجل اذا سلم“ (جلد ۱ صفحہ ۲۲)

- (۶) امام دارمی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے ”القول بعد السلام“ (جلد ۱ صفحہ ۳۱۱)
- (۷) مطالب عالیہ میں حافظ ابن حجر نے ”القول عقب الصلوٰۃ“

- (۸) علامہ منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے الترغیب میں ”اذا کار بعد الصلوٰۃ المکتوبات“ (جلد ۱ صفحہ ۳۵۰)

- (۹) نیل الاوطار میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”فی الدعاء والذکر بعد الصلوٰۃ“ (جلد ۲ صفحہ ۳۰۶)

- (۱۰) ابوبکر بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع الزوائد میں ”الدعاء عقب الصلوٰۃ“ (جلد ۲ صفحہ ۱۳۷)

ان کے علاوہ اور بہت سے محققین محدثین نے نماز کے بعد دعا کی سنیت مشروعیت پر

باب قائم کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی سنیت اور مشروعیت کے قائل ہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں ”واستدل به البخاری رحمه الله تعالى على فضل الدعاء عقب الصلوة كما سيأتي في الدعوات“ (جلد ۳ صفحہ ۲۳۱)

انتباہ

فرض نماز کے بعد دعائے گنگے پر انکار کرنے والے حضرات عموماً ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس عبارت سے استدلال کرتے ہیں ”اما الدعاء بعد سلام من الصلوة مستقبل القبلة او الما مؤمنين فلم يكن من هديه ولا روى عنه باسناد صحيح ولا حسن“ یہ تحقیق اور رائے ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ کے منفردات میں سے ہے، مطلقاً آپ ﷺ سے ثبوت اور اس کی سنت و مستحب ہونے کا انکار صحیح نہیں ہے، ماقبل میں اس کی تحقیق آچکی ہے، خیال رہے کہ جس عمل کی فضیلت و منقبت اور تاکید و حکم اسی طرح آپ ﷺ کا عمل ثابت ہو جائے خواہ ایک دو ہی مرتبہ سہی تو وہ سنت و مستحب ہو جاتی ہے تاوقتیکہ اس کی ممانعت یا اس کا نسخ ثابت نہ ہو جائے، فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا آپ ﷺ سے ثابت ہے لہذا اس کا سنت اور مستحب ہونا ثابت ہو جائے گا اس پر نگیر کر نابدعت قرار دینا جہالت ہے، ہاں چونکہ واجب و لازم نہیں لہذا اس کے نہ کرنے والے پر رد کرنا طعن کرنا درست نہ ہوگا، حافظ ابن حجر ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتح الباری میں رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وما ادعاه النفي مطلقاً مردود فقد ثبت عن معاذ ان
النبي صلى الله عليه وسلم قال له يا معاذ والله اني
لا احبك فلاتدع دبر كل صلاة ان تقول اللهم
اعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك الخ

(فتح الباری: جلد ۱۱، صفحہ ۱۳۸)

علامہ ابوصالح دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی سبل الہدیٰ میں علامہ ابن قیم کی رائے پر

اختلاف کرتے ہوئے حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے کو نقل کر کے دعا کی مشروعیت کو محقق قرار دیا ہے۔
(سبل الہدیٰ والرشاد جلد ۸، صفحہ ۱۷۱)

پس حد اعتدال و راہ مستقیم اس سلسلے میں یہ ہے کہ واجب و لازم نہیں (کہ نہ آپ نے حکم دیا نہ دوا عمل فرمایا) کہ نہ کرنے والے پر ملامت کی جائے اور کرنے والے پر نہ رد و نکیر کی جائے۔

نماز کے مجموعی سنن مستحبات کا بیان

صاحب نور الایضاح نے نماز کی ۵۱ سننوں کو بیان کیا ہے۔ جس کی تفصیلی وضاحت اور اس کی تحقیق مستند حوالوں سے ذکر کر رہے ہیں۔

نماز جو ایمان و اسلام کی اساس ہے۔ اور مسلمانوں کا اولین فریضہ ہے، اسے سنن و مستحبات کی رعایت کے ساتھ ادا کرے، اسے بوجھ سمجھ کر جلدی سے سر سے پھینکنے کی کوشش نہ کرے، اطمینان سکون طمانیت کے ساتھ سنن و آداب کی رعایت کرتے ہوئے ادا کرے تاکہ یہ بنیادی اور اساسی فریضہ کامل مکمل طور پر ادا ہو کر خداوند قدس کی رضا و خوشنودی کا سبب بنے اور اس کے نفع و برکات کا آخرت کے علاوہ اس دنیا میں بھی حاصل ہو کر سعادت دارین کا باعث ہو۔

ہاتھوں کا کانوں کی لوتک اٹھانا سنت ہے

(۱)..... رفع الیدین للتحریمة حذاء الاذنین للرجل الخ

(نور الایضاح: صفحہ ۷۷، طحاوی: ۱۳۹)

تکبیر تحریرہ کے وقت مردوں کو دونوں ہاتھوں کا کان کے مقابل تک اٹھانا۔

یعنی جب نماز شروع کرے تو نیت کے بعد اپنی دونوں ہتھیلیوں کو کان کے مقابل اس طرح اٹھائے کہ انگوٹھے کان کی لوتک آجائیں۔
(طحاوی صفحہ ۱۳۹، فتح القدیر صفحہ ۲۸۱)

(بحر: صفحہ ۳۲۲، الشامی: صفحہ ۳۸۲)

یہ انگوٹھے کان کی لو کو چھو جائیں۔

یا انگوٹھے اس کے محاذ اہ اور مقابل میں آجائیں۔ خواہ کان کی لو کو نہ لگیں۔

(کنز الدقائق: طحاوی علی الراقی: صفحہ ۱۵۲)

دونوں صورتیں مسنون ہیں۔ یعنی انگوٹھوں کا کان کی لو سے سنا اور اس کے مقابل میں ہونا۔

ہاتھ اٹھانے کے بعد فوراً تکبیر کہنا

..... دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کے بعد فوراً تکبیر (اللہ اکبر) کہے۔

(طحاوی: صفحہ ۱۱۱، الشامی: صفحہ ۲۸۲)

اور یہ بھی سنت ہے کہ اللہ اکبر کہے اور ہاتھ اٹھائے۔

”کذا فی البحر فیکبر اولاً ثم یرفع یدیه“ (صفحہ ۳۲۲)

اسی طرح یہ بھی مسنون ہے کہ ہاتھ کا اٹھانا اور تکبیر کا کہنا دونوں ایک ساتھ ہو۔

(طحاوی: صفحہ ۱۱، بحر: صفحہ ۱۱، السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۳۹)

..... اگر کسی عذر کی وجہ سے ہاتھ کان تک نہ اٹھا سکے مثلاً ہاتھ میں درد ہو،

کندھے میں درد ہو یا جاڑے کے کپڑے میں ٹھنڈک کی زیادتی کی وجہ سے لمبوس ہو تو

جہاں تک اٹھ سکے اٹھائے۔ ”فلو لم یقدر علی الرفع المسنون..... رفع بما قدر،

(طحاوی: صفحہ ۱۳۹)

مجمع الانہر“

..... اگر دونوں ہاتھوں کو اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلی تو کندھے کے مقابل ہو اور

انگلیاں کان کے مقابل آجائیں تو یہ بھی مسنون ہے۔ ”عند المحاذۃ الیدین

للمنکبین من الرسغ تحصل المحاذۃ للاذنین بالابہا مین“

(الشامی: صفحہ ۲۸۳، السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۵۳)

اسی طرح عید و بقر عید کی زائید تکبیروں میں اور قنوت کی تکبیر میں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے۔

(طحاوی: صفحہ ۱۳۹)

ہاتھوں کا کندھے تک اٹھانا مردوں کے لئے خلاف سنت ہے

..... اس سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ جو تغافل اور سستی سے ہاتھ کندھے سے

بھی نیچے اٹھاتے ہیں، یا جلدی سے سینے کے مقابل ہی میں ہاتھ اٹھا کر باندھ لیتے ہیں، بالکل خلاف سنت طریقہ ہے:

عورتوں کو کندھے تک اٹھانا سنت ہے

..... عورتیں اپنے ہاتھوں کو کندھے ہی تک اٹھا کر باندھ لیں گی۔

(بحر الرائق: صفحہ ۳۲، طحاوی: صفحہ ۱۳۹، الشافعی: صفحہ ۲۸۳)

قیام کی حالت میں نظر سجدے کی جگہ کی جانب کرنا سنت ہے

..... تکبیر تحریمہ کے بعد قیام کی حالت میں نماز کے لئے مسنون و مستحب یہ

ہے کہ نگاہ سجدہ گاہ کی جانب رکھے۔

(نور الایضاح: طحاوی: صفحہ ۱۳۹)

(۲)..... نشر الاصابع:

انگلیوں کا (سیدھا) کھلا ہونا

یعنی انگلیوں کا تکبیر تحریمہ کے وقت نہ بالکل الگ الگ کشادہ رکھنا اور نہ بالکل ملا

کر رکھنا۔

..... مطلب یہ ہے کہ انگلیاں اپنی اصلی حالت پر کھلی رہیں گی۔ بالکل ملی اور

شئی نہ رہیں گی جیسا کہ سجدہ میں اور نہ بالکل کشادہ اور الگ الگ جیسا کہ رکوع میں۔ بلکہ ان

دونوں حالتوں کے بیچ رہیں گی۔

ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی جانب رکھنا

..... ہتھیلیوں اور انگلیوں کا اندرونی رخ قبلہ کی جانب رہے۔ پوری ہتھیلی اور

انگلیاں اس طرح سیدھی اور کھلی رہیں گی کہ مکمل ہتھیلی کا رخ بالکل سیدھے قبلہ کی جانب رہے۔

(طحاوی: صفحہ ۱۳۹، الشافعی: صفحہ ۴۷، بحر: صفحہ ۳۲۰)

..... اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ہتھیلی کا رخ کان کی طرف رکھتے ہیں جس سے چھوٹی انگلی کا رخ تو قبلہ کی جانب اور انگوٹھے کا رخ پورب کی طرف ہوتا ہے جیسا کہ اکثر لوگ کرتے ہیں عوام تو کیا خواص بھی اس میں گرفتار ہیں، خلاف سنت ہے۔ خیال رہے کہ پوری ہتھیلی کا رخ قبلہ کی جانب رکھنا مسنون، اکثر لوگ اس سے تساہل اور غفلت برتتے ہیں۔ کچھ تو بالکل تلوار کی طرح اور کچھ نیڑھا رکھتے ہیں سب غلط ہے۔ ”ویکون بطن الکف والاصبع الى القبلة، طحطاوی حتی تکنون الاصابع مع الکف مستقبل القبلة“ (الثانی: صفحہ ۱۱)

تکبیر کے وقت سر جھکانا خلاف سنت ہے

..... تکبیر تحریمہ کے وقت بعض لوگ سر کو ذرا جھکا دیتے ہیں۔ اور سوچتے ہیں کہ اس میں تواضع اور مسکنت کا اظہار ہے، یہ طریقہ غلط خلاف سنت بدعت مکروہ ہے۔ (الثانی: صفحہ ۱۱، بحر: صفحہ ۳۲)

(۳)..... ومقارنة احرام المقتدی لاحرام امامہ: (طحطاوی: صفحہ ۱۴)

مقتدی کی تکبیر تحریمہ کا امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا

یعنی جیسے ہی امام اللہ اکبر کہے ویسے ہی مقتدی بھی اللہ اکبر اس کے بعد منھلا کہے، نیت وغیرہ کی وجہ سے تاخیر نہ کرے یہ خلاف سنت ہے۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۴) اور یہ بھی درست اور صحیح یعنی مسنون ہے کہ جیسے ہی امام تحریمہ کی تکبیر شروع کرے تو اس کے بعد یہ کرے اس طرح کے امام اللہ اکبر کہے تو یہ اللہ شروع کر دے ”فیصل الف اللہ من المقتدی براء اکبر من الامام.“ (طحطاوی: صفحہ ۱۴)

..... خیال رہے کہ امام کے ساتھ تکبیر میں احتیاط کی ضرورت ہے، ایسا نہ ہو کہ امام کے اللہ ختم کرنے سے پہلے مقتدی کا اللہ ختم ہو جائے، یا امام کے اکبر سے پہلے مقتدی اکبر کہہ دے تو یہ درست نہ ہوگا۔ اسے دوبارہ تکبیر کہنی پڑے گی۔

(طحطاوی: صفحہ ۱۴، سعایہ: صفحہ ۱۵۱)

..... افضل یہ ہے کہ امام کے (فظہ) اللہ کے بعد مقتدی اللہ کہنا شروع کرے۔

”والمختار للمقتدی فی التحریمۃ افضلیۃ التعقیب“ (طحاوی: صفحہ ۱۳۰)

تکبیر تحریمہ پانے کی حد کا بیان

..... تکبیر تحریمہ کے پانے کی حد کے سلسلے میں فقہاء کے متعدد اقوال ہیں:

① امام کے اللہ اکبر سے موصول مقتدی کا بلا تاخیر کے اللہ اکبر کہنا۔

② ثناء تک۔

③ نصف سورہ فاتحہ تک۔

④ پوری سورہ فاتحہ تک۔

⑤ رکوع سے پہلے اللہ اکبر کہہ کر شریک ہونے والا۔ (طحاوی: صفحہ ۱۳۰)

..... تکبیر کے بعد جس قدر موصول اور جلدی شریک ہو جائے گا اسی قدر

فضیلت کا حامل ہوگا۔

..... آخری قول یہ ہے کہ جو شخص رکوع میں جانے سے پہلے شریک ہو گیا وہ

تحریمہ کی فضیلت پانے والا ہو گیا۔

..... تکبیر تحریمہ میں شریک ہونے کی بڑی فضیلت حدیث پاک میں وارد

ہے، اس کا اہتمام کرے، اس فضیلت کو پانے کے لئے شروع نماز سے ہی شرکت کا اہتمام کرے اور اقامت سے قبل مسجد میں حاضر ہو جائے۔

ہاتھ رکھنے کا مسنون طریقہ

(۴)..... وضع الرجل یدہ الیمنی علی الیسری تحت سرته

(نور الایضاح بطحاوی: صفحہ ۱۳۰)

مردوں کا اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

یعنی مردوں کے لئے ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہتھیلی کو بائیں

ہاتھ کے گئے پر اس طرح رکھے کہ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور بائیں ہاتھ کے گئے پر رکھے، اور پکڑے اور باقی دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی کلائی پر پھیلی رہیں گی۔ یعنی انگلیاں لمبائی میں کہنی کے رخ رہیں گی۔

(طحاوی: صفحہ ۱۴۱، شامی: صفحہ ۴۸۷، کبیری)

..... اگر چھوٹی انگلی اور اس کے بعد والی انگلی سے اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کے گئے کو پکڑو اور بائیں ہاتھ کی کلائی پر دو انگلی بیچ والی اور شہادت والی رکھی تو بھی ٹھیک ہے، خلاف سنت نہیں ”کذا فی البدائع“ مگر افضل اور بہتر پہلا ہی طریقہ ہے۔

بہر صورت ناف کے نیچے ہاتھوں کو باندھنا اور رکھنا احناف کے نزدیک مسنون ہے۔ (طحاوی: بحر، الشامی وغیرہ)

ہاتھ باندھنے کا غلط طریقہ

..... بعض لوگ چاروں انگلیوں اور انگوٹھے سے بائیں کلائی کو پکڑتے ہیں، خلاف سنت ہے۔

..... بعض لوگ گئے پر رکھنے کے بجائے بیچ ہاتھ میں حلقہ باندھتے اور رکھتے ہیں یہ بھی خلاف سنت ہے۔

..... اسی طرح ۱۳ انگلیوں اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر صرف انگشت شہادت کو رکھنا یہ بھی خلاف سنت ہے۔

..... اسی طرح ۳/۲ انگلیوں کو یا ۲/۱ انگلیوں کو کلائی پر سیدھی رکھنے کے بجائے بڑھا اور مڑا رکھنا غلط ہے۔

..... بلا حلقہ بنائے یوں ہی رکھنا جیسا کہ بعض کو دیکھا جاتا ہے خلاف سنت ہے۔

..... اکثر و بیشتر لوگ غفلت اور تساہل سے ہاتھ پیٹ پر رکھتے ہیں۔ یہ بھی خلاف سنت ہے، سینہ پر رکھنا تو حضرات شوافع کے یہاں ہے مگر پیٹ پر رکھنا کسی امام کے یہاں نہیں ہے۔

..... ہاتھ کی ہتھیلی دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے نیچے رہے گی لنگی نہ رہے گی
جیسا کہ بعض لوگ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو نیچے لٹکا دیتے ہیں خلاف سنت ہے۔ یہ سب طریقے
احادیث اور فقہاء کرام کے بیان کردہ طریقہ کے خلاف ہے، جو جہالت اور غفلت کی وجہ
سے لوگوں میں رائج ہو گئے ہیں۔

..... تکبیر سے فارغ ہوتے ہی ہاتھوں کو بلا نیچے گرائے باندھا جائے گا۔
(بحر الرائق: صفحہ ۳۲۶، الثامی: جلد ۱ صفحہ ۴۸۷، فتح القدیر: صفحہ ۲۸۷)

ہاتھ گرا کر باندھنا خلاف سنت ہے

..... بعض لوگ ہاتھ گرا کر پھر باندھتے ہیں احناف کے یہاں یہ طریقہ
خلاف سنت ہے۔ بضع کما فرغ من التكبير ولا يرسل وبه جزم قاضی خان،
(المعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۵۷)

عیدین اور قنوت میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ

..... عیدین کی تکبیروں میں بھی بلا ہاتھ گرائے ہاتھ باندھا جائے گا۔
(المعایہ: صفحہ ۱۵۹)
..... ہاتھ باندھنے اور رکعت کا یہی طریقہ قنوت کی حالت میں اور جنازہ کی
نماز میں بھی ہے۔ (بحر الرائق: صفحہ ۳۲۶، المعایہ: صفحہ ۱۱)
..... بیٹھ کر نماز پڑھنے میں بھی ہاتھ کے باندھنے کا یہی طریقہ مذکورہ مسنون
ہے۔ (بحر الرائق: جلد ۱، صفحہ ۳۲۶، لطاوی علی الدرر: صفحہ ۲۱۸، فتح القدیر: صفحہ ۲۸۸)

قبر اطہر پر ہاتھ باندھنے کا طریقہ

..... نبی پاک ﷺ کی قبر اطہر کی زیارت کے وقت بھی مواجہہ میں اسی طرح
ہاتھ باندھ کر قبلہ رخ پشت کر کے کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام کیا جائے گا، البتہ کسی صحابی اور

بزرگ کے قبر پر ایسا نہیں کیا جائے گا مکروہ و ممنوع ہے۔ ”فسی فتناوی عالمگیری نقلا عن الاختیار شرح المختار فی بحث الزیارة فتو جہ الی قبرہ علیہ الصلوۃ والسلام فیقف عند راسہ..... ویقف کما یقف فی الصلوۃ“ (السعادی جلد ۲ صفحہ ۱۶۰)

عورتوں کے لئے ہاتھ باندھنے کا طریقہ

(۵)..... وضع المرأة یدیہا علی صدرہا من غیر تحلیل:

(نور الایضاح: صفحہ ۷۷، طحاوی: صفحہ ۱۳۱)

عورتیں اپنے ہاتھوں کو بلا حلقہ بنائے سینہ پر رکھیں گی۔

یعنی عورتوں کے لئے ہاتھ باندھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اپنی دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی پر بلا حلقہ بنائے سینہ پر رکھیں گی۔ (الشمی: صفحہ ۴۸۷، طحاوی: صفحہ ۱۳۱)

..... عورت اپنی ہتھیلی کو صرف رکھیں گی پکڑیں گی نہیں۔

(السعادی: صفحہ ۱۵۶، طحاوی: صفحہ ۱۳۱)

خشتی کے لئے مسنون طریقہ

..... یہی حکم خشتی کا بھی ہے۔ (الشمی: صفحہ ۴۸۷، طحاوی علی الدر: جلد ۱ صفحہ ۲۱۷)

نشاہر ایک کے لئے پڑھنا سنت ہے

(۶)..... النشاء:

نشاء پڑھنا۔

یعنی اللہ اکبر تکبیر تحریمہ کے بعد خواہ امام ہو یا منفرد یا مقتدی ہو یہ پڑھے، ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ“ مراقی الفلاح، ہر نماز پڑھنے والا شروع نماز میں نشاء پڑھے گا، مسبوق بھی رکعت جب پوری کرے گا تو نشاء سے شروع کرے گا۔

اگر امام نے قرأت شروع کر دی تو اب شانہ پڑھے

..... اگر امام نے قرأت شروع کر دی ہو تو مقتدی شاء اب نہیں پڑے گا،

”فالمقتدی یاتی به مالم یشرع الامام فی القراءة“ (طحاوی: صفحہ ۱۳۱، الشامی: صفحہ ۴۸۸)

..... اگر مقتدی سری نماز میں ظہر عصر میں شریک ہو رہا ہے تو بہر صورت شاء

پڑھے گا۔

”وان کان فی صلوة المخافة یثنی وعلیه الفتوی نفع المفتی والسائل“

(صفحہ ۸۱)

امام اور منفرد اعوذ باللہ پڑھیں

(۷)..... والتعوذ للقرأة:

اور تلاوت کے لئے ”اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم“ پڑھنا۔

(بحر الرائق: صفحہ ۳۲۸)

یہ تعوذ پڑھنا امام اور منفرد تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے ہے، مقتدی کے لئے نہیں

(طحاوی)

ہے۔ ”الامام والمنفرد المقتدی“

..... ہاں اگر مقتدی امام کے پیچھے شیطانی وسوس کے دور کرنے کے لئے

”اعوذ باللہ الخ“ پڑھنا چاہے تو اس کی اجازت اور گنجائش ہے۔

(طحاوی علی الرائق: صفحہ ۱۳۱، علی الدر: صفحہ ۲۱۸)

اگر ثنا اور تعوذ خلاف ترتیب ہو جائے تو

..... اگر کسی نے ثنا سے پہلے بھولے سے اعوذ باللہ پڑھ لیا تو دوبارہ صحیح

(صفحہ ۲۲۹)

کرتے ہوئے اولاً ثنا پڑھے پھر اعوذ پڑھے۔

..... اگر اعوذ باللہ سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا تو پھر سے ترتیب صحیح کرتے ہوئے

اعوذ باللہ پھر بسم اللہ پڑھے۔ (شامی: صفحہ ۲۸۹)

..... اگر اعوذ باللہ پڑھنا بھول گیا۔ یہاں تک سورہ فاتحہ پڑھنے لگا تو اب

اعوذ باللہ نہ پڑھے گا۔ (بحر الرائق: صفحہ ۳۲۹)

..... اسی طرح تکبیر کے بعد قرأت شروع کر دیا ثنا اور بسم اللہ بھول گیا تو اب

دوبارہ نہ لوٹائے۔ (الشامی: جلد ۱ صفحہ ۱۸۹)

عیدین میں تکبیرات زوائد کے بعد اعوذ باللہ پڑھے

..... عید اور بقر عید کی نماز میں امام تکبیر زوائد کے بعد اعوذ باللہ پڑھے گا۔

”ان الامام یاتی بالتعوذ بعد تکبیرات الزوائد فی الركعة الاولى“

(بحر: صفحہ ۳۲۸)

”هكذا فی الدر المختار وقال الشامی وبه نأخذ“ (الشامی: صفحہ ۳۹۰)

ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا

(۸)..... التسمیہ فی اول کل رکعة:

اور ہر رکعت کے شروع میں (اعوذ باللہ کے بعد) بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا۔

یعنی امام اور منفرد تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے سنت یہ ہے کہ اعوذ باللہ کے بعد بسم

اللہ پڑھے۔ (طحاوی: صفحہ ۱۳۱)

البتہ مقتدی بسم اللہ نہ پڑھے گا۔ (در مختار: الشامی)

”اما المقتدی فلا دخل فیہا فانه لا یقرأ“ (بحر: صفحہ ۳۲۹)

امام کے ساتھ نماز پڑھنے والا ثنا پڑھ کر خاموش ہو جائے گا۔

مسابوق بھی ہر قرأت سے پہلے بسم اللہ پڑھے گا

..... اسی طرح مسابوق بھی اپنی نماز کے شروع میں قرأت سے قبل بسم اللہ پڑھے گا۔

بسم اللہ ہر صورت میں آہستہ پڑھنا سنت ہے

..... نماز جبری ہو یا سری بہر صورت بسم اللہ پڑھنا آہستہ سے سنت ہے۔

(بخاری: صفحہ ۳۳۰)

”تشمیل الصلاة الجهرية والسرية“

منفرد و تنہا نماز پڑھنے والا ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھے گا۔

سورت سے پہلے بھی بسم اللہ پڑھ سکتا ہے

اگر سورۃ فاتحہ کے بعد اور سورۃ سے پہلے بسم اللہ پڑھے تو اس کی اجازت ہے مگر احناف کے نزدیک سنت نہیں ہے:

”كذافي الدرر لانتس بين الفاتحة والسورة وفي الشامية ان

سمى بين الفاتحة والسورة البقرة سرا او جهرا كان حسنا عند ابي

(صفحہ: ۳۹۰)

حنيفة ورجه المحقق ابن همام وتلميذه الحلبي“

فرض، سنت اور نفل کی ہر رکعت میں بسم اللہ سنت ہے

..... فرض سنت نفل کی ہر رکعت میں الحمد للہ سے پہلے بسم اللہ الخ پڑھنا

(مرآۃ المفاتیح: صفحہ ۱۵۳)

سنت ہے، ”(يسمى في كل ركعة فرضا او نفلا)“

فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا

(۹)..... والتامين:

سورۃ فاتحہ کے ختم پر آہستہ سے آمین کہنا۔

یعنی امام جب سورۃ فاتحہ کو پوری کرے تو مقتدی آمین آہستہ سے ادا کرے، اسی طرح

تنہا نماز پڑھنے والا بھی سورۃ فاتحہ کے ختم پر آمین آہستہ سے کہے۔ (المطہادی، الشامی: جلد ۱ صفحہ ۳۹۲)

اسی طرح جمعہ اور عیدین میں بھی ختم فاتحہ پر آمین آہستہ سے کہے۔ (الشامی: صفحہ ۱۱)

ربنا لک الحمد آہستہ سے کہنا

(۱۰)..... والتحمید:

(اور امام کے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کے بعد) آہستہ سے تحمید (رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) کہنا بہتر ہے کہ ”اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ پڑھے۔ اسی طرح ”اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ بلاواؤ کے ساتھ بھی پڑھ سکتا ہے اسی طرح ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ بھی پڑھ سکتا ہے اور ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ بلاواؤ کے سب سنت سے ثابت ہے۔

ترتیب کے اعتبار سے سب سے بہتر اول پھر دوم پھر سوم ہے۔ ”اَفْضَلُهُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ (شامی: صفحہ ۴۹۷)

(۱۱)..... والا سرار بہا:

ان سب یعنی ”ثناء، تَعُوذ، بِسْمِ اللّٰهِ آمین“ اور ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ کا آہستہ پڑھنا سنت ہے خواہ امام ہو یا مقتدی، مسبوق ہو یا منفرد خواہ فرض نماز ہو یا سنت۔ (مرآۃ الفلاح لطحاوی: صفحہ ۱۴۲)

آہستہ سے پڑھنے کی حد کیا ہے؟

📖..... آہستہ پڑھنے کی حد یہ ہے کہ خود پڑھنے والے کے کان میں آواز محسوس ہو رہی ہو، اور حروف ایک دوسرے سے صحیح اور ممتاز ہو کر نکلے۔ ”فشرط الہند وانی والفضلی لو جودھا خروج صوت یصل الی اذنک انه لا یجزیہ ومالم تسمع اذناہ..... واکتفیا بتصحیح الحروف“ (الثامیہ: صفحہ ۵۳۳)

دل میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی

بعض لوگ من من یعنی دل میں پڑھتے ہیں ان کے ہونٹوں سے حرکت محسوس نہیں ہوتی ہونٹ نہیں ہلتے ان کی قرأت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے نماز نہیں ہوتی بہت سے لوگ

ایسے ہیں جو اسی طرح چپ چاپ نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے ہونٹوں میں بھی حرکت نہیں ہوتی اور نماز پڑھتے ان کی عمر گزر گئی۔ ”اللہم اھدنا“

(۱۲)..... والاعتدال عندالتحریمہ من غیر طاعة الراس :

تکبیر تحریمہ کے وقت ٹھیک سے سیدھا کھڑا ہونا، بلاسر کے جھکائے ہوئے۔

(نورالایضاح، جلد ۱: صفحہ ۱۳۳)

یعنی جس وقت تکبیر تحریمہ اللہ اکبر ہے اس وقت بالکل سیدھا کھڑا ہونا سر کو جھکائے اور نہ گردن جھکائے اور نہ جسم جھکائے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ تحریمہ کے وقت ذرا سر کو جھکا ڈالتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس میں تواضع اور سکینت کا اظہار ہے اور تخشع و تخفض ہے یہ غلط ہے خلاف سنت اور بدعت ہے اگر یہ سر جھکانا بہتر اور آداب اور تواضع کا مظہر ہوتا تو آپ ﷺ کرتے اور احادیث میں اس کا ذکر ہوتا فقہاء کرام اسے آداب میں ذکر کرتے۔ لہذا جو لوگ ایسا کرتے ہیں خلاف سنت اور امر بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ”ومن السنن ان لا یطاطی راسہ عند التکیبہ کما فی المبسوط وهو بدعة“ (بزار، توفیق صفحہ ۳۲۰، الشافعی: صفحہ ۳۷۵)

تکبیر تحریمہ سے پہلے ہاتھ نہ باندھے

..... اسی طرح تکبیر تحریمہ سے قبل جب تکبیر کے وقت کھڑا ہو تو ہاتھ کو کھلا سیدھا رکھے تکبیر تحریمہ سے قبل ہاتھ کا باندھ رکھنا خلاف سنت وضع ہے۔

اللہ اکبر اور سمع اللہ امام زور سے کہے

(۱۳)، (۱۴)..... وجہر الامام بالتکبیر والتسمیع :

امام کا تمام تکبیر اور ”سمع اللہ لمن حمده“ زور سے پڑھنا سنت ہے۔

(نورالایضاح: صفحہ ۷۱)

یعنی امام کے لئے تکبیر تحریمہ کا اور اسی طرح تمام تکبیریں جو رکوع و سجود میں آتے جاتے ہوتی ہیں اسی طرح ”سمع اللہ لمن حمده“ کا اتنے زور سے پڑھنا سنت ہے کہ مقتدی سن لیں اور

ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف جانے کا علم مقتدی کو ہو جائے۔ (شامی: صفحہ ۴۷۵)
اس زمانہ میں چونکہ لاؤڈ اسپیکر کی سہولت ہے لہذا ازدحام اور بھیڑ کے موقعہ پر اس کا بہتر انتظام کر دیا جائے اور مکمرین کا انتظام بھی رکھا جائے۔ تاکہ لوگوں کی نماز خراب نہ ہو خصوصاً جمعہ اور عیدین میں اس کا معقول اور بہتر انتظام رکھا جائے۔
امام کا اتنا آہستہ تکبیر ادا کرنا کہ مقتدی نہ سن سکے خلاف سنت الیحدہ ہے۔

کھڑے ہونے میں قدم کا فاصلہ چار انگلی کا ہو

(۱۵)..... وتفريج القدمین فی القيام قدر اربع اصابع:
قیام کھڑے ہونے کی صورت میں دونوں قدموں کے درمیان ۴/ انگل کا فاصلہ ہوتا۔
(نور الایضاح: صفحہ ۱۷۱، طحاوی: صفحہ ۱۴۲)

قیام کا مسنون طریقہ

نماز میں قیام اور کھڑے ہونے کا مسنون اور سنت طریقہ یہ ہے کہ دونوں پیر قبلہ کی جانب سیدھے رہیں اور دونوں قدم کے درمیان قریب ہاتھ کی انگلی سے ۴/ انگل کا فاصلہ رہے۔ بالکل ملا کر رکھنا اور بہت زیادہ پھیلا کر رکھنا خلاف سنت ہے۔

”یستحب ان یکون بین الرجلین عند القيام مقدار اربعة اصابع
كما فی البزازیہ والسعایہ ص ۱۱۱ طحاوی: ص ۱۴۳، نفع
المفتی والسائل ص ۸۱“

..... عموماً لوگ اس سنت میں بہت بے پرواہی کرتے ہیں عموماً یا تو فاصلہ کم رکھتے ہیں یا زائد رکھتے ہیں جو سنت یا مستحب کے خلاف ہے۔

پاؤں کا ٹیڑھا رکھنا خلاف سنت ہے

..... اسی طرح کھڑے اور قیام کی حالت میں پیروں کو ٹیڑھا رکھتے ہیں،

حالانکہ دونوں قدموں کو بالکل سیدھا رکھنا سنت ہے تاکہ انگلیوں کا رخ سیدھا قبلہ کی جانب ہو، اکثر لوگوں کو آپ اسی طرح دیکھیں گے اس طرح انگلیوں کا رخ قبلہ سے مڑ جاتا ہے مکمل طور پر بجانب قبلہ نہیں ہوتا حالانکہ نماز میں بہر صورت ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کا رخ قبلہ ہونا مستقل سنت ہے۔ ”ومن سنن الصلاة توجیہه اصابع رجليه الى القبلة“ (الثانی: صفحہ ۵۰۴)

..... ہاں اگر موٹے ہونے کی وجہ سے یا اور کسی عذر کی وجہ سے قدمین کے درمیان ۲/۱ انگل کا فاصلہ مشکل ہوتا ہو زائد فاصلہ جس میں سہولت ہو کوئی حرج نہیں۔ ”اما اذا كان به سمن او اذرة يحتاج الى تفریج واسع فالامر عليه سهل طحطاوی“ (مفتی: جلد ۱، صفحہ ۱۱۱)

ایڑی کے بل کھڑا ہونا خلاف سنت ہے

..... قیام کی حالت میں پورے قدم کا زمین پر رکھنا ضروری ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص بلا عذر کے پیر کی انگلیوں کے بل کھڑا رہا یا ایڑی کے بل کھڑا رہا تو یہ درست نہیں مکر وہ تحریمی ہے۔ (المنہاج: جلد ۲، صفحہ ۱۱۱)

دائیں بائیں ہلنا جلنا مکروہ ہے

..... قیام کی حالت میں دائیں بائیں ہلنا اور جھومنا مکروہ ہے۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۳۳)

ایک پیر کے سہارے کھڑا ہونا مکروہ

..... ایک پیر کے بل نماز میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ ”ویکروہ القيام علی احد القدمین فی الصلوة“ (الثانی: صفحہ ۴۴۴)

..... البتہ طویل قیام ہو لمبی سورت پڑھ رہا ہو جیسا کہ نوافل میں تو اس کی گنجائش ہے کہ کبھی ایک پیر کا سہارا لے لے اور کبھی دوسرے پیر کا۔ (طحطاوی: جلد ۱، صفحہ ۱۳۳)

کس نماز میں کونسی سورت پڑھے

(۱۶).....ان تكون السورة المضمومة للفتحة من طوال

المفصل في الفجر والظهر:

مقیم کے لئے فجر اور ظہر میں سورۃ فاتحہ کے بعد طوال مفصل کی سورتوں کا پڑھنا اور عصر اور عشاء میں اوساط مفصل سے پڑھنا، اور مغرب میں قصار مفصل سے پڑھنا سنت ہے۔

یعنی سورۃ فاتحہ کے بعد سورتوں کے ملانے میں مسنون طریقہ ان کے لئے جو مقیم ہیں اپنے گھر اور علاقے میں ہیں سفر میں نہیں ہیں یہ ہے کہ فجر میں لمبی سورتیں ملائے۔

طوال مفصل: سورۃ حجرات سے لے کر سورۃ بروج تک ہے الشامی صفحہ ۵۴۰ بعضوں نے سورۃ محمد سے، سورۃ فتح سے، اور سورۃ قاف سے لے کر سورۃ بروج کی سورتوں کو کہا ہے۔

(طحاوی: صفحہ ۱۳۳)

..... اسی طرح ۲۰/۱۰۰ پچاس ساٹھ آیتوں کی مقدار کو پڑھنا تو بھی مسنون مقدار ادا ہوگئی۔

(طحاوی: صفحہ ۱۳۳، الشامی:)

اوساط مفصل: سورۃ بروج سے لے کر سورۃ لم یکن تک ہے۔ شامی صفحہ ۵۴۰ اسی

طرح ۲۵، ۲۰ کی مقدار پڑھ لیا تو مقدار مسنون ادا ہوگئی۔

قصار مفصل: سورۃ لم یکن سے سورۃ ناس تک ہے۔

..... مغرب میں کوئی چھوٹی سورت یا ۵/۵ آیتوں کی مقدار پڑھنا مسنون ہے۔

(طحاوی: صفحہ ۱۳۳، الشامی: صفحہ ۵۴۰)

ظہر میں بھی طویل قرأت نماز فجر کی طرح ہوگی۔ ”والظہر کا الفجر“

(طحاوی: ، الشامی: صفحہ ۵۴۱)

اکثر و بیشتر امام ظہر میں مختصر اور چھوٹی سورتوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں، یہ خلاف سنت

ہے پوری ایک سورۃ کا پڑھنا مسنون ہے۔ ”ان الافضل فی کل رکعة الفاتحة

وسورة تامة“

اگر وقت تنگ ہو یا عذر ہو تو

..... وقت اگر تنگ ہو یا اور کوئی عذر ہو تو چھوٹی سورتوں پر اکتفا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (الشیخ: صفحہ ۵۴)

..... اگر قوم کو انشراح ہو اور گرانی نہ ہو تو اس مقدار سے زائد بھی پڑھ سکتا ہے۔ ”وتارة یقرأ اکثر ما ورد اذا لم یمل القوم“ (الشیخ: جلد ۱ صفحہ ۵۴) فرائض میں سورتوں کی یہی مقدار مسنون ہے۔ کبھی کبھار اس مقدار مذکور سے کم پر اکتفا کر لینا، یعنی اتنا کبھی ایسا کرنا درست ہے۔

..... وقت اور حال کے پیش نظر مثلاً بارش، دھوپ یا اور کسی عذر کی وجہ سے اس مقدار مسنون کے خلاف چھوٹی سورتیں پڑھ لینے کی اجازت ہے، خلاف سنت نہیں ہوگا۔ ”واقصر سورة من فصاه عند ضیق وقت او نحوه من الاعذار“ (الشیخ: جلد ۱ صفحہ ۵۴) مسافر حسب ہولت جو سورت چاہے پڑھے اجازت ہے۔

(طحاوی، الشیخ: جلد ۱ صفحہ ۵۳۹)

فرض نماز میں قرأت کا مسنون طریقہ

..... فرض میں سورہ فاتحہ اور سورہ ذرا تر تیل کے ساتھ قرأت کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھے، جلدی حد کے ساتھ نہ پڑھے، نفل میں تہجد کی نماز میں جلدی جلدی پڑھ سکتا ہے، اور تراویح میں نہ آہستہ آہستہ اور نہ جلدی جلدی بلکہ بیچ درمیانی قرأت کی صورت اختیار کرے۔ (الشیخ: صفحہ ۵۴)

فرض نماز میں امام کو چاہئے کہ مشہور اور رائج قرأت کرے، عوام کی رعایت کرتے ہوئے کہ وہ بھڑک نہ جائیں۔

”لابقرا الروایات الغریبة والامالات..... ولا یقرا عندہم مثل قراءة ابن جعفر وابن عامر، وعلى بن حمزة والکسانی“ (صفحہ ۵۴)

فجر کی پہلی رکعت کو ذرا طویل کرنا مسنون ہے

(۱۷).....واطالة الاولى في الفجر:

اور فجر کی پہلی رکعت کو ذرا لمبی کرنا:

یعنی سنت ہے کہ فجر کی پہلی رکعت میں قرأت ذرا زیادہ کرے کہ دوسری رکعت کے مقابلہ میں لمبی ہو جائے۔

تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ پہلی رکعت پالیں۔ (طحاوی، والشی: صفحہ ۵۴۲)

اسی طرح بہتر ہے کہ دیگر نمازوں میں بھی مثلاً ظہر میں، عصر میں بھی پہلی رکعت دوسری رکعت کے مقابلہ میں ذرا لمبی ہو۔ (الشامی: صفحہ ۵۴۲)

دوسری رکعت کا پہلی کے مقابلہ میں لمبی کر دینا مکروہ ہے، ”واطالة الثانية على الاولى مکروہ“ (الشامی: صفحہ ۵۴۳، کبیری: صفحہ ۳۱۲)

البتہ ایک دو آیت کا فرق ہو جائے تو کراہت نہیں، ”ان کان مقدار آية او آيتين لایکروہ“ (الاعناب: صفحہ ۳۰۹)

البتہ نفل میں اس کی اجازت ہے کہ دوسری رکعت لمبی ہو جائے پہلی کے مقابلہ میں۔ ”فی النفل عدم الکراہة مطلقاً“ (زہد، والشی: صفحہ ۵۴۳) یہی حکم سنت کا بھی ہے۔

”واطلاق فی جامع المحبوبي عدم کراہة اطالة الاولى على الثانية فی السنن والنوافل.“ (الشامی: صفحہ ۵۴۳، طحاوی: صفحہ ۱۴۳)

دو چھوٹی سورتوں کے درمیان ایک چھوٹی سورت کو چھوڑ کر پڑھنا مکروہ ہے۔

(الشی: صفحہ ۵۴۶)

ایک ہی رکعت میں دو سورتوں کو جمع کرنا مکروہ ہے۔ (الشامی: جلد ۱ صفحہ ۵۴۶)

ترتیب کے خلاف پڑھنا فرض میں مکروہ ہے، مثلاً پہلے ”تبت“ پڑھنا پھر ”اذا جاء“ پڑھا۔ (شامی: صفحہ ۵۴۶)

اگر پہلی رکعت میں خیال نہ رہا سورہ ناس پڑھا دیا، تو پھر دوسری رکعت میں قل اعوذ

بِسْمِ اللّٰهِ نَرْکُوعٌ نَّهْ یُکْبِرُ بَلَّکَ دَوَّارَہُ پھر سورۃ ناس ہی پڑھ لے، ”بان قرأ فی الاولیٰ قل اعوذ برب الناس اعادھا فی الثانیۃ“

(الثامیہ: صفحہ ۵۴۶)

اگر کسی لمبی ایک آیت کو دو رکعت میں پورا کیا تو یہ درست ہے جیسے ”یا ایہا الذین امنوا اذا تداینتم ولوقرأ آیۃ طویلۃ فی الرکعتین فالاصح الصلۃ اتفاقاً“

(الثامی صفحہ ۵۳۷)

رکوع میں اللہ اکبر کہتا ہوا جائے

(۱۸)..... وتکبیرۃ الرکوع:

اور رکوع کی تکبیر سنت ہے، یعنی جب فاتحہ اور سورۃ سے فارغ ہو جائے تو رکوع میں جانے کے لئے اللہ اکبر کہتے ہوئے جانا سنت ہے، رکوع میں جاتے ہوئے تکبیر کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جھکتے ہی تکبیر شروع کر دے اور رکوع میں جب پیٹھ برابر ہو جائے، تو تکبیر ختم ہو جائے۔

(طحاوی: صفحہ ۱۳۳)

”فیتبدی بالتکبیر مع ابتداء الانحناء ویختمہ بختمہ“ (طحاوی: صفحہ ۱۵۴)

”ان السنة نون ابتداء التکبیر من الحزور وانتھا نہ عند استواء الظهر“

(الثامیہ: جلد ۱ صفحہ ۴۹۳)

..... پس معلوم ہوا کہ اللہ اکبر کہہ کر جھکنا یا جھکتے ہی تکبیر اللہ اکبر کا ختم کر دینا سنت کے خلاف ہے۔

بلکہ جھکنے کی ابتداء و انتہا، اللہ اکبر کی حالت میں ہو، اور اس کے بعد رکوع کی تسبیح شروع ہو جائے۔

(مراتی: صفحہ ۱۳۵)

رکوع کی حالت میں تکبیر کے سلسلے میں اکثر یہ غلطی ہوتی ہے کہ رکوع متحقق ہونے سے قبل یعنی پیٹھ برابر ہونے سے قبل تکبیر ختم ہو جاتی ہے، دھیان رکھا جائے تو یہ سنت پر عمل علی وجہ الکمال ہو سکتا ہے ورنہ نہیں یہی حال سجدہ میں ہے، جیسا کہ اس کے ذیل میں آ رہا ہے۔

بہتر ہے کہ قرأت اور تکبیر میں وصل نہ کرے، اور بعضوں نے یہ بھی کہا کہ قرأت ختم

کرتے ہوئے رکوع کے لئے اللہ اکبر کہہ دے ”لایصل الکبیر بالقراءة، والافضل (وصل)
(الشامی صفحہ ۳۹۳)

پس معلوم ہوا دونوں طریقے ٹھیک ہیں۔

تین تسبیح سے کم مکروہ ہے

(۱۹).....وتسبیحه ثلاثاً:

اور رکوع کی تسبیح کا ۳/ مرتبہ پڑھنا۔

تمام تسبیحات یعنی رکوع اور سجدة کا ۳/ مرتبہ پڑھنا سنت ہے، اگر ایک مرتبہ پڑھے گا۔

تو سنت کا ثواب نہ پائے گا۔ (طحاوی: صفحہ ۱۲۴، بحر الرائق: صفحہ ۳۲۱)

۳/ مرتبہ سے کم مکروہ ہے۔ (کبیری: صفحہ ۲۸۲)

۳/ مرتبہ سے زائد پڑھنا مستحب ہے، ”صرحوا بآئانہ یکرہ ان ینقص عن

الثلاث وان الزیادة مستحبة“ (الشامی: صفحہ ۳۹۳)

..... تسبیح کا طاق عدد میں ۳/ ۵/ ۷/ ۹/ میں پڑھنا سنت ہے۔

(الشامی: صفحہ ۳۹۳، بحر الرائق: صفحہ ۳۳۳)

..... ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ کا کہنا سنت ہے۔

اگر کوئی غلط طرح ادا نہ کر سکے تو

..... اگر کوئی عظیم کی طاء کو ادا نہ کر سکتا ہو تو وہ ”سبحان ربی الکریم“ پڑھ

لے، ”ان کان لا یحسن الظاء فیبدل به الکریم ثلاثا یجری علی لسانه

العزیم ینفسد به الصلوة“ (الشامی: صفحہ ۳۹۳، السعائی: جلد ۲ صفحہ ۱۸۲)

..... بہتر ہے کہ امام ۵ مرتبہ تسبیح کہے تاکہ مقتدی کا ۳ مرتبہ پورا ہو جائے جو

سنت ہے، ”ونقل فی الحلیة، یتحب للامام ان یسبح خمس تسبیحات

لیدرک من خلفه الثلاث“ (الشامی: جلد ۱ صفحہ ۳۹۵)

..... مقتدی کی ۳/ مرتبہ تسبیح ہوئی نہیں کہ امام نے رکوع سے سر اٹھا دیا تو مقتدی بھی سر اٹھا دے گا، تسبیح کے لئے رکنا نہیں رہے گا۔

”لور کعب الا ممام رأسه من الركوع والسجود قبل ان يسبح
المقتدی ثلاثا الصحيح انه يتابع الامام“ (قاضی خاں سعایہ صفحہ ۱۸۳)

رکوع میں گھٹنوں کو پکڑنا سنت ہے

(۲۰)..... واخذ رکبتيه بیدیه:

اور رکوع میں اپنے دونوں گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑنا۔
مطلب یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیوں کو صرف رکھنا نہیں ہے بلکہ پکڑنا یا پکڑنے کے مشابہ رکھنا سنت ہے۔

والوضع واخذ الركبتين
ويضع يديه معتمدا بها
يتكى بیدیه رکبتيه
(طحاوی علی الدر صفحہ ۳۲)
(الشامیہ صفحہ ۴۹۳)
(السعایہ صفحہ ۱۸۷)

رکوع میں انگلیوں کو کشادہ رکھے

(۲۱)..... وتفریح اصابعه:

اور رکوع میں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ رکھنا سنت ہے یعنی بالکل ملا کر اور سا کر رکھنا جیسا کہ جدہ کی حالت میں سنت ہے یہاں نہیں، بلکہ کشادہ اور کچھ پھیلی رہیں گی، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ انگلیاں دائیں اور بائیں ”یمنیناً وشمالاً“ ہو جائیں گی، بلکہ کھلی کشادہ سیدھی رہیں گی، (البتہ عورتیں اپنی انگلیاں ملا کر رکھیں گی) اس طرح کشادہ رکھے کہ انگلیوں کا رخ پنڈلیوں کی جانب ہو جو گویا کہ قبلہ رخ ہے۔

مجافياً عضديه مستقبلاً اصابعه فانهما سنة ص ۴۹۴، ومن السنة
فی الركوع استقبال الا اصابع القبلة
(طحاوی علی الدر: جلد ۱ صفحہ ۲۶)

رکوع کی حالت میں انگلیاں گھٹنوں پر کس طرح

اور کس رخ میں رہیں گی اس کی تحقیق

رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کے پکڑنے کی صورت میں انگلیاں کشادہ رہیں گی، اور ہاتھ کی انگلیوں کو اس طرح رکھا جائے گا تو یا ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑ ہوئے ہے، اور انگلیوں کا رخ پکڑنے میں دائیں بائیں پھیلا نہ ہوگا، جیسا کہ عموماً انگوٹھے کا اور چھوٹی انگلیوں کا رخ بہت زیادہ پھیلانے کی وجہ سے ہو جاتا ہے، بلکہ انگلیوں کو کشادہ تو کیا جائے گا، مگر اتنا نہیں کہ انگوٹھے اور خضر کا رخ دائیں بائیں ہو جائے بلکہ سیدھے پنڈلی کی جانب اس کا رخ رہے گا۔

واعلم ان کیفیۃ جہۃ اصابع الید فی حالة الركوع لم ارمن نہ و بین مفصلاً من فقہاء الاحناف هل بالتفریع مراده الکامل التفریع المباعد حیث یکون بمینا و شمالا ام لا تنبع و لکن ما وجدت، من کتب الاحناف و لکن بینہ العلامة النووی فی شرح المہذب ان اصابع الید فی اخذ الركبة لا یکون بمینا و شمالا، اما اکمل الركوع..... و یضع یدیه علی رکتیه و یاخذ بهما و یفرق اصابعه حینئذ و یوجہها نحو القبلة..... قال الشیخ ابو محمد فی البصرة، یوجہها نحو القبلة غیر مخروفاً یمیناً و شمالاً (شرح مہذب: جلد ۳ صفحہ ۴۰۹) و انت تعلم ان المسئلة غیر خلافیۃ فیستند بقولہ، فاغتم هذا التفریر لم ارمن نہ علی هذا الامر فالحمد علی ذلك

رکوع میں ٹخنوں کی حالت کے متعلق ایک تحقیق

فقہاء کرام کے یہاں رکوع کے طریقے اور آداب میں اسی طرح سجدہ میں بھی ”الصاق کعبیہ“ ذکر کیا ہے۔

اس کا بظاہر ترجمہ اور مطلب بعضوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ دونوں ٹخنوں کو باہم ملا دے، اور ۴/ انگلی کا فاصلہ نہ رہے۔

سو یہ مفہوم صحیح نہیں ہے، مردوں کے لئے تمام اعضاء کا ایک دوسرے سے الگ رہنا سنت ہے، مزید اس کا ملانا مشقت، کلفت کا باعث ہے، بلکہ دونوں ٹخنوں کو ایک دوسرے کے بالکل مجازاۃ اور سامنے رکھنا ہے، تاکہ قدم آگے پیچھے نہ ہو، ۴/ انگل رکھتے ہوئے قدم بالکل برابر مساواة میں رکھے۔ (کذا فی السعایہ)

ومنها الصاق الكعبين، ذكره جمع من المتأخرين قال الشيخ الرحمتي مع بقاء تفريج ما بين القدمين

فلت لعله اراد من الصاق المحاذاة، وذلك بان يحاذي كل من كعبيه لآخر فلا يتقدم احدهما على الآخر والقول القبول ان يقال ان كان المزاد بالصاق الكعبين في الركوع والسجود ان يفرق المصلي احد كعبيه بالآخر ولا يفرج بينهما كما هو ظاهر عبارة الدر المختار فليس هو من السنن على الاصح كيف وقد ذكره المحققون من الفقهاء، ان الاولى للمصلي ان يجعل بين قدميه نحو اربعة اصابع ولم يذكر وان انه يلزفهما في حالة الركوع والسجود فهذا صريح في ان المسنون هو التفريج مطلقاً (السعایہ: صفحہ ۱۸۱)

الصاق کعب کا مطلب

اسی طرح الصاق کعب کا جو یہ مطلب لیتے ہیں کہ اپنے ٹخنوں کو دوسرے نمازی کے بغل میں ملا کر رکھے، صحیح مفہوم نہیں جیسا کہ ماقبل سے معلوم ہوا۔

چنانچہ بعض لوگ ایسا کرتے بھی ہیں جس کی وجہ سے ان کے . وں قدم کا فاصلہ ۴/ انگلی سے بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے، یہ بھی درست نہیں اور خلاف سنت ہے، الصاق سے مراد اپنے دونوں ٹخنوں کا برابر مقابل میں رکھنا ہے، ”کذا فی السعایہ، ولا یخفی ان المراد ههنا

الصاق كل كعب كعب صاحبه لا كعبه مع الكعب الآخر“ (جلد ۲ صفحہ ۱۸۱)
(۲۲)..... ونصب ساقیه:

اور پنڈلیوں کا سیدھا کھڑا رکھنا (رکوع) میں سنت ہے۔
مطلب یہ ہے کہ رکوع کی حالت میں گھٹنوں پر جب دونوں ہاتھ رکھے جائیں گے تو
پنڈلی سیدھی کھڑی رہے گی، ٹیڑھی اور جھکی ہوئی نہ رہے گی، اور نہ اس میں خم ٹیڑھا پن ہوگا،
کہ یہ مکروہ ہے ”یجعلها شبه القوس كما يفعلہ كثير من العوام مکروہ“
(الاشامی: صفحہ ۴۹۳، بحر الرائق: خطاوی علی الدر: صفحہ ۲۲۰)
پنڈلیوں کو رکوع کی حالت میں بالکل سیدھی اور کھڑی نہ رکھ کر آگے کی طرف جھکی
رکھنا، پیچھے کی طرف پورا نہ ٹکنا مکروہ ہے۔

رکوع میں پیٹھ برابر رکھے

(۲۳)..... وبسط ظہرہ:

اور پیٹھ کا بالکل برابر ہو جانا سنت ہے۔
(نور الایضاح: ۷۴)
رکوع میں پیٹھ کا سرین کے برابر ہونا سنت ہے، ایسا نہ ہو کہ پیٹھ کا اگلا حصہ پیچھے حصہ سے
کچھ اٹھا ہو، اسی طرح نہ پیچھے کے حصہ کے مقابلہ میں جھکا ہو، بلکہ پوری پیٹھ بالکل برابر ہو۔
کہ اگر پانی کا پیالہ پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو نہ پیالہ ٹیڑھا ہو اور نہ پانی گرے۔
”ای يجعله مبسوطة مستویا بحيث لو صب عليه قدح من ماء
لا استقرار“ (السماعی: صفحہ ۱۷۹، خطاوی: صفحہ ۱۳۵)
”ویسوی ظہرہ بعجزہ فلا یرفعہ ولا یخفضہ“ (خطاوی علی الدر: صفحہ ۳۰۲)

سر اور سرین کا برابر ہونا

(۲۴)..... وتسوية رأسه بعجزه:

سر کا پیچھے کے حصہ سرین کے بالکل برابر ہونا۔
(نور الایضاح: ۷۲)

یعنی رکوع میں سنت یہ ہے کہ سر اور سرین دونوں بالکل مساوی اور برابر ہوں۔
نہ تو سر پیچھے کے مقابلہ میں اٹھا ہو اور نہ سر پیچھے کے مقابلہ میں جھکا ہو، بالکل برابر ہو کہ
اگر کوئی لمبی لکڑی سیدھی کھڑی کی جائے تو وہ سر کو اور سرین دونوں کو بلا ٹیڑھ کے سیدھی حالت
میں چھو دے، سر کو سرین کے مقابلہ میں جھکا نایا کچھ اٹھا رکھنا خلاف سنت ہے۔ اکثر لوگوں کا
سریا تو اٹھا دیکھا جاتا ہے یا قدم اور زمین کی جانب جھکا ہوتا، یہ سنت کے خلاف ہے۔

غیر رافع ولا منکس رأسہ، (در مختار) لایجعل رأسہ منخفضا من عجزہ
بل یجعل رأسہ وعجزہ مستویین، لماروی فلم یصوب رأسہ ولم یضع

(السعی: جلد ۲ صفحہ ۱۸)

..... بعض لوگ رکوع میں تھوڑا سر کو جھکا دیتے ہیں اور اسے تواضع و انکساری
سمجھتے ہوئے اچھا خیال کرتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے، ”کذا فیہ فلو خفض رأسہ
قلیلا کان خلاف السنۃ“ (طحاوی: صفحہ ۱۴۵، السعی: ۱۸۰، مجمع الانہر)

رکوع میں نظر قدموں کی طرف

..... اگر رکوع کی صورت میں نظر ٹھیک دونوں قدموں کی طرف رہے جیسا
کہ مستحب ہے تو سر معتدل رہے گا، اگر نگاہ کو سجدہ گاہ کی جانب رکھا جائے گا تو سر اٹھ جائے گا
اور گھٹنے اور ان کی طرف ہو تو سر جھک جائے گا، اس لئے سر کو معتدل رکھنے کے لئے نظر
دونوں قدموں کی طرف رکھے۔

..... رکوع کی سنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں
پہلوؤں سے جدا رکھے، ملا کر نہ رکھے۔ یعنی کہنی سے اوپر کا حصہ سینے میں نہ لگے۔

بازو پہلو سے نہ ملائے

(السعی: صفحہ ۱۸۰)

”ومنها تنحیۃ الیدین عن جنبیہ“

(الشیخ: صفحہ ۴۹۳)

”وینبغی ان یزاد مجافیا عضدیہ“

..... پس معلوم ہوا کہ بعض لوگ جو رکوع کی حالت میں کہنی پیٹ یا سینہ سے

کچھ ملا لیتے ہیں، خلاف سنت ہے۔

رکوع میں ان امور کا لحاظ کرنا مسنون ہے۔

..... تکبیر کہتے ہوئے جانا، حسب ذکر پیٹھ و سر کو برابر رکھنا دونوں ہتھیلیوں کو کشادہ کرتے ہوئے، گھٹنوں پر اس طرح رکھنا کہ اس کے پکڑنے کے مشابہ ہو جائے، گھٹنوں کو آگے کی جانب نہ نکلنا بلکہ پیچھے کی جانب پوری طور پر موڑ کر رکھنا نگاہوں کا دونوں قدم پر ہونا۔

(۲۵)..... والرفع من الركوع:

اور رکوع سے (تسبیح کے بعد) سر اٹھانا:

جب رکوع کی تسبیح پوری ہو جائے، تو قومہ کے لئے سر اٹھائے، اگر جماعت کے ساتھ ہے، تو امام کے سر اٹھانے پر رکوع سے اٹھ جائے خواہ تسبیح پوری ہو یا نہ ہو۔ ”لورفع الامام رأسه قبل ان يتم المأموم التسبيحات الثلاث وجب متابعتة“ (الثانی: صفحہ ۳۹۵)

قومہ کرنا

(۲۶)..... والقيام بعده مطمئناً:

اور رکوع کے بعد اطمینان سے قومہ کرنا۔ (نورالایضاح: صفحہ ۷۷)

خیال رہے کہ رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے ”سمع اللہ لمن حمدہ“ کہنا امام کو اور تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے مسنون ہے، البتہ منفرد ”سمع اللہ“ کے بعد ”ربنا لک الحمد“ بھی کہے گا، ”ویجمع بینہما لو منفرداً“ (الثامیہ: صفحہ ۳۹۷)

رکوع سے اٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اٹھتے ہوئے ”سمع اللہ“ کہے اور جب جسم بالکل سیدھا ہو جائے تو ”ربنا لک الحمد“ پڑھے، کھڑے ہونے کی حالت میں ”سمع اللہ“ ادا نہ ہو، ”یسمع رافعاً ویحمد مستویاً“ (الثامیہ: صفحہ ۹۷)

”رافعاً رأسه اشاریه الی مقارنته التسمیع لا بتداء الرفع“ (الحایہ: صفحہ ۳۹۷)

”واذا استوی قائماً قال ربنا لک الحمد“ (بجرائق: صفحہ ۳۲۳)

..... رکوع سے اٹھنے اور ٹھیک سے کھڑے ہونے سے قبل سمع اللہ کہنے کا مسنون وقت ہے اگر اس حالت میں نہ کہا بلکہ سیدھا کھڑا ہو گیا تو اب اس کا وقت مسنون نکل گیا، اب سنت نہیں لہذا کھڑے ہونے کی حالت میں نہ کہے۔ ”فان لم یأت بالتسمیع حالة الرفع لم یأت حالة الاستواء“ (عزرائق ۳۳۳، السعایہ ۱۸۵)

سراٹھاتے ہی سجدے میں نہ جائے

..... سراٹھاتے ہی جلدی سے سجدہ کی جانب نہ جائے اتنی دیر کھڑا ہونا کہ تمام اعضاء اپنی جگہ ساکن اور مطمئن ہو جائیں، جسم کا جوڑ اپنی جگہ آ کر سکون اور معتدل ہو جائے تب سجدہ میں جائے ”فیمکث فی الركوع والسجود والقومة حتی یطمئن کل عضو منه هذا هو الواجب“ (السعایہ: صفحہ ۱۹۲)

..... بعض لوگ رکوع سے سیدھا کھڑے بھی نہیں ہو پاتے کہ سجدہ میں چلے جاتے ہیں، ایسی نماز خراب ہو جاتی ہے جس کا لوٹانا اور پھر سے پڑھنا ضروری ہے۔

سجدے میں جانے کا مسنون طریقہ

قوم سے سجدہ میں جھکنے اور جانے کا مسنون طریقہ یہ ہے سر کو اور جسم کے اوپر کے حصہ کو جھکاتے ہوئے نہ جائے بلکہ گھٹنے کے سہارے جھکے اپنے اوپر ہی جسم کو سیدھا رکھنے گھٹنے کو موڑ کر اس پر ہاتھ رکھنا پڑ جائے، عموماً لوگ اس کو جھکاتے ہوئے سجدہ کرتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں، ”ویخر للسجود قائماً مستویاً لا منحنياً لئلا یزید کو عا آخر“ (الثانی: جلد ۱ صفحہ ۴۹)

سجدہ میں جاتے ہوئے کن اعضاء کو پہلے رکھے

(۲۷)..... ووضع رکبته ثم یدیه ثم وجهه للسجود:

پھر سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ پھر چہرہ زمین پر رکھے۔ (نورالایضاح صفحہ ۷۲)

قیام سے سجدہ میں جانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جھکے ہی تکبیر شروع کر دے اور

پہلے دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھے، پھر دونوں ہتھیلیوں کو پھر چپے کو جس میں ناک کو اولاً پھر پیشانی کو زمین پر رکھے۔
(شامی: صفحہ ۳۹۸، طحاوی: صفحہ ۱۳۵)

”و يسجد واضعاً كعبيه ثم يدبہ ثم وجهه مقدماً انْفه“ (شامی: صفحہ ۳۹۸)
..... اگر پہلے پیشانی کو رکھا پھر ناک کو زمین پر ٹیکا تو یہ بھی سنت کے موافق ہے، ”من السنن ان يضع جبهته ثم انْفه“ (بدائع، الشامی: صفحہ ۳۹۸)

..... پیشانی کے اکثر یا بعض حصہ کا زمین پر ٹیکنا اور رکھنا ضروری ہے، ”ان الشرط فی السجود وضع اکثر الجبهة او بعضها“ (طحاوی: صفحہ ۲۲۲)
..... سجدہ میں پیشانی کی حد اور اس سے مراد بھوؤں کے اوپری حصہ سے لے کر بال اگنے کی جگہ تک ہے۔

”والجبهة اسم لما يصيب الارض مما فوق الحاجبين الى قصاص الشعر حالة السجود“ (بحر الرائق: صفحہ ۳۳۵)
اور ناک سے مراد، ناک کا سخت حصہ جو ہڈی ہے وہ ہے، ناک کا سر جو نرم ہے وہ نہیں۔ ”الانف اسم لما صلب وامام لان منه فلا يجوز الاقتصار عليه باجماعهم“ (بحر: صفحہ ۳۳۵)

سجدہ میں ہاتھ گھسیٹنا خلاف سنت

..... خیال رہے کہ ہاتھ کو رکھنا سنت ہے، گھسیٹ کر سر کے درمیان لے جانا خلاف سنت مکروہ ہے، بعضوں کو دیکھا جاتا ہے کہ دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر اولاً رکھ دیتے ہیں پھر گھسیٹ کر آگے کانوں کے مقابل لے جاتے ہیں یہ بڑی بری حرکت ہے۔

سجدہ سے اٹھنے کا مسنون طریقہ

(۲۸)..... وعكسه للنهوض:

اور سجدہ سے اٹھتے ہوئے اس کا الٹا کرنا کہ اولاً چہرہ پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھانا پھر

دونوں گھنٹوں کو اٹھانا ہے۔ (طحاوی: صفحہ ۱۴۶)

..... پس معلوم ہوا کہ اکثر و بیشتر لوگ سجدہ میں جانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھتے ہیں اسی طرح اٹھتے ہوئے پہلے گھٹنے اٹھاتے ہیں، خلاف سنت ہے، ہاں عذر کی صورت میں گنجائش ہے۔

”ویکبر للنبھوض علی صدور قدمیہ، بلا اعتماد قعود“ اور سجدہ سے نکلیں کہتا ہوا اٹھے اپنے پیر کے بل بغیر زمین کا سہارا لئے اور جلسہ راحت اختیار کئے، یعنی سجدہ سے اٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ گھنٹوں پر رکھتا ہوا اس کے سہارے اٹھے اور ذرا دیر بھی نہ بیٹھے سیدھا کھڑا ہو جائے۔

ہاتھ کے سہارے سے نہ اٹھے

..... سجدہ سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کو اولاً زمین پر رکھ کر نہ اٹھے، جیسا کہ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے، یہ خلاف سنت ہے، ”یعتمد بیدیہ علی رکبتیہ“ (الشامی: صفحہ ۵۰۶)

”لا یعتمد عند القیام بیدیہ علی الارض“ (السعایہ: صفحہ ۲۰۹)

ہاں البتہ ضعف کمزوری ہو، طاقت نہ ہو، جسم بھاری ہو تو ایسی صورت میں زمین پر ہاتھ کے سہارے اٹھنا جائز ہے، ”والاخبہ انہ منہ او مستحب عند عدم العذر“ جو انوں کو اور کم عمروں کو اور طاقت و روں کو ہاتھ کے سہارے اٹھنا جیسا کہ لوگ کرتے ہیں مکروہ ہے، ”فیکرہ فعلہ تنزیہاً لم یس بہ عذر“ (الشامیہ: صفحہ ۵۰۶)

”قال صاحب البحر ترک الاعتماد مستحب لمن یس بہ عذر عندنا (السعایہ) ان من السنة..... ان لا یعتمد علی الارض الا ان یكون شیخاً کبیراً لا یتطع بہ“ (السعایہ: صفحہ ۲۱۰)

..... اٹھنے کی مسنون ترتیب یہ ہے کہ نکلیں کہتا ہوا اولاً سر اٹھائے پھر دونوں ہاتھوں کو پھر گھٹنے کو اور ان دونوں ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھتے ہوئے اس کے سہارے

اٹھے۔ ”وبکبر و برفع رأسه اولاً ثم يدبہ ثم رکبته“ (العیاض: صفحہ ۲۰۹) ”بعتمد بیدبہ علی رکبته“ (الشی: صفحہ ۵۰۶)

دوسری رکعت میں ثناء و تعویذ نہ پڑھے

..... اگر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو رہا ہے تو اب ثناء و تعویذ نہیں پڑھے گا، خواہ امام یا مقتدی، ”والرکعة الثانية کالاولی غیر انه لا یأتی بثناء ولا تعوذ فیها“ (الشی: صفحہ ۵۰۶)

تیسری رکعت کے لئے اٹھنے کا مسنون طریقہ

..... تشہد سے فارغ ہو کر تیسری رکعت کے لئے اٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جیسے ہی تشہد کے بعد شہادت سے فارغ ہو دیے ہی تکبیر کہتا ہوا اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھتے ہوئے اس کے سہارے سے کھڑا ہو ”بکبر عند النهوض، وبکبر حین بقوم من أثنین بعد الجلوس.“ (العیاض: صفحہ ۲۳۰، کبری: صفحہ ۳۳۱)

”واذا قام إلى الركعة الثالثة لا يعتمد بیدبہ علی الارض..... وان اعتمد..... انه بکره“ (کبری: صفحہ ۳۳۱)

..... تیسری رکعت کے لئے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھتے ہوئے اٹھنا بلا عذر کے مکروہ ہے۔ (کبری: صفحہ ۳۳۱) مکروہ تنزیہی ہے۔

(۲۹)..... وتکبیر السجود:

اور سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہنا یعنی جیسے پہلے تکبیر شروع کر دے اور زمین پر چہرہ نیکتے ختم کر دے۔ ”ویخمنه“ عند وضع جہتہ للسجود“ (طحاوی: صفحہ ۱۵۴)

(۳۰)..... وتکبیر الرفع منه:

اور سجدہ سے اٹھتے ہوئے تکبیر کہنا سنت ہے۔

سجدہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہو

(۳۱).....وكون السجود بين كفیه:

اور سنت ہے کہ سجدہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہو۔
(تورالایضاح)
یعنی سجدہ میں سر کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اس طرح رکھنا کہ دونوں ہتھیلیاں کانوں کے مقابلے میں ہو جائیں، دونوں ہاتھوں کو اس طرح رکھنا کہ انگوٹھے کان کے مقابل اور بغل ہو جائیں افضل ہے۔

”بحیث یكون ابها ما حذاء اذنیہ“ (الثانی: صفحہ ۳۹۸)

”وجہہ بین کفہ ویدیہ حذاء اذنیہ“ (فتح: صفحہ ۳۰۲، السعای: صفحہ ۱۹۵)

اگر دونوں ہاتھوں کو کندھے کے قریب رکھا تب بھی سنت طریقہ ادا ہو جائے گا:

”سواء وضع وجہہ بین کفہ او حذاء منکبیہ“

(طحاوی علی الدر: صفحہ ۳۳۱، الثانی: السعای: صفحہ ۱۹۵)

البتہ کانوں کے مقابل رکھنا زیادہ افضل و بہتر ہے:

”لکن بین الکفین افضل“ (طحاوی: صفحہ ۱۱۱)

..... خیال رہے کہ دونوں ہتھیلیاں کانوں کے بغل اور مقابل تو رہیں گی مگر کانوں سے یا گالوں سے نہ ٹھیکگی اور نہ ملیں گی، چنانچہ پیشتر لوگوں کو دیکھا گیا ہے ان کے انگوٹھے کان اور گالوں سے مل جاتے ہیں، کہ سجدہ کی حالت میں تمام اعضاء کا ایک دوسرے سے الگ رکھنا سنت ہے، ”کما فی حدیث وائل رایت ابہامیہ قریباً من اذنیہ“

(السعای: جلد ۱ صفحہ ۹۱۵)

بس معلوم ہوا کہ قریب اور مقابل میں رہیں گے مگر ملیں گے نہیں، مزید تفصیل کے رکھنے کی کیفیت آگے آرہی ہے۔

(۳۲).....و تسبیحہ ثلاثاً:

اور سنت ہے کہ کم از کم ۳ مرتبہ تسبیح ”سبحان ربی الا علی“ پڑھے، اور سجدہ میں

جو آپ ﷺ سے بعض موقعہ پر دعائیں منقول ہیں وہ نوافل اور تہجد سے متعلق ہیں فرائض سے نہیں۔ ”لایاتی فی رکوعہ وسجودہ بغیر التسیح علی المذہب وماورد محمول علی النفل ای تہجد وغیرہ“ (الشی: صفحہ ۵۰۶)

تسیح کے علاوہ دیگر دعائیں نوافل میں پڑھی جاسکتی ہیں۔

مرد کا سجدہ

(۳۳)..... ومجافاة الرجل بطنه عن فخذیه:

مردوں کو سجدہ میں پیٹ کو ران سے الگ رکھنا سنت ہے، مطلب یہ ہے کہ سجدہ کی حالت میں ران گھٹنے سے لے کر اوپر تک پیٹ سے جدا رہے، طے اور پٹنے نہیں بلکہ ران اور پیٹ و سینہ کے درمیان اتنا فاصلہ اور خلا رہے کہ اگر کوئی چھوٹا بچہ بکری کا ٹکٹا چاہے تو نکل جائے، ”حتی ان لو بهیمة ارادت ان تمر بین یدیه مرت“

(بحر الرائق: جلد ۱ صفحہ ۳۹، کبیری: صفحہ ۳۲، فتح القدر: صفحہ ۳۰۷)

”ومرفقیه عن جنبیه.....“ اور اپنی کہنیوں کو اپنے پہلوؤں سے الگ رکھے، یعنی سجدہ کی حالت میں اپنی کہنی اور بازو کو سینہ اور پیٹ سے نہ ملائے اور نہ سنائے۔

📖..... ہاتھ کہنی بعض لوگ سینہ اور پہلو سے ملائے رکھتے ہیں، عموماً لوگ اس پر توجہ نہیں کرتے خلاف سنت ہے۔

📖..... البتہ بھیر ہوا ازدحام ہو صف چھوٹی اور لمبی ہوئی اور بغل والے کو اذیت

ہوتی ہو تو ایسی صورت میں ان اعضاء کو ایک دوسرے سے ملا سکتے ہیں، جیسے ریاض الجنۃ میں کہ کثرت ازدحام کی وجہ سے چھوٹی صف اور بہت کسی کسی لمبی ہوئی ہیں ”ویظہر عضدیہ فی غیر زحمة“ (الشی: صفحہ ۵۰۳، طحاوی: صفحہ ۱۳۶)

(العیار: صفحہ ۱۹۶)

”اذا لم یکن فی الصف زحام“

”وذراعیه عن الارض.“

اور اپنے بازو کو زمین سے الگ رکھے، یعنی سجدہ کی حالت میں اپنے ہاتھ یا بازو کو

زمین سے اچھی طرح اٹھا کر جدار رکھے، نہ زمین سے ملائے اور زمین سے لگائے۔

(نورالایضاح: جلد ۱ ص ۱۰۷)

”روی مسلم نہیہ علیہ الصلوۃ والسلام ان یفتش ذراعیہ افتراش السبع“

(المعانی: صفحہ ۱۹۶)

”فاذا سجد وضع یدیه غیر مفتش“ (فتح القدیری: صفحہ ۳۰۷)

”ولحدیث مسلم اذا سجدت فضع کفیک وارفع مرفقیک“ (مع: صفحہ ۳۳۸)

..... سجده کی حالت میں دونوں بازوؤں کو زمین پر لگایا رکھنا سنت کے خلاف ہے، اکثر و بیشتر لوگ اپنے بازو کو زمین سے ملا دیتے ہیں اسی طرح کان اور گال سے ملا دیتے ہیں جو خلاف سنت مکروہ ہے، ”ومن السنن مجافا الورکین عن عقبیہ“

(المعانی: صفحہ ۱۹۷)

اسی طرح سجده کی سنت میں سے یہ ہے کہ سرین یعنی چوڑے کواڑیوں سے بالکل علیحدہ رکھے، ذرا بھی نہ ملائے، صرف عذر کی حالت میں اس کی اجازت ہو سکتی ہے، ”للمساروی..... فرفع عجز تیبہ“

(المعانی: جلد ۲ صفحہ ۱۹۷)

”ضاماً اصابعہ“ سجده میں اپنی انگلیوں کو ملا کر رکھے۔ (شرح وقایہ، المعانی: ۱۹۵)

..... سجده میں تمام انگلیوں کو ملا کر کھنا مسنون ہے، رکوع کی طرح کشادہ پھیلی نہ رہیں گی، سیدھی بجانب قبلہ رہیں گی، اور نہ رہیں گی تو انگلیوں کا رخ دائیں بائیں ہو کر قبلہ رخ نہ ہوگا۔

خیال رہے کہ نماز میں ہتھیلی کی انگلیوں کی تین حالتیں ہیں:

①..... اپنی اصلی حالت میں کھلی رہیں گی، نہ بالکل ملی رہیں گی نہ کشادہ پھیلی رہیں

گی، تکبیر تحریر کے وقت اور تشهد میں بیٹھنے کے وقت ”عنداً لتکبیر والوضع فی التشهد یتربک ما علیہ العادۃ من غیر تکلف ولا ضم“ (صفحہ ۳۱۵)

②..... کشادہ اور کچھ پھیلی رہیں گی، رکوع کے وقت گھٹنہ پکڑنے میں۔

③..... سجده کے وقت ہاتھ کی انگلیاں ملی ہوئی رہیں گی تاکہ بجانب قبلہ رخ صحیح ہو

کے، ”ولا الضم الا فی السجود“ (الثانی: صفحہ ۶۷۷)

والا تفریج الا صابع الا هنا (فی الركوع) كما انه لا يطلب الضم
التمام الا فی السجود فيما عدا هذين نص مشائخنا علی انه يضم اصابعه
کل الضم فی السجود (المعایہ: صفحہ ۱۹۶)

”یبقیہا علی خلقتها“ (طحاوی علی الرازی: صفحہ ۱۳۵)

..... بعض لوگ سجدہ کی حالت میں انگوٹھوں کو انگشت شہادت کے ساتھ ملا کر رکھنے کے بجائے دائیں بائیں جانب رکھتے ہیں جس سے انگوٹھوں کا رخ بجانب قبلہ نہیں ہوتا یہ خلاف سنت ہے، ملا کر رکھنے کی یہی حکمت ہے تاکہ رخ سیدھا قبلہ کی طرف رہے، ”لو فرجھا یبقی الابهام والخنصر غیر متوجہین“ (المعایہ: صفحہ ۱۹۶)

..... ”ان تكون رؤس اصابعه مستقبل القبلة“ سجدہ کی حالت میں انگلیوں کا سرا یعنی پورے کا رخ قبلہ کی جانب رہے، یہ سنت ہے اسی طرح پھیلیوں میں ذرا بھی خم اور ٹیڑھا نہ رکھے نہ دائیں بائیں جانب کرے اور نہ سر کی جانب ذرا بھی موڑے، ”وانما یسن الضم هنا للتوجه الى القبلة“ (المعایہ: صفحہ ۱۹۵)

”ویسن توجیه اصابع الیدین ایضا“ (المعایہ: صفحہ ۱۹۸)

”موجھا اصابع رجلیہ نحو القبلة“ سجدہ کی حالت میں دونوں قدم کی انگلیوں کا سرا قبلہ کی جانب رہے، مطلب یہ ہے کہ دونوں قدم کھڑے اور زمین پر ٹکے رہیں گے، اور قدموں کی انگلیوں کا سرا مرکز قبلہ کی جانب رہے گا، نہ سیدھی کھڑی انگلیاں رہیں گی اور نہ پورب کی جانب مڑی رہیں گی، ”فی سنن السجود، توجیه اصابع الیدین وانا مل الرجلین الى القبلة، (منہ المعبود صفحہ ۳۳۶)

واستقبل باطراف اصابع رجلیہ الى القبلة“ (الثامیہ: جلد ۱ صفحہ ۵۰۳)

اگر موٹاپے کی وجہ سے یا کسی وجہ سے ساری انگلیاں قبلہ جانب نہیں ہو پاتی ہیں تو جو ہو سکے اسے ہی قبلہ جانب اہتمام سے کرے، مثلاً انگوٹھا اور بغل والی انگلی، عموماً بالکل چھوٹی انگلی نہیں ہوتی سو اس میں کوئی حرج نہیں۔

”المراد بوضع الا صابع تو جیہہا نحو القبلة لیكون الا اعتماد علیہا“

(الثانی: صفحہ ۵۰۰)

”المراد بوضع القدم وضع اصابعها ولو واحدة“ (الثانی: جلد ۱ صفحہ ۵۰۴)

سجدہ میں پیروں کا ہلانا مکروہ ہے

..... سجده کی حالت میں دونوں پیروں کی انگلیوں کے سرے بجانب قبلہ ٹکے رہیں گے، اچھی طرح زمین پر جمرہیں گے، نہ ذرا بھی اٹھائے جائیں نہ ہلائے جائیں اور نہ حرکت دی جائے، بعض لوگ قدم اچھی طرح ٹکیتے نہیں ہلاتے رہتے ہیں اس سے بسا اوقات سجدہ مکروہ ہوتا ہے۔

(کبیری: صفحہ ۲۸۵)

سجدہ سے اٹھنے کا مسنون طریقہ

ثم یرفع رأسہ مکبرا:

پھر سجدہ سے سر تکبیر کہتے ہوئے اٹھانا: (ثانی: صفحہ ۵۰۵ شرح صمدیہ المصلی: صفحہ ۳۲۲)

اٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سجدہ ہی میں اللہ اکبر شروع کر دے اور بیٹھنے کی ابتداء میں تکبیر ختم کر دے، یعنی انتقال کی پوری حالت تکبیر میں گزرے، یہ نہیں کہ اللہ اکبر کہہ دے اور اٹھ جائے اللہ کے لام کو تھوڑا سا کھینچا جائے گا، ورنہ کھڑے ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا۔

..... بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ سجدہ میں اٹھنے سے قبل اپنے دونوں

پیروں کو زمین سے اٹھا دیتے ہیں پھر زمین پر رکھ کر کھڑے ہوتے ہیں یہ بھی غلط ہے، پیروں کا سر از زمین پر ٹکے ہونے ہی کی حالت میں ہی سجدہ سے سیدھا کھڑا ہو۔

عورت کا سجدہ

(۳۳)..... وانخفاض المرأة ولزق بطنها لفخذیہا:

عورت کے لئے سجدہ میں سنت یہ ہے کہ پست رہے اور پیٹ کو ران سے ملا لے۔

(نور الایضاح: صفحہ ۷۱)

عورت اپنے تمام اعضاء کو ملا کر رکھے گی اور اپنے بازو کو زمین پر بچھاوے گی،
 ”وتنضم فی رکوعها وسجودها، ونفترض ذرا عیہا“ (شامیہ: صفحہ ۵۰۴)
 عورت خوب سمٹ کر دب کر سجدہ کرے گی رانوں کو پیٹ سے بازوؤں کو پہلو سے ملا
 دے گی اور کہنیوں کو زمین پر رکھے گی۔

(۳۵)..... القومة:

اور قومہ کرنا سنت ہے:

یعنی قومہ کو ٹھیک اور اطمینان سے ادا کرنا سنت ہے۔ (طحاوی: صفحہ ۱۳۶)

(۳۶)..... والجلسة بین السجدةین:

اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے۔

یعنی پہلے سجدہ کے بعد ایک تسبیح کی مقدار بیٹھے، اطمینان سے بیٹھنا کہ اس حالت میں
 تمام اعضاء اپنی جگہ آ کر ساکن معتدل اور مطمئن ہو جائیں، سنت ضروری ہے۔

”مقدار الجلوس عندنا بین السجدةین مقدار تسبیحة“ (طحاوی: صفحہ ۱۳۶)

”ای بقدر تسبیحة“ (الاشامیہ: صفحہ ۵۰۵)

بعض لوگ سجدہ سے سر اٹھاتے ہی جلدی سے دوبارہ سجدہ میں چلے
 جاتے ہیں، اچھی طرح بیٹھ بھی نہیں پاتے، اس سے بے اوقات نماز خراب ہو جاتی ہے، اور
 واجب چھوٹ جاتا ہے، ”تسکین الجوارح قدر نسبیحة فی الركوع
 والسجود، وجوب الطمأنیة فی الاربعة ای فی الركوع والسجود فی
 القومة والجلسة“ (شامی: جلد ۲ صفحہ ۷۲)

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا مسنون طریقہ

(۳۷)..... ووضع الیدین علی الفخذین فیما بین

السجدةین كجلسة التشهد:

(نور الایضاح: صفحہ ۷۲)

اور تشہد میں بیٹھنے کی طرح دو سجدے کے درمیان ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا، یعنی دو

سجدوں کے درمیان بیٹھنے اور ہاتھ رکھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو ران اور گھٹنے کے قریب اس طرح رکھے کہ انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب ہو۔

جلسہ اور تشہد میں ہاتھ کے ران اور گھٹنوں پر رکھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کی انگلیاں نہ بالکل ملی رہیں اور نہ کشادہ الگ الگ رہیں، بلکہ تحریرہ کی طرح اپنی اصلی طبعی حالت پر رہیں گی، اور انگلیوں کو سیدھا گھٹنوں پر رکھا جائے گا، اس طرح کہ ہتھیلی توران پر آجائیں گی اور انگلیوں کا سر اور پورا گھٹنوں پر آجائے گا، انگلیوں کا رخ سیدھا، بجانب قبلہ ہوگا مگر زمین کی جانب نہ ہوں گی کہ یہ خلاف سنت مکروہ ہے۔

”وبحث تكون اطراف اصابعه على حرفى ركبته لا مباحة عنها.“

(طحاوی: صفحہ ۱۳۶، فتح)

”عند الوضع تكون الاصبع متوجهة الى القبلة“ (السعید: صفحہ ۲۱۵)

خیال رہے جلسہ میں تشہد میں بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں کے گھٹنے کو پکڑا نہیں جائے گا، جیسے کہ رکوع میں ورنہ تو پھر انگلیوں کے سر کا رخ زمین کی جانب ہو جائے گا جو خلاف سنت ہے، ”والا صح ان كان يخذ الركبة.....“

”وعند اخذ الركبة تكون متوجهة الى الارض.“ (السعید: طحاوی: جلد ۱ صفحہ ۲۲۲)

”ولا باخذهما كالراعى على المتمعد“ (طحاوی: علی الدر: صفحہ ۲۲۲، شرح منہ: صفحہ ۳۲۸)

جلسہ اور تشہد میں انگلیاں سیدھی پھیلی رہیں گی ان میں قرآن نہ ہوگا ”نحو القبلة مبسوطة“

(شرح دقاییہ)

..... جلسہ اور تشہد کے موقع پر بیشتر لوگوں کی غفلت اور بے توجہی کی وجہ سے گھٹنے پر انگلیاں سیدھی قبلہ کی جانب نہیں ہوتی بلکہ انگلیوں کا سر اور پورا زمین کی جانب رخ کرتی ہوئی ہوتی ہیں، جو خلاف سنت ہے۔

..... جلسہ اور تشہد کی حالت میں بازو اور کہنیاں ران سے لگی رہیں گی، اوپر کو ابھی ہوئی نہ رہیں گی، یہاں ملانا اور رکھنا سنت ہے اور آپ سے ثابت ہے۔

”وروى سعدى بن منصور فى سننه من حديث وضع كفہ اليسرى“

علیٰ فخذہ الیسری ومرفقہ الایمن علیٰ فخذہ الایمن“ (السماعی: صفحہ ۲۱۵)
پس معلوم ہوا کہ کلامیاں اور کہنیاں رانوں پر رہیں گی، ”وان لم یصرح الفقہاء
عامۃ ولكن من السنن فتنہ علیٰ ذالک“

..... دو سجود کے درمیان فرائض میں زیادہ بیٹھنا ممنوع ہے، اگر بھولے
سے زیادہ دیر تک بیٹھ گیا تو سجدہ بہود واجب ہو جائے گا۔ ”لو اطلال هذه الجلسة او
قومة الركوع اكثر من تسبیحة ساهیا یلزمه سجود السهو“ (الثامیہ: ۵۰۵)
..... دو سجود کے درمیان بیٹھنے میں خالی رہے کچھ نہ پڑھے، یہ بھی صحیح ہے
فرائض میں کوئی ذکر مسنون نہیں ”لیس بینہما ذکر مسنون“ الدر المختار اور اس کی بھی
اجازت ہے کہ یہ مختصر دعا ”اللہم اغفر لی“ پڑھ لے بلکہ علامہ شامی نے اس کا فرض نماز
میں پڑھنا بہتر اور مستحب قرار دیا ہے ”ینبغی ان یندب الدعاء بالمغفرة بین
السجدتين..... لكن صرحوا باستحباب مراعاة الخلاف“ (الثامی: صفحہ ۵۰۵)
اس مقدار کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے، ”بل فیہ اشارۃ الی انه غیر مکروہ“ بلکہ
شامی کے نزدیک پڑھنا ہی افضل اور اس مقدار میں کوئی تاخیر نہیں ”یندب خروجا من
خلاف احمد“

اگر منفرد ہے تنہا نماز پڑھ رہا ہے خواہ فرض ہو تو پھر حدیث پاک میں وارد شدہ دعاؤں
کو پڑھ سکتا ہے۔

مثلاً ”اللہم اغفر لی وارحمی وعافنی واھدنی وارزقنی“ (ابوداؤد: شامی: جلد ۱ صفحہ ۵۰۶)
”کذا فی الشامیہ: ان یتثبت فی المکتوبۃ فلیکن فی حالت الانفراد“
(الثامیہ: جلد ۱ صفحہ ۵۰۶)

مرد کا تشہد میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ

(۳۸)..... وافتراش رجلہ الیسری ونصب

الیمنی:

جلہ اور تشہد میں بیٹھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بائیں پیر کو بچالے اور دائیں پیر کو کھڑا کر دے۔ یعنی دائیں پیر کو کھڑا رکھے اس طرح کہ انگلیوں کا رخ مرکز قبلہ کی جانب ہو جائے، اسی طرح بائیں پیر کو دائیں پیر سے لگا کر اس کی بھی انگلیاں قبلہ رخ کرے۔ بغیر لگائے اور سہارا لئے بائیں پیر کی انگلیاں قبلہ رخ نہ ہوں گی، اس طرح ان قدموں کا رکھنا کہ دونوں کی انگلیاں بجانب قبلہ رہیں مسنون ہے، عموماً لوگوں سے اس میں بڑی غفلت ہوتی ہے، ”و یسوجہ اصابعہ فی المنصوبۃ نحو القبلة هو السنة فی الفرض والنفل“ (در مختار، الثانی) بیٹھنے کی صورت میں دونوں پیڑوں کی انگلیوں کا سر اقبلہ کی جانب ہوگا، دائیں پیر میں تو یہ آسانی سے ہو جاتا ہے، بائیں میں ذرا پریشانی ہو سکتی ہے، اگر بائیں پیر کی انگلیوں کو دائیں میں لگا کر رکھے تو ہو جاتا ہے، اگر ساری انگلیاں جانب قبلہ نہ ہو سکیں تو جس قدر بھی ہو سکے اسی پر اکتفا کرے، دو انگلیاں سہولت ہو جاتی ہیں ”فیوجہ رجلہ الیسری الی الیسمی واصابعہا نحو القبلة بقدر الاستطاعة“ ”وظاہرہ کالہدایۃ والظہیریہ وغیرہما تو جیبہہ اصابع کلنا الرجلین الی القبلة، توجہ اصابع الیسری لا یخلو عن کلفة..... فان توجیہ الخنصر والبنصر لا یخلو عن تغیر“

(المعایین، صفحہ ۲۱۳، نفع الملتقی والسائل، صفحہ ۷۵)

پس معلوم ہوا کہ جب سہولت ہو تو بائیں پیر کی انگلیاں قبلہ کی جانب ہوں گی، چھوٹی اور اس کے بغل والی نہ ہو سکے تو کوئی حرج نہیں۔

..... اگر پیر کی انگلیاں ذرا موٹی ہوں، قبلہ رخ کرنے میں تعب اور مشقت ہوتی ہو تو چھوڑ دے۔ (الثانی: جلد ۱ صفحہ ۵۰۸)

..... فرض، سنت، نفل تمام نمازوں میں بیٹھنے کا یہی مسنون طریقہ ہے، ”هو السنة فی الفرض والنفل“ (در مختار)

..... بیٹھنے کی حالت میں مسنون و مستحب یہ ہے کہ نگاہ گود میں دونوں ہاتھوں کے مابین ہو۔

”والی حجرہ حال قعودہ ای ما بین یدیک من ثوبک“

(طحاوی علی الدرر: جلد ۱ صفحہ ۲۱۳)

عورت کا تشہد میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ

(۳۹)..... وتورك المرأة:

اور عورتیں سرین کے بل بیٹھیں گی اس طرح کہ بائیں پیر کو دائیں جانب نکال دیں گی اور ان کو ران میں ملا دیں گی، کسی پیر کے سہارے نہ بیٹھیں گی، دونوں پیر دائیں جانب نکال دیں گی، اور بائیں رخ بیٹھیں گی۔

(۴۰)..... والاشارة فى الصحيح بالسبحه عند الشهادة:

اور انگشت شہادت سے اشارہ کرنا صحیح قول میں سنت ہے کہ نفی کے وقت اٹھائے اور اثبات کے وقت گرا دے۔

یعنی ”اشہدان لا“ کے وقت اشارہ کرنے کے لئے شہادت کی انگلی قبلہ کی جانب رخ کرتے ہوئے اٹھا دے، اور ”الا اللہ“ کے وقت اس انگلی کو گرا دے، ”برفعها الى السبحه عند النفي..... لا اله يضعها عند الاثبات الا الله“ (طحاوی: صفحہ ۱۴۷) اشارہ کے وقت مٹھی کے باندھنے کی مختلف ہیئت اور شکل کو محدثین اور فقہائے کرام نے احادیث کی روشنی میں بیان کیا ہے، جس کا ذکر احادیث کے ذیل میں عنوان ”انگلی سے اشارہ کرنے کا مسنون طریقہ“ میں گزر چکا ہے۔

①..... خنصر، بنصر سے چھوٹی اور اس کے بغل والی انگلی موڑے مٹھی کی طرح اور بیچ والی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا لے یعنی دونوں کے سرے کو ملا لے، اور انگشت شہادت کو علی حالہ باقی رکھے اور لاتے ہی اشارہ کے لئے اٹھا لے ”يعقد الخنصر والبصر ويحلق الوسطى بالا بهام ويقبض السبابة“ (الثانی: صفحہ ۵۰۸)

②..... چھوٹی اس کے بعد والی اور بیچ والی انگلیوں کو موڑے مٹھی کی طرح اور انگوٹھے کے سرے کو بیچ والی انگلی کے بیچ کے جوڑ میں ملا لے، اور انگشت شہادت علی حالہ رکھ کر نفی لا کے وقت اس سے اشارہ کرے، ”ان يقبض الوسطى والبصر والخنصر ويضع رأس ابهامه على حرف منفصل الوسطى الا وسط ويرفع الا صبع عند النفي“

(الثامیہ: صفحہ ۵۰۹، منہ الخالق حاشیہ: بحر الرائق: صفحہ ۳۳۲)

..... چھوٹی انگلی اس کے بعد والی انگلی اور بیچ والی انگلی کو مٹھی کی طرح موڑے، اور انگوٹھے کو انگشت شہادت کی جڑ میں ملا دے اور ”لا“ کے وقت اس انگشت شہادت سے اشارہ کرے۔

”ان یعقد الخنصر والبنصر والوسطی ويرسل المسجعة ويقیم الابهام الى اصل المسجعة“ (السعایہ: صفحہ ۲۲۰)

..... حلقہ بنا کر جیسا کہ ذکر کیا گیا مسنون ہے، بلا حلقہ بنائے انگلیاں پھیلی رہیں اور شہادت کے وقت ”لا“ جب آئے تو انگشت شہادت اٹھادے خلاف سنت ہے، ”واما علیہ عامة الناس فی زماننا من الاشارة مع البسط بدون عقد فلم ارا احدًا“

(الثامیہ: صفحہ ۵۰۹)

”فلیس لنا قول بالاشارة بدون تحلیق“

بلا حلقہ بنائے اشارہ ثابت نہیں ہے، اور سنت کے بھی خلاف ہے۔

..... اشارہ صرف دائیں ہاتھ کے انگشت شہادت سے ہوگا، بائیں کے انگلی سے نہیں وہ اپنی حالت پر رہیں گی۔

(الثامیہ: صفحہ ۵۰۹)

دونوں ہاتھوں سے ہرگز اشارہ نہیں کیا جائے گا۔ (کبیری: صفحہ ۳۲۸، الثامیہ: جلد ۱ صفحہ ۵۰۹)

..... اشارہ کرتے وقت انگلی آسمان کی طرف نہیں اٹھائی جائے گی بلکہ اس کا رخ قبلہ کی جانب کرتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔

..... اشارہ کرتے وقت انگلی کو ہلایا اور حرکت نہیں دی جائے گی صرف اٹھایا جائے گا۔

(السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۳۷)

..... اگر کسی کی دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت نہ ہو کٹ گئی ہو تو وہ کسی دوسری سے اشارہ نہ کرے گا، نہ بائیں ہاتھ کی انگلی سے۔

(طحاوی: صفحہ ۱۳۷)

..... شروع سے ہی اشارہ کے لئے حلقہ بنا کر نہیں رہے گا، احتاف کے یہاں جب اشارہ کا وقت آئے گا تب حلقہ بنائے گا اور انگلیوں کو موڑے گا، ”والمختار عند اصحابنا انه یبسط ثم یعقد عند الاشارة“ (فتح القدیر: صفحہ ۷۵۱)

”والصحيح والمختار عند جمهور اصحابنا ان يضع

كفيه على فخذه ثم عند وصوله الى كلمة التوحيد

يعقد الخنصر والبنصر“ (السبابة: صفحہ ۱۳۷)

..... جو لوگ شروع سے ہی حلقہ اور انگلی کو موڑ کر رکھتے ہیں یہ منع ہے، جب اشہد کہنے لگے تب حلقہ بنا کر اشارہ کرے۔ (طحاوی: صفحہ ۱۳۷)

..... اشارہ کے بعد انگلیوں کے حلقہ کو کھولا نہیں جائے گا بلکہ اسی طرح سلام تک باقی رکھا جائے گا بعض لوگ اشارہ کے بعد انگلیوں کو سیدھی کر لیتے ہیں، جیسے کہ بائیں ہاتھ کی انگلی سیدھی گھٹنے پر رہتی ہے صحیح نہیں، ”ثم يستمر على ذلك لانه ثبت العقد عند ذلك بلا خلاف ولم يوجد امر بتغيره“ (السبابة: جلد ۱ صفحہ ۲۲۱)

فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں فاتحہ پڑھنا مسنون ہے

(۴۱)..... قرأة الفاتحة بعد الاولين:

فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا:

یعنی فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا افضل اور سنت ہے، بمقابلہ تسبیح اور خاموش رہنے کے۔ (طحاوی)

①..... تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا۔

②..... یا تسبیح پڑھنا جو فاتحہ کی مقدار ہو۔

③..... یا خاموش رہنا سورۃ فاتحہ کی مقدار میں تینوں درست اور جائز ہے، ”روی

عند التخيير بين قرأة الفاتحة والتسبيح والسكوت“ (مراق الفلاح)

..... سورۃ فاتحہ پڑھنا افضل ہے تسبیح کے مقابلہ میں، اور تسبیح افضل ہے خاموشی

کے مقابلہ میں ”القرأة افضل بلا شك وكذا التسبيح افضل من السكوت“

(طحاوی: صفحہ ۱۳۷)

”والاقتصار على الفاتحة مسنون“ (الثانوية جلد ۱ صفحہ ۵۱۱)

..... تسبیح خواہ سورۃ فاتحہ کی مقدار کرے، یا ۳/ تسبیح کی مقدار کرے،

”والتسبیح بقدر الفاتحة وثلاث تسبیحات“

..... اور اگر خاموش رہے تو اس میں اختیار ہے کہ مقدار فاتحہ رہے یا ۳/تبیح کی مقدار اور اس کی بھی گنجائش ہے کہ ایک ہی تبیح کی مقدار رہے، ”والتسکوت بقدر الفاتحة“ اور بقدر ثلث تسبیحات اور بقدر تسبیح واحدة۔ (طحاوی: صفحہ ۱۴۷، الشامیہ صفحہ ۵۱۱)

..... البتہ خاموش رہنا بہتر نہیں کہ بعضوں نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

”بل التسکوت مکروہ..... ممن انه لو لم یقرأ وسکت یکره لتروک السنة“

”وان سکت عمدا یكون مسینا“

..... ہاں تبیح بجائے سورۃ فاتحہ کے کسی قول میں مکروہ نہیں۔

”فلو سبح لا یکره بخلاف مالمو سکت“

”ولو سبح فیہما ولم یقرأ لم یکن مسینا۔“

..... فرض کی تیسری چوٹی میں صرف سورۃ فاتحہ ہی پراکتفا کرے کوئی سورۃ چھوٹی بھی نہ ملے کہ خلاف سنت مکروہ تنزیہی خلاف اولیٰ ہے۔

”والاقتصار علی الفاتحة مسنون لا واجب فکان الضم خلاف الاولی“

(الشامیہ: صفحہ ۵۱۱)

”کراهية الزیادة علی الفاتحة علی کراهية التنزیه“ (بحر الرائق: صفحہ ۳۳۶)

..... یہ حکم فرض کی تیسری اور چوٹی رکعت کا ہے، خواہ امام ہو یا منفرد، واجب،

سنت اور نفل کی تیسری اور چوٹی میں پہلی دوسری کی طرح سورۃ فاتحہ مع سورت کے واجب ہے،

”لان النفل والواجب تجب القراءة فی جمیع الركعات بالفاتحة والسورة“

(بحر الرائق: صفحہ ۳۳۶)

(۴۲)..... و تسن الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فی الجلوس الاخیر:

اور نماز کے آخری تشہد میں درود شریف کا پڑھنا سنت ہے۔ (نور الایضاح، طحاوی)

اگر ۴ رکعت والی ہو تو چوتھی رکعت کے تشہد کے بعد اور دو رکعت والی ہو تو دوسری کے تشہد میں درود سنت ہے۔

..... درود میں درود ابراہیمی کا پڑھنا افضل ہے۔ (الثامیہ: صفحہ ۵۱۲)

..... اور جس درود میں ”اللہم صلی علی سیدنا“ ہو اس کا پڑھنا بھی بلا کسی قباحت کے درست ہے۔ ”ونذب السیادة، الدر المختار“

..... اگر درود کے صیغہ نہ پڑھ کر سلام علی النبی کے صیغہ پڑھا تو گنجائش ہے مگر سنت کے خلاف ہے۔ (الثامیہ: صفحہ ۵۱۷)

..... خیال رہے کہ نماز کے کسی بھی مقام پر مثلاً رکوع یا سجود میں درود کا پڑھنا مکروہ ہے۔ (طحاوی: علی الدر: جلد ۱ صفحہ ۲۸)

..... نوافل کے قعدہ اولیٰ میں درود شریف پڑھنے کی اجازت ہے بلکہ مطلوب ہے، کوئی ممانعت نہیں، ”وسنة فی الصلوة ای فی قعود اخیر مطلقا وکذا فی قعود اول فی النوافل غیر الرواتب“ (الثامیہ: صفحہ ۵۱۸)

”اما النفل فالزیادة فیہ مطلوبہ“ (طحاوی: علی الدر: صفحہ ۲۰۹)

درود پاک کے بعد دعائیہ کلمات پڑھنا سنت ہے

(۲۳)..... والدعا بعد صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

اور درود پاک کے بعد دعائیہ کلمات پڑھنا سنت ہے، درود پاک کے بعد ایسی دعاؤں کا پڑھنا جو احادیث پاک میں وارد ہیں نبی پاک ﷺ سے ثابت ہیں یا قرآن میں مذکور ہیں، افضل اور بہتر ہے ”ویدعوا بالدعوات الماثورة ای المنقولة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ (شرح منیہ: صفحہ ۳۳۵)

..... علامہ ابن نجیم نے مسلم کی اس دعا کو افضل قرار دیا ہے ”السلم انی اعوذ بک من عذاب جہنم ومن عذاب القبر ومن فتنۃ المحیا والممات ومن فتنۃ المسیح الدجال“ (صفحہ ۳۳۹، کبیری: صفحہ ۳۳۵)

..... بہتر ہے کہ دعا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھے، جسے آپ ﷺ نے ان کے سوال پر کہ نماز میں کون سی دعا پڑھوں، ارشاد فرمایا تھا، ”اللهم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرة من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم“ (طحاوی: صفحہ ۱۴۹، کبیری: صفحہ ۳۳۵)

امت کا تعامل بھی اسی دعا پر ہے مغفرت پر بڑی جامع ترین دعا ہے۔

..... نماز کے اندر درود پاک کے بعد دعائیں زبان عربی ہی میں ہیں مانگی جاسکتی ہیں، عربی کے علاوہ سے نماز فاسد ہو جائے گی، البتہ سلام کے بعد اختیار ہے خواہ عربی میں یا اردو وغیرہ میں۔ ”وحرّم بغیرہا“ (الدر المختار، الثامیہ: صفحہ ۵۲۱)

..... عربی میں بھی ایسی دعا نہ مانگے جو انسانی کلام سے متعلق اور مشابہ ہو، جیسے ”اللهم اعطنی مالا او متاعا“ (شرح حدیث المصنّی: صفحہ ۳۳۵)

..... اپنی جانب سے عربی میں کوئی دعا نہ مانگے قرآنی یا احادیث کی دعاؤں پر ہی اتکا کرے کہ بسا اوقات کراہت یا فساد پیدا ہو جاتا ہے، یا ایسی دعا نہ مانگے جو مکروہ ممنوع ہو۔

..... دعائے قرآنیہ میں دعا کی نیت ملحوظ ہو تلاوت کی نیت نہ کرے۔ (السعای: صفحہ ۲۲۸)

..... تمام امراض سے شفاء اور صحت دائمی کی دعا مکروہ اور ممنوع بلکہ حرام ہے، نہ نماز کے اندر عربی میں اور نہ نماز کے بعد کسی زبان میں ”ویحرم سوال العافیۃ مدی الدھر..... او العافیۃ من المرض ابدال الدھر ینتفع بقواہ وحواسہ ابدالاً“ (الثامیہ: جلد ۱ صفحہ ۵۲۲)

”لا یستل المحال العادیۃ امن العافیۃ من المرض ابدال الدھر“

(السعای: صفحہ ۳۳۶)

..... ہاں مطلق عافیت کی دعا مانگ سکتا ہے یہ حدیث سے ثابت ہے ”اللهم انی استلک العفو والعافیۃ والمعافات الدائمۃ فی الدین والدنیا والأخرۃ، ان الدعا بالعافیۃ الدائمۃ لیس من هذا القبیل“ (السعای: صفحہ ۲۲۶)

دائیں جانب اور بائیں جانب رُخ کر کے دو مرتبہ السلام

علیکم ورحمۃ اللہ کہنا

(۴۴)..... والالتفات یمینا ثم یساراً بالتسلیمتین:

اور دائیں جانب اور بائیں جانب رُخ کر کے دو مرتبہ السلام علیکم ورحمۃ

اللہ کہنا:

مطلب یہ ہے کہ دعا سے فارغ ہو کر پہلے دائیں جانب رُخ کرتے ہوئے السلام

علیکم ورحمۃ اللہ کہے پھر اسی طرح بائیں جانب۔

گردن کو سلام میں دائیں جانب بائیں جانب مکمل طور پر اس طرح گھمائے کہ اس

کے پیچھے دائیں جانب والے کو اس کا دایاں رخسار نظر آ جائے اور بائیں جانب والے کو

بایاں رخسار نظر آ جائے ”حتی یروی بیاض خدہ ای حتی یراہ من یصلی خلفہ“

(الشامیہ: صفحہ ۵۲۲، فتح القدیر: صفحہ ۳۱۹)

سنت یہ ہے کہ چہرے کو تھوڑا نہ گھمائے بلکہ پورا گھمائے بعض لوگ ذرا سا چہرہ گھما

لیتے ہیں اور سلام کر لیتے ہیں، خلاف سنت ہے۔ ”یسن ان یمالغ فی تحویل الوجہ

(الشامیہ: جلد ۵۲۲)

فی التسلیمتین“

..... نماز کے سلام میں برکات نہ کہے یہ خلاف سنت ہے، ”لا یقول برکاتہ

(بحر الرائق: صفحہ ۳۵۲، الشامیہ: جلد ۵۲۶)

صرح النووی بانہ بدعة“

..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ تک ادا کرنا سنت ہے، اگر کسی نے اس سے کم صرف

السلام یا السلام تک ہی کہا تو سلام ادا ہو گیا مگر خلاف سنت ہوا۔

..... اسی طرح السلام علیکم الف لام کے ساتھ سنت ہے، سلام علیکم کہے گا تو

سنت کے خلاف ہوگا، ان قال السلام علیکم، او السلام، او سلام علیکم

(بحر: صفحہ ۳۵۲)

السلام اجزاء وکان تار کاللسنة“

..... سلام میں چہرہ اتنا گھمائے کہ اس کی نظر کندھے پر آجائے مسنون

(مراقی الفلاح: صفحہ ۱۵۱)

دستجب ہے۔

..... اگر بھولے سے سلام نہیں کیا اور اٹھ گیا تو اس وقت سلام کرے جب

تک کہ کوئی کلام نہ کیا ہو، قبلہ سے پھر نہ ہو، ”ولو نسى اليسار اتى به عالم يستدبر

(الثامیہ: صفحہ ۵۲۵)

القبلة اويكلم“

..... خیال رہے کہ امام کے پہلے سلام کے السلام کے میم تک اقتداء کا وقت

رہتا ہے اگر کسی نے جیسے ہی نیت باندھی اور امام کا سلام ادا ہو گیا تو اقتداء درست نہیں ہوگی،

اور جماعت میں شامل نہ ہوا (طلحادی علی الدر: صفحہ ۲۳۰) ”جاء رجل واقتدى به قبل ان

(الثامیہ: صفحہ ۲۶۸)

يقول عليكم لا يصير داخل في صلاته“

امام سلام پھیرتے وقت کس کی نیت کرے

(۲۵)..... ونية الامام الرجال والحفظة وصالح الجن بالتسليمتين:

اور سلام کرتے وقت امام کا مقتدی حضرات ملائکہ اور صالحین جن کی نیت کرنا سنت ہے۔

مطلب یہ ہے کہ امام جو السلام کہہ رہا ہے اس کا مصداق کون ہوگا اور کس پر یہ سلام

کرے گا سو یہ سلام کرتے وقت ذہن میں رکھے کہ مقتدیوں کو اور محافظ فرشتوں کو اور نماز یا

مسجد میں جو صالح جن ہوتے ہیں اسے سلام کر رہا ہوں، اگر بلا نیت کئے اور ذہن میں لائے

اور خیال کرے تب بھی سلام ہو جائے گا مگر سنت کا ثواب اور سلام کی اس سنت کا ثواب نہ

پائے گا۔

..... مقتدی مسجد کے تمام مؤمنین کی بھی نیت کرے۔ (بحر الرائق: صفحہ ۲۵۲)

(بحر الرائق: صفحہ ۲۵۲)

اسی طرح کرنا کاتبین کی بھی نیت کرے۔

حفظ محافظ فرشتے سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انسان خصوصاً مؤمنین کی شریر جناتوں

وغیرہ سے بحکم خدا حفاظت پر مامور ہیں، ایک حدیث پاک میں ہے کہ ہر مؤمن پر ۵/محافظ

فرشتے متعین ہیں۔

ایک روایت میں ہے ۷۰/۷ فرشتے مامور ہیں، بعض روایات میں ۱۶۰ کی تعداد ہے۔
(بحر الرائق: صفحہ ۳۵۲ طحاوی: صفحہ ۱۵۰)

مقتدی کس کی نیت کرے

(۴۶)..... ونية المأموم واما مه في جهته..... الخ:

اور مقتدی اپنے سلام میں امام کی نیت کرے گا، اور امام بیچ میں ہو تو دونوں سلام میں اس کی نیت کرے گا، اور مقتدی کی محافظ فرشتوں کی اور نیک جنوں کی۔
مطلب یہ ہے کہ مقتدی اپنے سلام میں اپنے امام کی نیت کرے گا، جس رخ میں بھی امام ہو۔

اگر مقتدی امام کے بالکل پیچھے ہو تو پھر دونوں سلام میں نیت کرے گا، اسی طرح مقتدی سلام میں تمام شرکاء جماعت کی محافظ فرشتوں کی اور صالح جن کی جو نماز میں شریک ہوں یا مسجد میں ہوں، نیت اور خیال کرے گا۔

خیال رہے کہ سلام کے وقت ان امور کا خیال اور اس کی نیت عموماً ذہن میں نہیں رہتی ہے، پس سلام کا وقت آیا جلدی سے سلام پھیر لیا اور فارغ ہو گئے، اگر چند مرتبہ بالقصد ذرا اہتمام کر کے اور دھیان دے کر اس طریقہ کو اختیار کیا جائے اور اس سنت کا اہتمام کیا جائے تو پھر مشق ہو جائے گی اور سلام کے وقت اس کا خیال آ جائے گا، اور اس متروک سنت کے ثواب عظیم کو پانے والا ہو جائے گا، ”اللهم وفقنا۔“

تنہا نماز پڑھنے والا صرف فرشتوں کی نیت کرے گا

(۴۷)..... ونية المنفرد الملائكة فقط:

اور تنہا نماز پڑھنے والا صرف فرشتوں کی نیت کرے گا۔
مطلب یہ ہے تنہا نماز پڑھنے والا محافظ فرشتوں کی نیت کرے گا، چونکہ یہ تو ہر وقت رہتے ہیں، جس میں کرنا کا تین بھی شامل ہیں۔

دوسرے سلام کا اول کے مقابلہ میں پست ہونا

(۲۸)..... وخفض الثانية عن الاولى:

اور دوسرے سلام کا اول کے مقابلہ میں پست ہونا، یعنی امام جو جماعت میں سلام کرے گا اس کے لئے سنت یہ ہے کہ اول سلام کے مقابلہ میں دوسرے سلام کو ذرا پست اور ہلکا کرے۔ (طحاوی: صفحہ ۱۵۰)

اتنی ہلکی آواز نہ کرے کہ مقتدی کو آواز نہ آئے ”والسنۃ ان تكون الثانية اخفض من الاولى“ (بزاز: صفحہ ۳۵۲، کبیری: صفحہ ۳۳۰)

مقتدی سلام کب پھیرے

(۲۹)..... ومقارنته لسلام الامام:

اور مقتدی کے سلام کا امام کے ساتھ ہونا، یعنی جیسے ہی امام سے السلام کی آواز سنے فوراً مقتدی بھی السلام شروع کر دے، تاکہ امام کے ساتھ سلام میں شریک اور مقارنیت ہو جائے، تاخیر نہ کرے۔ (طحاوی: صفحہ ۱۳۸)

..... اگر مقتدی کا درود یا اس کی دعا پوری نہ ہوئی ہو اور ابھی درمیان ہی میں ہو اور امام نے سلام پھیر دیا تو دعا درود چھوڑ کر امام کے ساتھ سلام پھیرنے میں شریک ہو جائے، اس کے پورا کرنے میں تاخیر نہ کرے، ”ولو سلم والمؤتم فی ادعیۃ التشہید تابعه لانها سنۃ“ (شامیہ: صفحہ ۳۹۶)

..... اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر مقتدی کی دعا جو تشہد کے بعد پڑھی جاتی ہے پوری نہیں ہوتی ہے اور امام سلام پھیر دیتا ہے تو یہ جلدی جلدی دعا پوری کرنے لگ جاتے ہیں اور امام کے سلام کے بعد سلام پھیرتے ہیں گو تھوڑی ہی تاخیر سہی یہ خلاف سنت ہے، ”والناس عنہا غافلون“ ہاں اگر تشہد پورا نہیں ہوا اور امام کھڑا ہو گیا تو جلدی جلدی تشہد پورا کر کے پھر کھڑا ہو جائے، ”اوقیامہ لثالثۃ قبل تمام المؤتم التشہد فانہ لا یتابعہ بل یتممہ لو جوابہ“ (شامیہ: صفحہ ۳۹۶، طحاوی: علی الدر)

..... اس طرح مقتدی اگر درود بھی پوری نہیں پڑھ پایا کہ امام نے سلام پھیر

دیا، تو مقتدی درود پورا کرنے کے بجائے امام کے ساتھ سلام میں شریک ہوگا،

”یشتمل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم وبه

(الشامیہ: صفحہ ۴۹۶)

شرح المنیہ“

سلام پھیرنے کا مسنون طریقہ

(۵۰)..... والبداءة باليمين:

پہلے دائیں جانب کرنا ہے، یعنی سلام کی یہ ترتیب سنت ہے کہ پہلے دائیں جانب

سلام کرے اس کے بعد بائیں جانب سلام کرے۔ (طحاوی: صفحہ ۱۲۸، الشامی: صفحہ ۵۲۳)

..... اگر کسی نے بھولے سے بائیں جانب سلام کر لیا پھر دائیں جانب کیا، تو

اب پورا سلام دوبارہ لوٹائے نہیں صرف دائیں جانب سلام کرے کافی ہے، ”ولو عکس

سلم عن يمينه فقط فلا يعيد التسليم عن يسارة“ (الشامیہ: صفحہ ۵۲۳)

..... اگر دایاں سلام تو پھیر لیا مگر بایاں بھول گیا، تو ایسی صورت میں اگر گفتگو

نہیں کی، قبلہ سے رخ نہیں منہ پھیرا تو دوسرا سلام کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (طحاوی: صفحہ ۱۲۹)

مسبق اپنی باقی ماندہ نماز کے لئے کب کھڑا ہو

(۵۱)..... انتظار المسبوق فراغ الامام:

سنت ہے کہ مسبوق اپنے امام کے سلام پھیرنے کا انتظار کرے یعنی مسبوق جس کی

ایک دو رکعت چھوٹ گئی ہو اس کے لئے سنت یہ ہے کہ امام کے سلام کی آواز سنتے ہی فوراً

کھڑا نہ ہو جائے بلکہ دونوں سلام سے فارغ ہونے کے بعد اپنی رکعت پوری کرنے کے


لئے کھڑا ہو، اسے دوسرے سلام کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا سنت ہے، ”ویسن.....


(الشامیہ: صفحہ ۳۷۷)

انتظار المسبوق سلام الامام“


..... دوسرے سلام کا مسبوق اس لئے انتظار کرے تاکہ ایسا نہ ہو کہ پہلا


سلام سہو کا ہو، اور یہ مقتدی نماز کا سلام سمجھ کر کھڑا ہو جائے اور پھر اسے لوٹ کر سجدہ سہو میں شریک ہونا پڑے، ”حتیٰ يعلم ان لا سہو علیہ“ (طحاوی: صفحہ ۱۵۰)

.....  بیشتر مسبوق امام کے پہلے سلام ہی کے بعد کھڑے ہو جاتے ہیں دوسرے سلام کا انتظار نہیں کرتے بلکہ جیسے امام کے سلام کی آواز سنتے ہی جلدی سے رکعت پوری کرنے کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ خلاف سنت مکروہ تحریمی ہے، ”فان قام قبلہ کرہ تحریمًا“ (طحاوی: صفحہ ۱۵۰)

.....  ہاں اگر فجر میں اس قدر وقت تنگ ہے کہ وقت کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے، یا نمازیوں کی کثرت اور ازدحام و بھیڑ سے گزرنے والوں سے اذیت اور نماز کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو جلدی سے سلام پھیر کر فارغ ہو سکتا ہے، ”وقد یباح لہ القيام لضرورة کما لو خشی ان انتظره یخرج وقت الفجر او الجمعة او العید..... وکذا لو خشی مرور الناس بین یدیه“ (طحاوی: صفحہ ۱۵۰)

سلام کے بعد دعا کے متعلق

.....  امام کا ظہر، مغرب، عشاء کی نماز کے بعد ”اللھم انت السلام الخ“ کی مقدار مختصر دعاؤں کا مانگنا، اس سے زائد مانگنا اور طویل کرنا خلاف سنت مکروہ ہے، ”ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقعد مقدار ما یقول اللھم انت السلام الخ، فلا یزید علیہ او علی قدرہ فتحمل الکراہۃ علی الاتیان بما هو ازید من ذلک“ (مراقی: طحاوی: صفحہ ۱۷۱)

.....  بعض امام حضرات ذرا طویل کرتے ہیں اور زور سے مانگتے ہیں دراصل وہ مقتدی کی جاہلانہ اور رومانہ رواج کی رعایت اور ان کی خوشی میں ایسا کرتے ہیں، سنت کے خلاف امور میں کسی کی رعایت ممنوع ہے، ان کو سمجھا دے کہ ان نمازوں کے بعد دعا اسی مقدار آپ ﷺ سے ثابت ہے، اسی کو فقہاء نے کتابوں میں ذکر کیا ہے، ہاں عصر اور فجر کے بعد کچھ طویل مانگنے کی اجازت ہے۔

..... جن نمازوں کے بعد سنت نہیں جیسے عصر اور فجر میں مقتدی کے رخ دائیں بائیں ہو کر دعا اور ادو طائف ادا کرنا اور دعا کرنا۔

”و يستحب ان يستقبل بعده..... ان لم يكن بعده“ نافلة يستقبل الناس“
(مرآتی الفلاح: صفحہ ۱۷۱)

”ان الامام ينحرف بعد الفراغ من التطوع او المكتوبة اذا لم يكن بعدها تطوع ان شاء انحرف عن يمينه وان شاء عن يساره“ (طحاوی: صفحہ ۱۷۱)
جن نمازوں کے بعد سنت ہے ان نمازوں کے بعد قبلہ رخ ہی مختصر دعا کرنا، اور اپنی جگہ سے ہٹ کر امام اور مقتدی کا سنت اور نوافل میں مشغول ہونا ہے، اور جن نمازوں کے بعد سنت نہیں ہے، عصر اور فجر یہاں مقتدی کی جانب رخ کر کے وطائف اور ادشلا آیت الکرسی، تسبیح فاطمی وغیرہ پڑھ کر دعا مانگنی سنت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ہر نماز کے بعد ظہر، مغرب، عشاء کے بعد بھی مقتدی کی طرف رخ کر کے دعا مانگتے ہیں ثابت نہیں، ”یکره مکشہ فاعدا فی مکانہ مستقبل القبلة فی صلوة لا تطوع بعدها..... والکراهة تنزیہیہ“ (الشامیہ: جلد ۵ صفحہ ۵۳)

..... فرائض کے بعد کی سنتوں میں بلا کلام و گفتگو کے سنت کا ادا کرنا مسنون ہے، اس کے خلاف ثواب کی کمی کا باعث ہے، ”اذا تکلم بکلام کثیر او اکل شرب بین القرض والسنة لا تبطل وهو الاصح بل نقص ثوابها والافضل الوصل فیہما“
(مرآتی: صفحہ طحاوی: صفحہ ۱۷۱)

”لو تکلم بعد القرض لا تسقط لكن ثوابها اقل“ (الشامیہ: صفحہ ۵۳)
فرض کے بعد سنت و نوافل کے لئے امام و مقتدی کا دائیں بائیں ہونا جگہ بدلنا مستحب ہے۔
..... اگر مسجد میں ازدحام ہے، یا مسبوق، جو اپنی نماز پوری کر رہے ہیں ان کے سامنے سے گزرنے کی نوبت آتی ہو یا بھیڑ کی وجہ لوگوں کو اذیت و پریشانی ہوتی ہو تو ایسی صورت میں فرض کی جگہ سنت ادا کرے، ایک مستحب امر کو ادا کرنے کے لئے اذیت کا اختیار کرنا اور نمازی کے سامنے گزرنے کے گناہ کا مرتکب ہونا درست ہے۔

”اذا لم يكن بحذاءه رجل يصلي“ (الثاميه: صفحہ ۵۳۲)
 ”لان الممار مامور بالوقوف وان لم يجد طريقا اخر، ومفاده انه
 لايجوز لهم المرور..... ان يكون المار بين يدي المصلي ولم يتعرض
 المصلي لذلك فيختص المار بالاثم ان مر“ (الثاميه: جلد ۱ صفحہ ۶۳۵)

نماز کے سنن و مستحبات کا اجمالی اور مختصر خاکہ

تکبیر تحریمہ کے موقع کے سنن و مستحبات

- ❖..... قبلہ کے رخ بالکل سیدھا کھڑا ہونا، سر یا کمر کو ذرا بھی نہ جھکانا۔
- ❖..... دونوں قدموں کا رخ بالکل سیدھا قبلہ کی جانب ہونا، دائیں بائیں کج اور ٹیڑھا نہ ہونا، پیروں کا ترچھا نہ ہونا۔
- ❖..... دونوں قدموں کے درمیان ہاتھ کی انگلیوں سے ۴/ انگل کا فاصلہ ہونا۔
- ❖..... تکبیر تحریمہ سے قبل دونوں ہاتھوں کا کھلا اور سیدھا رکھنا نیت باندھنے کی طرح یا اس کے مثل نہ رکھنا۔
- ❖..... دونوں ہاتھوں کو کان کی لو کے مقابل اٹھانا۔
- ❖..... دونوں ہاتھوں کو بلا نیچے گرائے ہوئے باندھنا۔
- ❖..... دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا سیدھا کھلا اپنی اصلی طبعی حالت پر ہونا نہ بالکل کھلا کشادہ ہونا نہ بالکل ملا چپکا ہوا ہونا، ہتھیلیوں کا اندرون حصہ قبلہ کی جانب اور پشت پورب کی جانب ہونا، ہتھیلیوں کا رخ کان کی طرف نہ ہونا، ہاتھ اٹھانے کے بعد ”اللہ اکبر“ موصلاً کہنا، یا ”اللہ اکبر“ کہتے ہوئے فوراً ہاتھوں کا اٹھانا۔
- ❖..... اگر جماعت بنی ہے اور شروع تکبیر میں امام کے ساتھ شریک ہے تو امام کے بعد تکبیر موصلاً اٹھانا کہ امام کی تکبیر کے ساتھ اس کی تکبیر بھی ہو جائے، مگر امام کی تکبیر کے بعد مقتدی کی تکبیر ختم ہو پہلے نہ ہو۔

ہاتھ باندھنے کے امور مسنونہ

- ❖ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے گئے پر رکھنا۔
- ❖ چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنانا، اور بائیں گئے کو پکڑنا۔
- ❖ باقی ۳ انگلیوں کو بائیں کلائی پر سیدھے لمبائی میں پھیلا دینا۔
- ❖ ہاتھوں کو ناف کے ذریعے باندھنا، (پیٹ پر نہیں کہ ناف کے اوپر پیٹ کہلاتا ہے۔)

- ❖ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کا نیچے لٹکانا، بلکہ دونوں کا ایک دوسرے پر مقابل میں رہنا
- ❖ قیام کی حالت میں نظر کا سجدہ گاہ کی جانب ہونا۔

تکبیر تحریمہ کے بعد امور مسنونہ

- ❖ ثناء پڑھنا: امام مقتدی اور تہانماز پڑھنے والے کے لئے اور مسبوق کے لئے۔
- ❖ ”تعوذ“ اور ”بسم اللہ“ پڑھنا امام منفرد اور مسبوق کے لئے۔
- ❖ مسنون قرأت کا لحاظ کرتے ہوئے پڑھنا۔
- ❖ قرأت کی رفتار میں نہ جلدی کرنا نہ آہستہ کرنا بلکہ درمیانی رفتار سے پڑھنا۔
- ❖ سورۃ فاتحہ کے ختم پر آہستہ سے آمین کہنا، خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد۔
- ❖ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا۔
- ❖ دوسری رکعت کے مقابل میں پہلی رکعت کا ذرا طویل کرنا، خصوصاً فجر میں۔
- ❖ دونوں پیروں پر برابر زور دے کر کھڑا ہونا، کسی ایک پیروں پر زور دے کر دوسرے کو ہلکا کر کے کھڑا نہ ہونا۔

رکوع کے سنن و مستحبات

- ❖ رکوع میں جاتے اور جھکتے ہوئے تکبیر ”اللہ اکبر“ کہنا۔

..... ❀❀ ختم سورہ کے بعد تکبیر شروع کرنا اور رکوع پیٹھ کے برابر ہو جانے پر ختم کرنا۔

..... ❀❀ دونوں ہاتھوں سے گھٹنے کو پکڑنا۔

..... ❀❀ گھٹنوں کو پکڑتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کا کشادہ پھیلا ہوا ہونا، اور انگلیوں

کارخ پنڈلی کی جانب ہونا، یمینا شمالاً نہ ہونا۔

..... ❀❀ سر کا اور سرین دونوں کا بالکل برابر اور مقابل میں ہونا کسی ایک کا دوسرے

کے مقابل میں جھکا ہوا یا اٹھا ہوا نہ ہونا۔

..... ❀❀ پیٹھ کا بالکل برابر ہونا ٹیڑھا اور کج نہ ہونا۔

..... ❀❀ پنڈلیوں کا سیدھا کھڑا رکھنا، ٹیڑھا یا جھکا نہ رکھنا۔

..... ❀❀ دونوں ہاتھوں کو پہلوں اور سینے سے علیحدہ جدا رکھنا۔

..... ❀❀ دونوں پیروں کا ایک دوسرے کے مقابل میں رکھنا کہ ایک ٹخنہ دوسرے

کے سامنے ہو جائے آگے پیچھے نہ ہو۔

..... ❀❀ پیروں کا بالکل سیدھا قبلہ رخ ہونا کہ انگلیوں کا رخ جانب قبلہ رہے۔

..... ❀❀ کم از کم رکوع میں ۳/ مرتبہ تسبیح، ”سبحان ربی العظیم“ کا کہنا۔

..... ❀❀ رکوع کی حالت میں نگاہ کا قدم پر ہونا۔

..... ❀❀ دونوں پاؤں پر برابر زور دینا۔

رکوع سے اٹھنے کی سنتوں کا بیان

..... ❀❀ ”سمع اللہ لمن حمدہ“ کہتے ہوئے اٹھنا۔

..... ❀❀ سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے ”سمع اللہ“ کا شروع کرنا، اور سیدھا

ہونے کے بعد ختم کر دینا۔

..... ❀❀ قومہ میں تمام اعضاء کا ساکن اور مطمئن ہو جانا۔

..... ❀❀ مقتدی کا ”ربنا لک الحمد“ اور منفر د کا پورا ”سمع اللہ لمن

حمدہ ربنا لک الحمد“ پڑھنا۔

قومہ سے سجدہ میں جانے کی سنن و مستحبات کا بیان

..... اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جانا۔

..... ابتداء قیام میں تکبیر شروع کرنا اور سجدہ میں پیشانی زمین پر رکھنے ہی اکبر کی راء کو ختم کر دینا۔

..... سجدہ کے لئے گھٹنے کے سہارے جھکنا، سر اور دھڑ کو پہلے نہ جھکانا۔ (شامی ۱/۳۹۷)

..... سر و جسم کو سیدھا رکھتے ہوئے گھٹنے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کے سہارے جھکنا۔

(جلد ۱ صفحہ ۳۹۷)

..... سجدہ میں جاتے ہوئے اولاد دونوں گھٹنوں کو پھر دونوں ہاتھوں کو پھر چہرے

کو زمین پر رکھنا۔ (شامی صفحہ ۳۹۷)

..... پہلے ناک پھر پیشانی کو رکھنا، اور زمین پر اچھی طرح ٹیکنا۔

سجدہ کے سنن و مستحبات کا بیان

..... دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ میں سر کو اس طرح رکھنا ہتھیلیاں کانوں

کے مقابل آجائیں۔

..... سجدہ میں انگوٹھوں کا کان کے مقابل اور محاذ اذین میں آجانا، کان یا گالوں

سے ہتھیلیوں کا الگ رہنا ملنا نہیں دونوں ہتھیلیوں کا بالکل سیدھا قبلہ رخ رکھنا۔

..... دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا بالکل سیدھا ملنا ہونا خصوصاً انگوٹھوں کا انگشت

شہادت سے ملا ہوا ہونا تاکہ تمام انگلیوں کا رخ بالکل سیدھا قبلہ کی جانب ہو جائے۔

..... سجدہ کی حالت میں کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ الگ رہنا۔

..... دونوں ہاتھوں کا زمین سے بالکل الگ رہنا۔

..... دونوں رانوں کا پیٹ سے الگ رہنا۔

..... سرین (چوڑا) کا اڑیوں سے الگ اٹھا ہوا رہنا۔

..... دو نوں پیروں کی انگلیوں کا سر امڑ کر قبلہ رخ ہو جانا۔ دو نوں قدم پورے سجدہ کی حالت میں زمین پر ٹکا رہنا نہ ہلنا اور کسی پیر کا اٹھنا۔

..... دو نوں قدموں کا بالکل برابر محاذ اٹھنا ہونا کہ ایک ٹخنہ دوسرے کے مقابل ہو جائے۔

..... سجدہ میں ۳/ مرتبہ تسبیح کا ادا کرنا۔

..... ناک کی سخت ہڈی کو زمین پر نیکیا۔

..... سجدہ کی حالت میں نظر ناک کی جانب ہونا۔

سجدہ سے اٹھنے کی سنتوں کا بیان

..... اللہ اکبر کہنا۔

..... سر اٹھانے سے پہلے تکبیر کا شروع کرنا، اور جلسہ میں اطمینان سے بیٹھنے میں

ختم کر دینا۔ سجدہ سے اٹھنے میں پہلے پیشانی، پھر ناک پھر دو نوں ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو اٹھانا۔

..... اگر دوسری رکعت کے لئے دوسرے سجدہ سے کھڑا ہونا ہے تو گھٹنوں پر

ہاتھ رکھ کر اس کے سہارے کھڑا ہونا، ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر اس کے سہارے کھڑا نہیں ہونا۔

..... دو نوں پیروں کے سہارے سیدھا اٹھ جانا۔

دو نوں سجدوں کے درمیان جلسہ کے امور مسنونہ کا بیان

..... دو نوں سجدوں کے درمیان اطمینان و سکون سے بیٹھنا کہ تمام اعضاء اپنی

جگہ پر آجائیں۔

..... دو نوں سجدوں کے درمیان ایک تسبیح کی مقدار بیٹھنا۔

..... ہاتھوں کی انگلیوں کا کھلا ہوا بالکل سیدھا ہونا۔

..... ہاتھوں کی انگلیوں کا نہ بالکل ملا ہوا اور نہ بالکل الگ ہونا۔

..... انگلیوں کے سرے سیدھے قبلہ کی جانب ہونا، زمین کی جانب مڑا ہوا

نہ ہونا، خصوصاً انگوٹھوں کا گود کی جانب گرا ہوا نہ ہونا، بلکہ رخ قبلہ ہونا۔

..... بیٹھنے میں دائیں پیر کو کھڑا رکھنا اور بائیں پیر کو بچھا دینا۔

..... دونوں پیروں کی انگلیوں کو جانب قبلہ رکھنا۔

..... دائیں پیر کو اس طرح کھڑا رکھنا کہ انگلیوں کے سرے مڑ کر قبلہ کی جانب ہو جائیں، اور تلوے کا رخ پیچھے جانب مشرق کو ہو جائے۔

..... بائیں پیر کو اس طرح زمین پر بچھانا اور اس کی انگلیوں کو (انگوٹھا اور بیچ والی انگلی) دائیں پیر سے اس طرح لگانا کہ اس کے سہارے حتیٰ الوسعہ انگلیوں کے پوروں اور سروں کا رخ قبلہ کی جانب ہو جائے۔

..... دونوں ہاتھوں کی کلائیوں اور کہنیوں کا ران سے ملا ہوا ہونا۔ (المصباح: صفحہ ۲۱)

..... بیٹھنے کی حالت میں نگاہ کا گودا اور دونوں ہاتھوں کے مابین ہونا۔ (مراقی القلارح)

تشہد میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ

..... جس طرح دو سجود کے درمیان جلسہ میں بیٹھنے کا طریقہ ہے اسی طرح قعدہ اولیٰ اور قعدہ ثانیہ میں بیٹھنے کا وہی طریقہ مسنون ہے۔

..... تشہد میں تشہد اکبر مسعود جو ہمارے درمیان رائج ہے اسی کا پڑھنا مستحب ہے۔ (طحاوی: صفحہ ۱۵۵)

تشہد میں اشارہ کے امور مسنونہ کا بیان

..... کلمہ شہادت میں لا الہ کے وقت اشارہ کرنا سنت ہے۔

..... حلقہ بنا کر اشارہ کرنا مسنون ہے، بلا حلقہ بنائے انگلی کو پھیلانے ہوئے کی صورت میں اٹھانا اشارہ کرنا خلاف سنت ہے۔

..... حلقہ کے مسنون طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ خضر بنصر کو مٹھی باندھنے کی طرح موڑے اور بیچ کی انگلی کے سرے کو انگوٹھے کے سرے سے ملا کر حلقہ بنالے، اور انگشت شہادت سے اشارہ کرے۔ (شامی: صفحہ ۵۰۸)

..... انگشت شہادت کو قبلہ کی طرف اٹھاتے ہوئے اشارہ کرنا، آسمان کی طرف نہ اٹھانا۔

..... لا الہ کے وقت انگشت شہادت کو اٹھانا اور لا اللہ کے وقت گرا دینا۔

(طحاوی: صفحہ ۱۳۷)

..... شروع تشہد سے حلقہ نہ بنانا بلکہ کلمہ شہادت کے وقت حلقہ بنانا۔

..... حلقہ کو اخیر تشہد سلام تک باقی رکھنا۔ (السعاہ: صفحہ ۱۲۱)

تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لئے اٹھنے کا مسنون طریقہ

..... اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھنا۔

..... آخر جہدہ سے تکبیر شروع کرنا، اور سیدھے کھڑے ہونے تک تکبیر کو ختم کرنا۔

..... دونوں قدم کی انگلیوں کے سہارے سیدھے اٹھنا۔

..... دونوں ہاتھوں کو گھسنے پر رکھتے ہوئے اس کے سہارے اٹھنا، ہاتھوں کو

زمین پر رکھ کر اس کے سہارے نہ اٹھنا۔

..... بلا بیٹھے سیدھے کھڑے ہو جانا۔

تیسری اور چوتھی رکعت کے امور مسنونہ کا بیان

..... سورہ فاتحہ کا پڑھنا۔

..... سورہ فاتحہ پڑھنے کی صورت میں بسم اللہ کا پڑھنا۔

..... فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں خواہ امام ہو یا منفرد، سورہ فاتحہ کے

بعد سورہ کا نہ ملانا۔ (البتہ سنت وظل کی ہر رکعت میں سورہ کا ملانا ضروری ہے)

آخری قعدہ کے امور مسنونہ کا بیان

..... تشہد اور شہادت سے فارغ ہونے کے بعد درود شریف کا پڑھنا۔

..... درود شریف کے بعد قرآنی دعاؤں کا یا احادیث میں وارد شدہ دعاؤں کا پڑھنا۔

سلام کے سنن و مستحبات کا بیان

- ❁❁..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا ادا کرنا۔
- ❁❁..... اول دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام کرنا۔
- ❁❁..... دائیں اور بائیں رخ اس طرح سلام کرنا کہ اگر پیچھے کوئی ہو تو اسے سلام کرنے والے کا دایاں اور بائیں رخسار نظر آ جائے۔
- ❁❁..... سلام میں دائیں بائیں رخ اس طرح کرنا کہ دائیں سلام میں دایاں کندھا بائیں سلام میں بائیں کندھا نظر آ جائے۔
- ❁❁..... دائیں طرف سلام پھیرنے میں دائیں طرف کے انسان اور فرشتے اور صالح جنات کی نیت کرنا اسی طرح بائیں طرف بھی۔
- ❁❁..... امام کا مقتدیوں، فرشتوں، صالح جنات کی نیت کا کرنا۔
- ❁❁..... تنہا نماز پڑھنے والے کو سلام میں ملائکہ کی نیت کرنا اگر مقتدی امام کے بالکل پیچھے ہے تو دونوں سلام میں امام کی نیت کرنا۔
- ❁❁..... دوسرے سلام کا پہلے سلام سے کچھ پست کرنا۔
- ❁❁..... اگر جماعت میں شریک ہے تو امام کے ساتھ سلام کرنا، دعا وغیرہ کے پورا کرنے میں تاخیر نہ کرنا۔
- ❁❁..... مسبوق کو رکعت پورا کرنے کے لئے اٹھنے میں امام کے دوسرے سلام کا انتظار کرنا، پھر اٹھنا۔

سلام کے بعد مسنون امور

- ❁❁..... دعا کرنا۔
- ❁❁..... جن نمازوں کے بعد سنت ہے (مثلاً ظہر، مغرب و عشاء) ان میں سلام کے بعد امام کا مختصر دعا مانگنا، مثلاً ”اللھم انت السلام الخ“ ”یا ربنا آتنا الخ“ کی مقدار۔ طویل

دعا اور زور سے مانگنا خلاف سنت ہے، (البتہ عصر اور فجر کے بعد کچھ طویل مانگنے کی اجازت ہے دعا وغیرہ فارغ ہونے کے بعد مصلیٰ سنتوں میں مشغول ہونا باتوں وغیرہ میں نہ لگنا۔

..... فرض کی جگہ کو بدل کر سنتوں میں مشغول ہونا۔

نوٹ :..... ان سب کے حوالے اور مراجع ماقبل میں آچکے ہیں لہذا حوالوں کے لئے ماقبل کے عنوانات اور مضامین کی جانب رجوع کیجئے۔

عورتوں کی نماز اس طرح ہوگی

(۱) عورتوں کو نماز شروع کرنے سے پہلے پورے بدن کا ڈھانکنا ضروری ہے، صرف چہرہ دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم کھلے رہ سکتے ہیں، بعض عورتوں کی کلاں یاں، سر کے بال کھلے رہ جاتے ہیں، اس سے نماز نہیں ہوتی۔

(۲) عورتوں کو ہاتھ کندھے ہی تک اٹھانا سنت ہے۔

(۳) دونوں ہاتھوں کو دوپٹے یا چادر کے اندر ہی اندر کندھوں تک اٹھائیں گی، دوپٹوں یا چادر سے باہر ہاتھ نہ نکالیں گی۔

(۴) عورتیں ہاتھ سینے پر باندھیں گی، دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ دیں گی۔

(۵) رکوع میں عورتیں بیٹھ اور کمر برابر نہ کریں گی، تھوڑا کم جھکیں گی۔

(۶) عورتیں رکوع کی حالت میں گھٹنوں پر انگلیاں ملا رکھیں گی، کھلی اور کشادہ نہ رکھیں گی۔

(۷) رکوع میں پاؤں کو بالکل سیدھا نہ رکھیں گی، بلکہ گھٹنوں کو آگے کی طرف کر کے جھکی رکھیں گی۔

(۸) رکوع میں عورتوں کے بازو پہلو (بغل) سے ملی اور لگی رہیں گی، الگ اور علیحدہ نہ رہیں گی۔

(۹) دونوں پیر بھی قریب ملے رہیں گے، قدم کے درمیان فاصلہ اور فرق نہ رہے۔

- (۱۰) رکوع میں دونوں گھٹنے بھی قریب قریب ملے رہیں گے۔
- (۱۱) عورتیں سجدے میں جاتے ہوئے سینہ جھکاتی ہوئی جائیں گی۔
- (۱۲) عورتیں سجدے کی حالت میں تمام اعضاء کو ایک دوسرے سے ملا کر اور لگا کر رکھیں گی، یعنی پیٹ ران سے بازو پہلو سے مل جائے، اسی طرح ہر عضو ایک دوسرے سے ملا رہے گا۔
- (۱۳) کہنی بازو سمیت زمین پر بچھا دیں گی۔
- (۱۴) بیٹھنے کی حالت میں اپنے پیروں کو داہنے جانب نکال کر سرین پر بیٹھیں گی، یعنی سرین زمین پر رکھ دیں گی، اور دائیں پیر کی پنڈلی کو بائیں پیر پر رکھیں گی، اور بائیں کو لمبے پر بیٹھیں گی۔
- (۱۵) دو سجدوں کے درمیان اور تمام تشہد میں خواہ اول ہو یا آخر اسی طرح بیٹھیں گی۔
- (۱۶) سجدے میں اور بیٹھنے کی حالت میں انگلیاں ایک دوسرے سے ملی رہیں گی، ان کے درمیان کشادگی نہ رہے گی۔
- (۱۷) فجر کی نماز عورتوں کو صبح صادق کے بعد جلد اندھیرے میں پڑھنا مسنون ہے۔
- (۱۸) عورتوں کو نماز میں زور سے قرأت وغیرہ ممنوع ہے۔
- (۱۹) عورتوں کی جماعت مکروہ ہے خواہ فرائض کی ہو یا نوافل کی ہو۔
- (۲۰) عورتوں کو مسجد میں تنہا یا شریک جماعت ہو کر نماز پڑھنا ممنوع ہے۔
- (شامی: جلد ۱ صفحہ ۵۰۴، بحر الرائق)
- (۲۱) عورتیں تراویح کی نماز گھروں میں جماعت کے ساتھ مرد کے پیچھے پڑھ سکتی ہیں۔

مکروہات نماز کی تفصیل

فقہاء کے کلام میں

احادیث و آثار سے فقہاء کرام نے نماز کے مکروہات کو بیان کیا ہے، صاحب نور الایضاح نے مکروہات نماز کو ذکر کیا ہے، مزید اور بھی ہیں جسے اہل فتاویٰ نے ذکر کیا ہے، احوال مصلیٰ کے اعتبار سے اور زائد بھی ہو سکتے ہیں، چنانچہ طحاوی علی المراقی علی نور الایضاح سے ان کو نقل کیا جاتا ہے۔

- (۱) کسی واجب یا سنت کا قصد یعنی ”غفلۃ“ چھوڑ دینا، مثلاً امام سے پہلے کسی رکن کا ادا کرنا یا اطمینان سے ادا کرنے کے بجائے جلدی کرنا، کانوں سے اوپر ہاتھ اٹھانا۔
- (۲) نمازی کا اپنے بدن سے کھیلنا یعنی ہاتھ کو بدن پر ادھر ادھر لے جانا، داڑھی سر پر ہاتھ پھیرنا۔

(۳) نمازی کا اپنے کپڑے سے کھیلنا یعنی اسے چھونا سیدھا، سیٹ کرنا، اس کے موڑ وغیرہ کو سیدھا کرنا۔

(۴) زمین پر سجدہ کرنے کی صورت میں ایک مرتبہ سے زائد کنکری وغیرہ کو ہٹانا، اسی طرح نماز کی حالت میں پیشانی سے مٹی غبار کا جھاڑنا اور پونچھنا، اور نماز سے فارغ ہونے پر کوئی کراہت نہیں بلکہ آپ ﷺ سے ثابت ہے۔

(۵) نماز کی حالت میں کسی بھی وقت انگلیوں کا چٹخنا مکروہ تحریمی ہے، اور بیشتر حضرات کے نزدیک تو نماز کے باہر بھی ممنوع ہے کہ یہ لوٹیوں کی عادات قبیحہ میں سے ہے، ”کذا فی الطحاوی وتکرہ خارج الصلوٰۃ عند کثیر من صفحہ ۱۹۰“

(۶) ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا، جسے تشبیک کہتے ہیں۔

(۷) کمر اور گولہ پر ہاتھ کا رکھنا یعنی اس طرح سہارا لینا، اسی طرح فرض نماز

میں کسی عصا وغیرہ کا سہارا لینا اور ٹیک لگانا۔

(۸) گردن کا ادھر ادھر پھیرنا، اگر ادھر ادھر دیکھنے سے سینہ بھر جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۹) نماز کی حالت میں تھکتے کاٹا، تھوک، مہیکنا، اگر مجبوراً ضرورت پڑ جائے تو کپڑے میں مل لے۔

(۱۰) کتے کی طرح یعنی چوتھ سرین زمین پر رکھ کر دونوں گھٹنوں کو اٹھا دینا یعنی کھڑا کر دینا۔

(۱۱) سجدہ کی حالت میں دونوں بازوؤں کو زمین پر بچھا دینا۔

(۱۲) اور نماز کی حالت میں آستین کا چڑھانا۔

(۱۳) قیص وغیرہ کے رہتے ہوئے محض لنگی یا پاجامے پر اکتفا کرنا، مردوں کے لئے مسنون ہے کہ کرتا یا جامہ رہے۔

(۱۴) ٹوپی میں نماز پڑھنا سنت ہے اور عورتوں کو اچھی طرح کرتا یا جامہ کے ساتھ دوپٹہ لپیٹ کر پڑھنا۔

(۱۵) نماز کی حالت میں سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر کا اشارہ کرنا۔

(۱۶) چارز انوپالنتی مار کر بلا عذر کے بیٹھنا۔

(۱۷) (سر کے بالوں کا مرد کے لئے) جوڑنا، یا باندھنا، خواہ سر پر باندھنا یا

گردن کے اوپر باندھنا۔

(۱۸) عمامہ یا کوئی کپڑا سر پر ایسے طریقہ سے باندھنا کہ سر کے بچ کا حصہ کھلا رہے۔

(۱۹) مغرور و متکبرین جب ابرہ کی طرح سے نماز میں کپڑے کا استعمال کرنا اور

اس کی ہیئت و شکل اختیار کرنا۔

(۲۰) کپڑے کا سمیٹنا، مثلاً رکوع سے اٹھتے وقت کرتے کے پیچھے کے دامن کو

سیدھا کرنا سنوارنا، اسی طرح سجدہ میں جاتے وقت پاجامہ یا لنگی کا سمیٹنا۔

(۲۱) سدل یعنی رومال یا کسی کپڑے کا سر یا کندھے پر اس طرح ڈالنا کہ اس

کے دونوں کنارے لٹکتے رہیں، اگر بٹن سے یا ڈوری سے بندھ جائے تو مکروہ نہیں، یا کسی ایک کنارے کو کندھے پر ڈال دیا جائے، جیسا کہ رومال کے ایک کنارے کو دوسرے کندھے پر ڈال دیا جاتا ہے، تو یہ صحیح ہے مکروہ نہیں ہے، اسی طرح اچکن جب، گون کے دونوں جانب کا کھلا لٹکتے رہنا یہ مکروہ ہے، وہ بھی سدل میں داخل ہے، البتہ نماز کے باہر مکروہ نہیں۔

(۲۲) چادر یا کپڑے کا پورے بدن پر اس طرح لپیٹنا کہ ہاتھ بھی چادر اور کپڑے کے اندر ہو جائے، عموماً لوگ سردی کے زمانہ میں اس طرح چادر پہنتے ہیں کہ دونوں ہاتھ اندر رہتے ہیں مکروہ ہے، اسی طرح چادر کا کوئی ایک کنارہ کندھے پر ڈال دے کہ ہاتھ کھل جائے۔
(۲۳) چادر کے ایک کنارے کا داہنے کندھے کے نیچے سے یعنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال دینا۔ ہاں کندھے کے اوپر سے ڈالے جیسا کہ رائج ہے تو مکروہ نہیں۔
(۲۴) اسی طرح چادر کو اس طرح استعمال کرنا کہ ایک کندھا یا دونوں کندھے کھلے رہیں مکروہ ہے۔

(۲۵) قیام یعنی کھڑے ہونے کی حالت کے علاوہ میں قرآن پڑھنا۔
(۲۶) نفل کی دو رکعتوں میں پہلی رکعت کا زیادہ لمبا کرنا۔
(۲۷) تمام نمازوں میں دوسری رکعت کو پہلی رکعت کے مقابلہ میں ۳/۴ آیات سے زیادہ لمبا کرنا ایک دو آیت کا فرق ہو جائے تو کراہت نہیں آتی۔
(۲۸) فرض میں ایک سورۃ کا مکرر پڑھنا، البتہ تہجد وغیرہ میں گنجائش ہے۔
(۲۹) دوسورتوں کے درمیان کی سورت کو چھوڑ کر پڑھنا، مثلاً ”قل یا ایہا الکفرون“ اور ”تبت یذا“ پڑھنا اور ”اذا جاء“ چھوڑ دینا، البتہ بڑی سورتوں میں کرے تو مکروہ نہیں۔

(۳۰) نماز میں سورتوں کو خلاف ترتیب پڑھنا، مثلاً ”لایلاف قریش“ پڑھے پھر ”الم تر کیف“ پڑھے، البتہ نفل میں گنجائش ہے۔

(۳۱) مقام سجدہ پر رکھی ہوئی خوشبو کا قصد آسوگھنا، اسی طرح کپڑے میں لگے عطر کا سوگھنا۔

(۳۲) نماز کی حالت میں گرمی کی وجہ سے ایک دو مرتبہ پکھا جھلنا، ۳/ مرتبہ جھلنے سے نماز فاسد ہو جائے گی گرمی کی وجہ سے آستین یا دامن سے ہوا لینا، بشرطیکہ عمل کثیر نہ ہو۔

(۳۳) بلا ضرورت کبھی یا مجھڑ کا اڑانا۔

(۳۴) سجدہ، تشہد رکوع وغیرہ کی حالت میں ہاتھ پیروں کی انگلیاں کا رخ قبلہ کی جانب نہ ہونا۔

(۳۵) دونوں ہاتھوں کو رکوع کی حالت میں گھٹنوں پر نہ رکھنا۔

(۳۶) بیٹھنے کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو ران پر نہ رکھنا۔

(۳۷) قیام کی حالت میں بائیں ہتھیلی پر دائیں ہتھیلی کو نہ رکھنا۔

(۳۸) جمائی لینا، یعنی جمائی کی حالت میں منہ کو کھولنا، بلکہ آجائے تو منہ بند کرنے کی کوشش کرنا، اوپر کے وانتوں کو نیچے کے وانتوں سے چپکائے رکھنا کہ منہ نہ کھلے دائیں ہاتھ کی پشت کو منہ پر رکھنا یا آستین کو منہ پر رکھنا، اور قیام کے علاوہ کی حالت میں بایاں ہاتھ رکھنا چاہئے۔

(۳۹) آنکھوں کو بند کر کے نماز پڑھنا، سر کا آسمان کی طرف اٹھانا۔

(۴۰) انگڑائی لینا، ایک یا دونوں پاؤں کا اکھاڑنا۔

(۴۱) نماز میں ایک دو قدم چلنا یا تھوڑا آگے پیچھے ہونا۔

(۴۲) جوں کھٹل وغیرہ کا پکڑنا اور اس کا مار ڈالنا۔

(۴۳) چادر یا رومال سے منہ اور ناک ڈھانک لینا۔ عموماً لوگ جاڑے میں

چادر و رومال سے منہ ڈھانک لیتے ہیں یہ مکروہ ہے۔

(۴۴) منہ میں کسی ایسی چیز کا ہونا جس سے قرآن مسنونہ رک جائے یا نہ ہو سکے،

اگر مقدار فرض قرأت نہ ہو سکے تو نماز فاسد، یا پکھل جانے والی یا گھنے والی چیز کو منہ میں رکھا اور اس کو نگل گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۴۵) عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے۔

(۴۶) ایسے کپڑے یا مصلیٰ پر سجدہ کرنا جس میں کسی ذی روح کی تصویر ہو۔

(۴۷) سجدہ میں صرف پیشانی کا رکھنا ناک کا نہ رکھنا، ہاں عذر ہو تو درست ہے۔

(۴۸) راستہ اور گزرگاہ پر نماز پڑھنا، یا ایسے مقام پر نماز پڑھنا جہاں لوگوں کو

گزرنے میں پریشانی ہوتی ہو۔

(۴۹) حمام غسل خانے میں پاخانہ پیشاب کی جگہ میں اور نجاست کی جگہ میں

پڑھنا مکروہ ہے۔

(۵۰) قبرستان میں اور جہاں قبریں ہوں وہاں نماز کا پڑھنا۔

(۵۱) کسی کی زمین پر بغیر اس کی اجازت کے نماز پڑھنا، ہاں اگر دلالت حال

سے معلوم ہو جائے کہ وہ خوش ہی ہوگا اعتراض نہ ہوگا تو پھر کوئی حرج نہیں، اسی طرح

دوست و احباب و اہل قرابت کی زمین پر بلا اجازت کے درست ہے۔

(۵۲) غصب اور چوری کردہ کپڑے میں نماز پڑھنا، بلا اجازت کے کسی کا کرتایا

پاجامہ لے کر نماز پڑھنا۔

(۵۳) ریشمی کپڑے یا ریشمی چادر یا رومال اوڑھ کر نماز پڑھنا۔

(۵۴) پاخانہ پیشاب کے تقاضے کے وقت نماز پڑھنا، محض احساس یا خیال، ہو رہا

ہو تو نہیں یعنی دبانے کی صورت میں مکروہ ہے۔

(۵۵) نجاست کپڑے میں لگے رہنے کے ساتھ نماز پڑھنا، بایں طور کہ نجاست

خفیفہ ہو تو چوتھائی سے کم ہو، اور نجاست غلیظہ ہو تو ایک روپیہ کی گولائی سے کم ہو، ہاں مگر یہ کہ

وقت تنگ ہو دھونے کا موقعہ یا پانی نہ ہو۔

(۵۶) یاد دھونے سے جماعت چھوٹ جائے گی۔

(۵۷) میلے کچیلے گندے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا، جسے پہن کر آدمی باہر، دفتر

آفس یا مہمانی وغیرہ میں نہ جاسکے۔

(۵۸) کھلے سر بلا ٹوپی کے نماز پڑھنا، ہاں ”تذلل تخضع“ مسکنت کے اظہار

کی نیت سے پڑھنے کی اجازت ہے۔

(۵۹) شدید بھوک کی حالت میں نماز پڑھنا جب کہ کھانا سامنے یا کھانا تیار ہو۔

(۶۰) ہر ایسی چیز کا ہونا جو نمازی کے دل سے خشوع و خضوع اور سکون کو زائل اور دور کر دے، مثلاً سامنے کسی بھڑک دار چیز کا ہونا، یا خود اس کے کپڑے کا ایسا خوشنما اور بارونق ہونا کہ اس کی تزئین اور خوشنمائی کی طرف اس کا دل چلا جائے، خواہ چادر ہو، لباس ہو، گھڑی ہو یا مصلیٰ ہو، یا آئینے سامنے کوئی دل کو متوجہ کرنے والی چیز ہو، اسی لئے مسجد میں قبلہ کی جانب اشتہار وغیرہ کارکھنا اور یاں کرنا منع ہے۔

(۶۱) قرآن پاک کی آیتوں کا یا تسبیح وغیرہ انگلیوں سے شمار کرنا، ہاں ہلکا سا دبا ہوا شمار محفوظ کرے تو مکروہ نہیں۔

(۶۲) امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا، اسی طرح بالکل دوستوں کے بیچ میں کھڑا ہونا۔

(۶۳) امام کا تنہا ایک ہاتھ اونچے مقام پر کھڑا ہونا۔

(۶۴) اگلی صف میں جگہ رہتے ہوئے پچھلی صف میں کھڑا ہونا۔

(۶۵) کسی ایسے کپڑے کا پہن کر نماز پڑھنا جس میں کسی جاندار کی تصویر ہو، صرف سر کی تصویر ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

(۶۶) اس جگہ پر نماز مکروہ ہے جہاں سر کے اوپر یا پیچھے یا سامنے یا بغل میں کسی جاندار کی تصویر ہو، ہاں مگر بہت چھوٹی تصویر ہو کہ اس کے آنکھ کان ناک سامنے سے نمایاں نظر نہ آتے ہوں یا اس کا سر نہ ہو صرف دھڑ ہی دھڑ ہو، یا جاندار کے علاوہ پہاڑ پیڑ پودے کی ہوں تو مکروہ نہیں۔

(۶۷) مسجد میں کسی جگہ یا کونے کو اپنی نماز کے لئے خاص کر لینا کہ ہمیشہ اسی جگہ نماز پڑھے۔

(۶۸) کسی چولہے یا انگلیٹھی یا آگ کے سامنے نماز پڑھنا جس میں آگ جلی ہو اور دھواں نکل رہا ہو، البتہ اگر سامنے بلب ہو، یا موم بتی یا چراغ دقے جل رہے ہوں تو اس میں کراہت نہیں۔

(۶۹) سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنا، کہ اس کے اٹھنے سے یا جاگنے سے خلل

کا اندیشہ ہو، یا اٹھنے پر اسے پریشانی ہو جائے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں۔

(۷۰) کوئی آدمی منہ سامنے کر کے بیٹھا ہو ٹھیک اسی کے منہ کے یارخ کے

سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے، ہاں اس کی پیٹھ سامنے ہو تو مکروہ نہیں۔

(۷۱) نماز میں کسی خاص سورۃ کو ایسے طور پر متعین کرنا کہ اسی کو پڑھے دوسری

سورۃ نہ پڑھے، ہاں اگر سنت سے ثابت ہو تو اکثر یا ہمیشہ سنت سمجھ کر پڑھنا مکروہ نہیں ہے،

جیسے فجر کی سنت میں کافرون اور قل هو اللہ احد کا پڑھنا، اور جمعہ کی فجر میں الم سجدہ، سورۃ دھر کا

پڑھنا۔

(۷۲) پیشانی پر لگی مٹی یا غبار کو نماز میں جھاڑنا اور صاف کرنا۔

(۷۳) بلا سترے کے اس مقام پر نماز پڑھنا جہاں لوگوں کے گزرنے اور آنے

جانے کا احتمال ہو، چنانچہ مسجد میں بھی اس جگہ نماز پڑھنا جہاں لوگ گزرنے پر مجبور ہو جائیں

مکروہ ہے، مثلاً صحن کے پچھلی صف میں نیت باندھ لی۔

فائدہ:..... یہ تمام مکروہات نماز نور الایضاح، مراقی الفلاح طحاوی علی المراقی

(طحاوی: صفحہ ۱۸۸ تا ۲۰۰)

سے لئے گئے ہیں۔

تمت بفضل اللہ و عونه

شعبان ۱۴۲۳ھ

سنت کے مطابق نماز ادا کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے اس مقصد کے لئے نماز کے سنن و آداب پر مشتمل تفصیلی کتاب جس میں مؤلف مدظلہم نے ہر ہر رکن اور طریقہ کے متعلق احادیث اور آثار جمع کروئے کہ جس سے اختلاف رکھنے والے حضرات کو بھی رہنمائی حاصل ہو سکے۔

یہ کتاب نماز کا اہتمام کرنے والے حضرات کے لئے قیمتی سرمایہ ہے کہ جس پر عمل سے نماز سنت کے مطابق پڑھی جاسکتی ہے اور آپ ﷺ کی نماز کا مکمل نقشہ سامنے معلوم ہو جاتا ہے۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ مساجد میں، مجالس میں اور گھروں میں اس کو پڑھ کر سنایا جائے تاکہ سنت کے مطابق نماز امت میں عام ہو سکے۔

حضرات صحابہ کرام کو نماز کا ایک ایک عمل خوب توجہ کے ساتھ سنت کے مطابق انجام دینے کا بڑا اہتمام تھا اور وہ ایک دوسرے سے سیکھتے بھی رہتے تھے۔ امید ہے اس پر عمل سے کم از کم ظاہری صورت سنت کے مطابق ہو جائے گی اور ایک مسلمان اپنے پروردگار کے حضور کم از کم عرضداشت پیش کر سکے گا کہ:-

تیرے محبوب کی یارب! شہادت لے کے آیا ہوں

حقیقت اس کو ٹو کر دے! میں صورت لے کے آیا ہوں

E-mail: ishaat@pk.netolir.com
ishaat@cyber.net.pk

